خیال ظاہر کیا کہ اگر یوسف شام تک بھی واپس پھر کر نہ آیا تو رات بھر یہین قیام کرنا ہوگا ہم مین سے دو سوار کسی پھرتی ہوئی جنگلی بھیڑ اور پرند وغیرہ کے شکار کیلئے گئے کہ اگر ہاتھ لگ جاوے تو ہمارے شب کے کھانے کے لیے ہو۔

ایک گھنٹہ کے بعد یہ ایک بھیڑ پکڑ کر لائے جو قریب ہی اپنے گلہ مین دریا کے کنارے پر چر رہی تھی۔ فوراً اسکو ذبح کر ڈالا اور اسکے کباب کرنیکے لیے تیار کر لیا۔ بڑی بڑی لکڑیان جنگل مین سے کاٹ لی گئین اور ایک لکڑی کو سیخ بناکر اسپر بھیڑ چڑھاکر جلتی ہوئی آگ پر رکھ دیا آگ جو شعلہاے جوالہ دے رہی تھی اور اسپر پوری بھیڑ چڑھی ہوئی تھی۔ ہم مین سے ایک شخص اُسکے پاس بیٹھ گیا تھا تاکہ اُسکو برابر اُلٹتا پلٹتا رہے۔ جب وہ بھن بھنا گئی تو اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر لیے گئے اور پھر جو شخص بلا فرق مدارج کے اسپر گرا ہی اور اشتہا مین کھانا شروع کیا ہی تو مزا ہی آ گیا۔

اسوقت دن بالکل چھپ گیا تھا اور یوسف کا کہین پتہ بھی نہین تھا۔ ہمنے پھر سونے کی ٹھانی اور ایک دو شخص کو گھوڑون کی نگہبانی اور پہرے کے لیے چھوڑا۔ آدھی رات جب ٹن سے ایک بجا اور چاند اپنے مقام سے نیچے کی طرف اُترنے لگا تو بہت دور سے کچھ آواز سنائی دی پھر اور قریب سے وہ آواز آئی قدم بقدم پاس ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ ہمارے لگ بھگ ہو گئی۔ ہم اس آواز سے سب چونکے اور ہم مین ایک اضطراب پھیل گیا کہ کون شخص آتا ہی ہمین اس شبہہ مین زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ ہمنے آرمینین کو اپنے پاس بولتا ہوا دیکھا۔ ہمنے اسکے جواب مین آوازین لگائین اور خوب اسکی آواز پر آوازین لگاتے رہے جب وہ دکھائی دیا۔ گو یہ نوجوان بہت ہی تھک گیا لیکن اب بھی اپنی سرگذشت بیان کرنے کی اسمین کافی قوت باقی تھی۔ وہ بیان کرنے لگا کہ جب مین ہملہ پہونچا ہون تو مجھ کو چند اُن سپاہیون نے پہچانا جو اس حملہ سے بچ گئے تھے جو ایرانیون نے ہمارے گانؤن پر کیا تھا۔ وہ سپاہی مجھے دیکھتے ہی قلعہ مین لے گئے اور میرے ساتھ بہت ہی

عنایت و شفقت سے پیش آئے۔ وہ سپاہی پھر مجھے اپنے اعلیٰ افسر کے پاس لے گئے اُسنے میری صورت دیکھتے ہی میرے یہان آنے کا سبب دریافت کیا مین نے چھوٹتے ہی بس یہ جواب دیا کہ مین اپنی بیوی کو تلاش کرتا ہوا پھرتا ہون۔ یہ جواب ایسا تھا جو تمام مشکل اور لاینحل باتونکو حل کر دیتا تھا۔ اِسکے علاوہ اِس نوجوان آرمینین نے یہ بھی کہا کہ میرا گانوٗن تباہ ہو گیا میرے مکانات منہدم کر دیے گئے اور میرا کُل اسباب لٹ گیا اس سے مین اور بھی بے خانمان ہو گیا۔

پھر قلعہ کی سیر کرنے کے لیے اسکو اجازت دی گئی۔ بھلا یہ بھی ایک تقدیر الٰہی تھی کہ مجکو اچانک اِس آرمینین کا ملنا اور پھر اس طرح سے دشمن کی پوری پوری کیفیت اُسکے عزم اُنکے مقام محاربہ سے اطلاع ہونا۔ غرض جب قلعہ کے دروازے بند ہونے لگے تو اِس سے پہلے ہی مین نے کھسکنے کا ارادہ کر لیا تھا اور وہان سے سیدھا پہاڑون کو ہو لیا۔

یوسف کو مین نے تازہ دم ہونے اور کھانا کھانے کے لیے کہا۔ جو کچھ یوسف نے کہا تھا وہ سب سچ سمجھ کر اور اُسکی تمام باتون پر پورا پورا بھروسہ کر کے مین نے اپنی جماعت کے لوگون سے کہا کہ ایراوان چلنے کے لیے مستعد ہو جاؤ۔ چونکہ وہ بہت تھک گیا تھا اِسلیے مین نے اجازت دی کہ تو ایک سوار کے گھوڑے کے پیچھے بیٹھ لے ہم یہان سے روانہ ہو کر اور تھوڑا سا پہاڑی راستہ طے کر کے اشترک گانوٗن مین پہونچے۔ ہم یہان خود بھی اور اپنے گھوڑون کے تازہ دم ہونے کے لیے ٹھہرے۔ اس عرصے مین مین نے نوجوان آرمینین کو اجازت دیدی کہ تو اپنی پیاری بیوی سے جا کر مل آ۔ وہ اپنی بیوی سے ملکر بہت ہی شادان اور فرحان واپس آیا اور مہمان نوازون کا شکریہ ادا کیا کہ واقعی اُنھون نے اسقدر اُسکے ساتھ محبت برتی جسکا کوئی شمار نہین اور اسکی خبر گیری اور نگہداشت مین ایک دقیقہ بھی باقی نہ چھوڑا اب اسے بہت ہی آرام ہے۔

سردار اور ہمارا افسر جلاد ان ایراوان سے روانہ ہو چکے تھے اور اُنھون نے اُسوقت

آرمینیون کے مجتہد کے رہنے کے مقام کے نزدیک خیمے ایستادہ کیے تھے - یہان سے ہم بھی مع یوسف کے ادھر کی طرف روانہ ہوے -

چودھوان باب

حاجی بابا کا اپنی کارروائی بیان کرنا اور شکستہ و پریشان حال کو اپنا دوست ظاہر کرنا

(ایتمیزن کی خانقاہ جسکو آرمینی اپنی زبان مین اُتچاکسیھ کہتے ہین بڑے اور بارآور میدان مین واقع ہی - یہ خوش و سرسبز مقام اریکس اور چند ندیون سے تر و تازہ رہتا ہی خانقاہ پہاڑ اگری داغ کے دامن مین واقع ہی - (یوسف نے مجھ سے جیسا کہ بیان کیا) اس خانقاہ کی کل مسیحی اور خصوصاً آرمینین بہت ہی پرستش کرتے مین کیونکہ اس پہاڑ کی برفی چوٹیون پر حضرت نوح علیہ السلام کا تابوت رکھا ہوا ہی -

خانقاہ یا گرجا ایشیا مین زیادہ تر اپنی دولتمندی کے باعث بہت ہی مشہور ہی چارونطرف بلند بلند دیوارون سے گھرا ہوا ہی - اور اسمین بڑے بڑے وزنی مضبوط دروازے لگے ہوے ہین کہ گویے برسین جب بھی خبر نہو - یہین آرمینیا کے گرجاؤن کا بڑا پادری رہتا ہے اسکے ساتھ بشپون - نیچے درجے کے پادریون اور اسی طرح سے اُن لوگونکا جنکا تعلق گرجاؤن سے ہی - بہت ہی جاہ و حشم اور ہجوم رہتا ہی - فارس مین یہ خلیفہ کے نام سے مشہور سا ہی - یہ لقب ملکی افسر کو بھی اسیطرح سے دیا جاتا ہی جیسے مذہبی پیشوا کو - مثلاً فرمانروا ے بغداد وغیرہ خلیفہ کے نام و لقب سے ملقب تھے - خلیفہ کو مسیحون مین پیٹریآرک کہتے ہین - اور اسکا گرجا آرمینیون کے لیے زیارت کا مقام ہی - جو خاص موسمون مین دنیا کے مختلف حصص سے وہان آکے جمع ہوتے ہین -)

اسطرف ہمنے اپنی باگین پھیرین ہمنے دیکھا کہ سردار اور افسر جلادان کے سفید خیمے

بیقاعدگی سے خانقاہ کے اردگرد ایستادہ ہین - خانقاہ کی دیوارون کے پاس پہونچنے سے پہلے ہمنے یہ سُنا کہ دونون افسرون نے خانقاہ مین اپنا ڈنڈا ڈیرہ ڈالا ہی اور بیڑی آرک یعنی مجتہد کے مہمان ہوے ہین -

نوجوان سوار بڑی خوشی مین میرے پاس دوڑ کے آیا اور یہ خوشی کی خبر لایا بہت خوب ان کافرون کے باپ کو جلا دو - اور چلکے اُن کی خوب خوب شرابین پیو جس سے تکان تو اُترے -

مین - تم مسلمان ہو اور پھر شراب پینے کا لفظ زبان پر لاتے ہو - تم تو خود ایک کافر ہو -

نوجوان سوار - یہ بھی آپ نے خوب کہی ہمارا سردار تو سچی شخص کیطرح خوب خوب شرابین اڑاتا ہی پھر مین حیران ہون کہ مین نے کیا قصور کیا ہی -

جب ہم خانقاہ کے قریب پہونچے تو مین نے یوسف کو اپنے پاس بلا کے کہا کہ اب تم تیار ہو جاؤ اور جب مین تمھین بلاؤن فوراً چلے آنا - اور تم اپنے کو ہر قسم کی قسم کھانے کے لیے جو تمھین دلچسپی دے اور جو تمھارے ہان کھاتے ہون تیار رکھنا -

اور مین نے خوب تاکید کردی کہ جسوقت تم بیان کرنے لگو اُسوقت جھوٹ سچ چاہے وہ خطرے تمپر آکے واقع ہوے ہون یا نہون بہت ہی مخوف الفاظ مین بیان کرنا - اور یہ بھی ضرور کہنا کہ میرا روپیہ بھی اسقدر اس خطرے مین نذر ہو چکا ہی اور یہ مصیبت مین نے صرف ایران کے فائدے اور نفع کے لیے اپنے اوپر جھیلی ہی - اس سے مجھے اُمید ہے کہ تمھاری بیوی تمھین بخشی جائے گی - اور کیا عجب ہی جو تمھین اسکے علاوہ کچھ صلہ بھی ملے باہم یہ سمجھوتہ کرکے ہم بھاری مجر ابد ار راستہ کی طرف بڑھے جو سیدھا خانقاہ کے پہلے ہی کورٹ مین جاتا تھا - ہمنے دیکھا کہ یہان سردار اور ہمارے افسر کا سامان فوج رکھا ہوا ہی اور نوکر چاکر لدے ہوے ہین - یہان برابر برابر گھوڑے اپنی اگاڑیون پچھاڑیون سے

بندھے ہوے تھے اور انکا کامل سامان ایک طرف ڈھیر تھا۔

ایک طرف خچر نظر آتے تھے جو اپنی گھنٹیونکی جھنکار سے جو ہمیشہ اُنکی گردنونمین پڑی رہتی ہین اور جانورون سے ممتاز تھے۔

دوسرے احاطے مین خاص خاص ملازمین کے گھوڑے بندھے ہوے تھے اور یہ چھوٹے چھوٹے تھانون مین جو کورٹ کے دوطرف محیط ہین سنہنار ہے تھے۔

ہم پہلے ہی کورٹ مین اپنے گھوڑونسے اُترے۔ مین نے اُترتے ہی اپنے افسر کے خیمہ کو دریافت کیا۔ یہ مجھے اُسی وقت معلوم ہوگیا میرا افسر سردار کے پاس موجود تھا جہانمین اپنی اُسی سفری صورت سے منھ پر خاک پڑی ہوئی بوٹ پہنے ہوے سب سامان سے آراستہ حاضر ہوا۔

معلوم ہوا کہ اُنھون نے آرمینین کے معابد مین اپنا عملہ دخالہ کرلیا ہی اور مسیحیونکا خلیفہ مع اپنے حکام کے وہانسے علیحدہ ہوگیا ہی۔ کیونکہ سردار وغیرہ نے اُسی کے کمرے مین اپنا ڈنڈا ڈیرہ ڈالا تھا۔ اُسوقت مظلوم پادری اِدھر اُدھر دبک رہے تھے اور مظلومانہ نظرونسے اُن لوگون کی طرف نگران تھے کہ جنھون نے اُنکے مکانون پر قبضہ کرلیا تھا۔ دونون ایرانی افسرون کے گھوڑے گرجا کی دیوارون کے بہت ہی قریب چر رہے تھے آرمینیون کی نسبت ان گھوڑون کے آرام اور آسایش کی بہت ہی خبر گیری کیجاتی تھی۔

میرے ناظرین افسر جلادان کے چال چلن سے تو ہنوز واقف ہوچکے ہین۔ لیکن جب مین قدم آگے بڑھاؤنگا تو سردار کے چال چلن اور مزاج سے بھی آگاہ کرونگا۔

ایسا بے ایمان دغاباز منحوس شخص آج تک دیکھنے مین نہین آیا۔ اسکی آنکھین ڈھیلون مین ایسی معلوم ہوتی تھین جیسے کسی نے دو غیر مصفا اور غلیظ شیشونکے ٹکڑے رکھدیے ہین۔ ان آنکھون پر اور بھی غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ انپر جھُریان پڑی ہوئی ہین اور

جب یہ جھریان نمایان ہوتی تھین تو ہمیشہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکا منھ اور تمام چہرہ مرجع مضحکہ بنگیا ہی جیسا کہ شاہ کے شاعر نے اسکے مُنھ کی تشبیہ دی ہی کہ یہ بالکل اگر ہی داغ وہ ایک پہاڑ ہی جسکے پاس وہ رہتا ہی۔ جب اسکی چوٹی پر ابر محیط ہوتا ہی اور آفتاب میدان مین چمکتا ہی یہ معلوم ہونے لگتا ہی کہ ایک طوفان عظیم برپا ہو جائیگا۔ وقت نے خود اس کے رخسارونکے نیچے دو شکنین ایسی زبردست اور گہری ڈالی تھین جو قلیل واڑھی سے چھپ نہ سکتی تھین۔ باوجودیکہ اُسنے اُسے گھندار کرنے کے لیے بہت بہت تکالیف اُٹھائی تھین اور اُسی دشمن یعنی وقت یا عمر نے اسکے سب دانتونکو گرا دیا تھا صرف سارے پوپلے مُنھ مین ایک ہی دانت معلوم ہوتا تھا۔ جسکے باعث سے گہرے گڑھے نمایان تھے جنپر ناہموار تیلے بال چھائے ہوے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے پہاڑی کی چوٹی پر جلے ہوے ٹھنٹ کھڑے ہین جب اسکی مجموعی حالت پر غور کیا جاے تو یہ امر دریافت کرنا بہت ہی مشکل تھا کہ آیا بکرا اس سے فائق ہی یا بھیڑا۔ مگر ہان یہ جانچنا بہت ہی سہل اور ایک بدیہی امر تھا کہ جو صفات حیوانی اور اعضا کی بناوٹ جانور کی طرح اسکی تھی اور کوئی ایسا انسانی نمونہ دیکھنے مین نہین آیا۔ اسکی صورت سے چال چلن تو ہویدا تھا نہ کوئی قانون انسانی نہ شریعت ربانی اسکی نفس پرستی کے پاس آکر بھی پھٹکا کھاتی تھی۔ اور جب اسکی طبیعت مین جوش کے شعلے بھڑکتے پھر تو اسکے جبر و تعدی کی کوئی حد بھی باقی نہ رہتی۔

لیکن بااین ہمہ چند باتین اسمین ایسی بھی تھین جنسے لوگ اسکی طرف رجوع ہوتے تھے۔ یعنی یہ بہت بڑا آزاد اور جفاکش تھا۔ رسائی اور جودت طبع کا اسنے فطرت سے ڈھیر دلچو حاصل کر لیا تھا۔ شاہ اور اسکی گورنمنٹ کی طرف سے اسطرح مدبرانہ لبقاعدہ سیاست کام کرتا تھا کہ شاہ کا اسپر بہت بڑا بھروسہ اور خیال رجوع تھا۔ یہ شاہزادانہ جاہ و جلال سے زندگی بسر کرتا تھا۔ مسافر پروری اور مہمان نوازی مین اسکی بہت ہی شہرت تھی اور یہ اپنی بیقاعدگیون کو مسلمان شخص کی طرح چھپاتا نہین تھا۔ یہ فرانسیسی نژاد تھا لیکن جو کچھ کرتا تھا

وہ بہت کھلم کھلا ۔ اپنے ماتحتونسے بہت ہی ملنساری سے پیش آتا تھا ۔ بس اُنکا یہ بہت ہی بڑا رفیق تھا جو اُس کی عیاشی مین اسکا ساتھ دیتے تھے ۔ ایران مین اس جیسا شراب پینے والا ایک بھی نظر نہ آتا تھا ہان سوائے اسکے حال کے ساتھی افسر جلادان کے جسکی شرابخواری کا کوئی بھی ٹھکانا نہ تھا ۔ اس شخصیت کے دو شخصون کی خدمت مین مین پیش کیا گیا ۔ دو میرے ساتھ میرے اور بھی خاص خاص آدمی تھے ۔ مین کوٹھڑی کے آخر کونے کی طرف کھڑا رہا یہان تک کہ میری طرف خطاب کیا گیا ۔

افسر جلادان ''اے آمدنت باعث خوشنودی ما ۔ میرے پیارے حاجی آؤ ۔ خوش باش ۔ کہو تمنے میری روح کی قسم کتنے روسی قتل کر ڈالے ۔ کیا تمھارے ساتھ کوئی سر آیا ہی تو مجھے دکھادو ۔

سردار ۔ تم کیا کرکے آئے پہلے تو یہ بتاؤ ۔ کیا حدود پر روسی موجود ہین ہم اُن تک کب پہونچینگے یا ہمارے اُنکے مٹ بھیڑ کب تک ہو جائے گی ۔

مین ۔ (یہ سب باتین سنکے) ہان اے آغا صاحبو جو کچھ میری قوت مین تھا وہ مین نے کر لیا ہی ۔ بڑے ہی خوش وقت اور ساعت نیک مین ہم روانہ ہوئے تھے اسلیے کہ جو چیز آپ چاہتے ہین اُس کو مین بخوبی بیان کر سکتا ہون ۔ یہ ایک بدیہی امر ہی کہ میرے آقا افسر جلادان اور سردار کی تقدیرین بر اوج فلک گرم پرواز تھین کہ مجھ جیسا باہنر شخص انکا غلام بنے اور اس طرح سے سرنگون انکے آگے کھڑا ہو ۔

سردار ۔ خوش قسمتی کوئی بری چیز نہین ہی ۔ یہ سچ ہی اور اس کو ہم بھی مانتے ہین مگر بھائی ہم تو اپنی شمشیر آبدار پر بھروسہ کرتے ہین ۔ یہ کہتا جاتا تھا اور اپنی دونون آنکھین سردار کی طرف پھرا پھرا کر ہنستا جاتا تھا ۔

افسر جلادان ہان ہان یہ بہت ہی صحیح ہی ۔ تلوارین ۔ بارود ۔ نیزے ۔ پستول بھی ہمارے بخوبی ہین ۔ وہ وقت ہمیشہ ہی خوش قسمت ہوگا جب ایک کافر کا سر آویزان

خون آلود دکھائی دیگا اور میرے پاس آئیگا - اگر میری آپ پوچھین تو مین قزلباش ہون اگر میری خواہش ہی تو یہ ہی کہ ایک باد رفتار گھوڑا جو شاہون پر کام کرے - ایک شمشیر بران نیزۂ سندان شگاف ہاتھ مین ہو اور ایک وسیع میدان جو روسیون سے بھرا ہوا ہو اور پھر مین وہان اپنے اسپ تیز رفتار کو جنبش دون پھر دیکھئے کیا سیر ہوتی ہی -

سردار - (حاجی سے) کہو شراب کو کیسا سمجھتے ہو -

مین - حضور یہ ایسی ہی اچھی ہی جیسا آپ نے فرمایا -

سردار - کوئی ہی - ذرا مسیحی خلیفہ سے جا کر ایک جام شراب حاجی کے لیے لاؤ (میری طرف مخاطب ہو کر) لیکن پہلے تم ہمین یہ بتاؤ کہ تمنے کیا دیکھا اور کیا کیا - روسیون نے کہان اور کس جگہ قیام کیا ہی کتنے روسی وہان مین - کیا اُنکے پاس توپین بھی ہین - اُنکی کون کمان کرتا ہی - وہان کوہ قافی بھی مین - تمنے جار جیا والون کی بھی کوئی کیفیت سُنی - روسیونکا کمانڈر انچیف کہان ہی اور مِنکر اسلام اسماعیل خان کا بھی کچھ پتہ ہی کہان ہی - آؤ اور یہ باتین مجھ سے کہو - (اپنے ایک کاتب کیطرف مخاطب ہو کے) مرزا تم جو کچھ حاجی کہے سب لکھ لو -

یہ سُنکے ذرا مین تنا اور گردن آگے بڑھا کے یہ بیان کرنے لگا - قسم ہی سردار کی روح اور افسر جلادان کی جانکی روسی کچھ بھی حقیقت نہین رکھتے - اگر ایرانیون سے اُنکا مقابلہ کیا جائے تو وہ نرے گدھے ہین - مین نے جو کچھ اپنی آنکھو نسے دیکھا ہی کہہ سکتا ہون کہ ایک ایرانی ہاتھ مین بھالا لے کر دس کمبخت اور بزدل نامرد روسیون کو میدان جنگ مین قتل کر سکتا ہی -

یہ سُنکے میرے افسر نے کہا (لیکن بہت خوش ہو کر) -

آہ تم شیر نر ہو - یہ تو مین ہمیشہ سے جانتا تھا کہ تم بھی کچھ چیز ہو - صرف ایک صفہانی کافی ہی وہ ہی دیکھ لو کیا عقل و دانش سے کام کرتا ہی -

مین رحضور حدود پر بہت ہی کم روسی ہین۔ پانچ چھ سات یا آٹھ سو ہونگے شاید
ایک ہزار یا دو ہزار ہو جا مین لیکن تین ہزار سے زیادہ نہین ہو سکتے انکے پاس دو بن ہین یا تیس
تو پین ہین۔ اور کوہ قافیون کو آپ دریافت کرین تو وہ کچھ بھی نہین ہین۔ یہ ایک بہت ہی
سخت بات ہی کہ جہان اُنکی ضرورت ہو وہین موجود ہین۔ انکے ہاتھون مین ڈبل ڈبل بھالے
جنکی صورت بیل کے آنکس کی سی ہوتی ہی اور یہ بھی صحیح ہی کہ وہ اس سے ہلاک بھی کر ڈالتے
ہین لیکن جب وہ یابوؤن پر سوار ہوتے ہین جو ہمارے گھوڑون سے کبھی سر بر نہین ہو سکتے
جنکے یابوؤن کی قیمت تیس چالیس پچاس تمن ہوتے ہین اور جنکی یہ پھرتی ہی کہ جہان اُنپر
سوار ہوئے اور وہ نظرون سے غائب ہو گئے۔ یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ وہ کہان
چلدیے۔

افسر جلادان تم کوہ قافیون اور اُنکے گھوڑون کا کیون ذکر کرتے ہو میان حاجی اُن
بندرون کا ذکر کرو جو ریچھون پر سوار ہین۔ کافرون کی کون کمان کرتا ہی۔

حاجی رحضور جو اُنکی کمان کرتا ہی اُسکو وہ دیلی میجر یعنی متوالا میجر کہتے ہین اور جب اسکا
سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اسلیے کہتے ہین کہ یہ جنگ سے کبھی نہین بھاگتا صدہا
واقعات اور قصص اسکے متعلق بیان ہوے ہین۔ انمین سے ایک یہ بھی ہی کہ اُسکے
پاس ایک جیبی قرآن ہی۔ اور اس قرآن کی نسبت اُسکا بیان ہی کہ مین نے سردار یعنی حضور والا
جاہ سے چھینا ہی۔ یہ قرآن وہ ہر ایک کو دکھاتا ہے۔ کہ دیکھو یہ میری فتح کا نشان ہے

سردار۔ ہان یہ درست ہی۔ سال گزشتہ مین ان نامعقول کفار نے مجھے بہت ہی متعجب
کیا۔ مین یہان سے پانچ فرسنگ سے زیادہ فاصلے پر خیمہ زن نہ تھا۔ اُسوقت مجھے صرف
یہ وقت ملا کہ مین اپنے جامے اور شلوارون کو سنبھال کر بے کسے ہوے گھوڑے پر سوار ہو کر
بھاگون لیکن خیر اب دیکھا جائیگا۔

مین نے انپر یہ تو ظاہر کر دیا کہ مین گیو مثلو مین کیا کر سکتا ہون۔ اور ابھی دیکھیے

اگر انکے باپ دادا کی قبرین اُکھیڑ کے نہ پھینکدی ہون تو جب ہی کہنا۔ ہان حاجی تمنے
کتنی توپین بتائی تھین کہ روسیون کے پاس ہین۔

مین۔ چار۔ پانچ۔ یا چھ۔

مرزا۔ (کاتب) مین نے ابھی توبیس تیس لکھی ہین۔ مرد آدمی اب چار پانچ۔ چھ بتاتا
ہے اب یہ بیان کرکہ دونون مین کتنا صحیح ہے اور کونسی تعداد درست ہے۔

سردار۔ ذرا آنکھین نکال کر۔ حاجی جھوٹ کیون بولتے ہو۔ اگر مجھے معلوم ہو گا کہ جو کچھ
تمنے کہا ہے اسکا کوئی حصّہ بھی غلط ہوا تو یہ سمجھ لیتا حضرت علی کی قسم بس وقت ہی آکے
واقع ہوگی اور داڑھیون پر خندہ زنی ہوگی وہ جدا۔

مین۔ حضور یہ درست ہے خلاف بیانی یون آکے واقع ہوگئی کہ یہ خبرین مین نے
خود جاکر نہین لگائی ہے خدا کی قدرت ہے کہ حضور کی یاوری بخت سے ایسی صحیح و صحیح اور
پوری خبر ایک آرمینین کے ذریعہ سے لگی ہے کہ مین کیا بیان کرون یہ بھی اتفاقیہ ہوتا ہے
کہ ایسے ایسے وسائل ملجاتے ہین۔ اُسنے آپ یہ خیال کرین کہ اپنی جان خطرے مین ڈالدی
اور کن کن مصائب اور تکالیف سے وہ جان پر کھیل کر خبرین لایا۔ اور یہ جان
جوکھون کا کام اُسنے صرف اس امید پر کیا ہے کہ سردار سے اُسے کچھ معاوضہ ملے گا۔

سردار۔ مجھسے معاوضہ کا خواہان ہے۔ کہان ہے وہ آرمینین۔ کیا آرمینین اس
قابل ہے کہ اُسے معاوضہ دیا جائے۔

یہ سُنکے مین نے آرمینین کی مفصل تاریخ کو سردار کے آگے بیان کیا اور عام طور پر
حرف بحرف سُنا دیا اور پھر مین نے عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنی طبیعت رحیمانہ اور
اُسکی حالت مظلومانہ دیکھ کے اُسپر رحم کرینگے تاکہ میرا یہ نوجوان آرمینین اس دہشت سے
رہا ہو جائے اور وہ خوف اُسکی طبیعت سے نکل جائے جو آپ کی طرف سے بیٹھا ہوا ہے
اور اُسے یقین ہو جائے کہ میری بیوی پوری میرے قبضہ مین آچکی۔

جب مین یہ کہہ چکا تو سردار کی ادھر اُدھر آنکھین پھرنے لگین اور یہ کہنے لگا اللہ اللہ اللہ۔ (یہ بہت ہی استعجاب اور حیرت کے وقت مسلمان کہا کرتے ہین) اپنے مُنھ کی نئی نئی صورتین بنا کے یہ کہا کہ اس آرمنین کی ہی بہت ہی عجیب بات (زور سے اپنے خادم کو آواز دے کر) امیر اقلیان لاؤ۔

جب دو چار گھونٹ پی چکا اور منھ سے بُقّے کے بُقّے دھوئین اُڑا چکا تو یہ کہا۔ یہ آرمنین کہان ہی۔ خلیفہ مسیحی کو بھی حکم دو کہ وہ بھی آ کے حاضر ہو۔

یوسف اُسی طرح سے جسطرح کہ ایک غریب آرمنین ایک ایرانی سردار کے آگے لایا جاتا ہے لایا گیا اور وہ تمام مجمع کے آگے اپنے خوبصورت چہرے۔ اور حسین صورت چوڑے چوڑے بازوؤن۔ اور فراخ سینے سے کھڑا ہوا۔ سب کی آنکھین اُسکی طرف لگی ہوئی تھین اور نیز سردار نہایت ہی پسندیدگی کی نظر سے اُسکی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا خلیفہ بھی سرخ و سفید چہرے کا سیاہ پوشاک پہنے ہوے جو خاص آرمنین پادری زیب کرتے ہین مع اپنے چند اور پادریون کے حاضر خدمت ہوا۔ کچھ دیر تک تو وہ سردار کے آگے کھڑا رہا۔ اُسکے بعد بیٹھنے کی اجازت دی گئی۔ وہ بیٹھ گیا اور جیسا ایسے مواقع پر معمول ہوتا ہی کہ کچھ تعظیمی اور کچھ تعریف کے الفاظ کہتے ہین اُسنے ادا کیے اور بہت ادب سے اپنے ہاتھ پیرون کو ڈھانک کر آگے آ کے نشست کی۔

سردار۔ (خلیفہ کی طرف مخاطب ہو کے) ہم مسلمان ایران مین تو نہایت ذلیل اور حقیر ہو گئے۔ آرمنین نے ہماری حرم سرا مین بھی دخل کیا اور وہان بھی جا کے جوڑ توڑ ٹھہایا۔ ہمارے آگے ہماری بیویون اور ہماری لونڈیون کو بھگا کرلے گیا اور ہمارے بزرگون کی قبرون پر نجس اور غلاظت پھینکی اور انکو ناپاک کر دیا۔

یہ کیا معاملہ ہی اے خلیفہ یہ کس کا کام ہی۔

یہ سُنتے ہی خلیفہ جکرا گیا اور بہت ہی خوف زدہ ہوا اور جیسا ان تھا کہ یہ کیا ہوا

ہی مارے دہشت کے اسکی پیشانی پر شبنم کی طرح قطرے نمایاں ہونے لگے - تجارب نے اسے یہ بتا دیا تھا کہ اس قسم کے حملوں کا نتیجہ سوا اسکے اور کچھ بھی نہیں ہوتا کہ بڑا بھاری جرمانہ ہو - اس نے اپنی ایک لرزتی ہوئی اور متعجبانہ صورت بنا کر یہ کہا -)

حضور یہ معاملہ کیا ہے - ہم کون ہوتے ہین جو حضور والا جاہ کی نسبت یہ خیال رکھین ہماری کیا مجال ہے ہم تو شاہ کی رعیت ہین - آپ ہمارے مامن و محافظ ہین آپ ہی کے سایۂ عاطفت مین آرمینی صلح دامن سے بسر کرتے ہین - وہ کون سا شخص ہے کہ جسنے ہمارے سروں پر یہ خاک ڈالی ہے -

سردار - (یوسف کی طرف اشارہ کرکے) دیکھو وہ شخص یہ ہے - اے شخص کہ تونے میری حرم سرا سے لونڈی چرائی ہے یا نہین -

نوجوان - اگر مین حرم سرا سے کسی شخص کے بھگا لیجانے کا قصوروار ہون - اور یہ مین نے گناہ کیا ہے تو مین بذات خود موجود ہون اور اسکا جو کچھ پاداش مجھے ملیگا وہ مجھکو برداشت کرنا پڑیگا - جان تک حاضر ہے -

جس عورت نے اپنے کو آپکی حرم سرا کی کھڑکی سے میری گود مین ڈالا وہ آپ کی لونڈی بننے سے پہلے میری پیاری بیوی تھی - ہم دونون شاہ کی رعیت ہین - اور اس امر کو حضور بخوبی جانتے ہین کہ آپ انھین حلقہ بگوش کرین یا نہین - یہ درست ہے کہ ہم آرمینین ہین لیکن آخر لباس انسانی تو خداوند تعالیٰ نے ہمارے بھی زیب تن کیا ہے اور جو فیلنگ کہ انسان مین ہوتے ہین وہی تو ہم بھی ہین نا - یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ ہمارے والا قدر ذی شان شاہ نے کبھی بھی اپنی کمینہ سی کمینہ رعیت کی طرف بھی تو نگاہ اُٹھا کے نہین دیکھا نہ اُسے حرم بننے کے لئے مجبور کیا - اے والا جاہ سردار پھر ہم یہ کیونکر خیال کر سکتے ہین کہ ویسی ہی حفاظت اور امان ہمین تیرے سایۂ عاطفت مین نہ ملے گی - واقعی آپ کو دھوکا ہوا اور آپ نے یہ سُنکے کہ وہ جا رحین ہے اپنی حرم سرا

ین بھجوا دیا اور کاش اگر حضور کو یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ آپ کے ایک ادنی کسان کی جورو ہے
تو آپ ہرگز اسے حرم بنانا قبول نہ کرتے نہ اُسے اپنی ملک بناتے۔

یہ سُنتے ہی نوجوان کی تیز بیانی سے خلیفہ بہت ہی خائف ہوا اور چونکا۔ ڈانٹ کر
بہت زور کی آواز مین اُسے ٹھہرایا۔ سردار بجائے اسکے کہ اسکی ان باتون سے خفا ہوتا
نہین کچھ اسکی آواز مین اُسکے دل کو ایسی کھٹکین کہ چہرے پر بجائے غضب کے خوشی نمایان
ہو گئی۔ اور اس نوجوان کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔ جو کچھ اس سے قصور ہوا تھا
سب فراموش کر کے یکایک اسکی طرف مخاطب ہو کر یہ کہنے لگا۔ بس بس کافی ہی۔ جاؤ
اور اپنی بیوی کو لو اور زیادہ کچھ نہ کہو۔ چونکہ ہملو مین تمنے ہماری خدمت کی ہی اسلیئے تم
خاص میرے ملازم ہوے۔ جاؤ ہمارا افسر تمھین تمھارے اُن فرائض کی تعلیم کردے گا جو
تمکو کرنے پڑینگے اور تمھین تمھارے عہدے کی پوشاک بھی پہنادے گا۔ پوشاک پہن
پہنا کر ہمارے سامنے پھر حاضر ہو۔ جاؤ اور اس بات کا خیال رکھیو کہ میرا التفات صرف
تمھاری صورت دیکھ کر تمپر برپا ہوا ہی۔ اور مین نے تمپر یہ نوازشات کی ہین۔

یہ سنتے ہی یوسف دوڑ کے سردار کے پیرون پر گر پڑا اور اُس کی زرق برق پوشاک
کا دامن چوم لیا اُسے کب خبر تھی کہ مجھپر یہ التفات خسروانہ ہونگے اور میری تقدیر یون
یکایک پلٹ جاے گی

حاضرین دربار مین سے ہر شخص یہ دیکھ کے متعجب ہوا۔ فسر جلادان نے ذرا
اپنے کو سکیڑا اور انگڑائی لے کے بہت ہی زور سے جمائی لی۔ خلیفہ کی بھی عجیب نوبت تھی کہ
دیکھیئے اب کیا آفت آکر نازل ہوتی ہی اور وہ عرق جو اس کی پیشانی پر نمایان ہوا تھا
جاتا رہا اور اب اُسکا مرجھایا ہوا اور الم آلود چہرہ تروتازہ ہوا۔ سب نے سردار پر
اُسکے رحم اور اُس کی انسانیت کو دیکھ کے مرحبا کہا۔ اور اسکی فیاضانہ طبیعت پر
آفرین کی اور سب یکزبان ہو کے بولے کہ آپ نوشیروان ہین ہر ایک زبان سے آواز ین

آرہی تھین بارک اللہ۔ ماشاءاللہ۔ سردار کی بلند ہمتی کی یہ رام کہانی سب مین پھیل گئی اور تمام کیمپ مین روشن ہوگئی۔ کہ سردار ایسا فیاض ہی اور ایسا ہی۔

پندرھوان باب

ایرانیون کا روسیون سے مقابلہ ہونا اور حاجی بابا کے سردار کی نامروی ظاہر ہونی

سردار اور میرے افسر جلادان نے مجھ سے اور یوسف سے سارا بھید روسیون کا سنلکے کہ وہ فلان جگہ مقیم ہین اور اسقدر ہین یہ ارادہ کیا کہ انپر فوراً حملہ کیا جاے۔ لشکر کو حکم ہوا کہ ہملو پر بڑھے۔

اسوقت ہر شے گویا متحرک تھی۔ قلعہ کی فوج مستعد ہو ہوا کے پہاڑ و دمین اپنا دشوار گذار راستہ طے کرنے لگی جونسا راستہ صاف اور سیدھا تھا وہان سے فوج پیدل روانہ ہوئی اور سوارونکی میدان مین ادھر ادھر ٹکڑیان معلوم ہوتی تھین کوئی ادھر جارہا ہی تو کوئی وہان جاتا ہی۔ اس امر کو تو مین ہرگز فروگذاشت نہ کرونگا کہ آرمینین کا ذکر نہ کرون کوچ سے ایکدن پہلے مجھ سے آرمینین سے ملاقات ہوئی۔ یکایک اسکی عجیب صورت بدل گئی سر پر بھیڑ کے چمڑے کی ٹوپی۔ اسکا چھوٹا سا جارجین کرتہ اسکے کھڑاؤن والے پیر اسکا چھرا جو گھٹنے تک لٹکتا رہتا تھا اور اسکی بندوق جو پیٹھ پر آویزان رہتی تھی یکایک یہ چیزین غائب ہوگئین اور اب بجاے ان جنگلی کپڑون کے ایک کام کیا ہوا مخملی جامہ جسمین ایک سنہری لیس اور سونے کے بٹن لگے ہوے۔ ایک خوبصورت قیمتی کشمیری شال جو اسکی کمر سے لپٹا ہوا بخارا کی بھیڑ کے بچے کے چمڑے کی چھوٹی ٹوپی۔ دو بل کھائی ہوئی زلفین جو گنڈلی ہوکر اس کے کانون پر پڑی ہوئی تھین کیا ہی خوب اسے اچھی معلوم ہوتی تھین۔ یہ بالکل ایک خوبصورت عورت کی صورت معلوم ہوتا تھا

اسنے ایسے مناسب اعضا پائے تھے کہ بس کچھ کہا نہ جاتا تھا۔ اسکی قیمتی پوشاک اسکے اعضا کو چھپائے ہوئے تھی۔ اور جب یہ اس شان و شوکت سے میرے پاس آیا میں ہرگز اسکی اس تبدیل ہیئت اور تغیر شکل سے اُسے نہ پہچان سکا۔ اسنے مجھے دیکھتے ہی دل سے میرا شکریہ ادا کیا اور بہت ہی میرا ممنون ہوا اور اُسنے مجھ سے یہ بھی کہا کہ جس وقت میں سردار کے آگے کھڑا ہوا تھا اور اُسنے مجھ سے یہ سوال کیا تھا میں نے سمجھ لیا تھا کہ میری اور بیوی کی جان جاتی رہے گی پھر کیا پروا ہے میں پہلے ہی اپنی جان ہتھیلی پر رکھے ہوئے تھا بس اسی خیال پر میں نے دلیری اور تیزی سے اُسکے آگے یہ گفتگو کی۔ لیکن اے میرے حقیقی دوست تو یہ خوب سمجھ لے کہ مجھے سردار کی یہ نوکری اور یہ اعزاز ہرگز نہیں بھاتا مجھے اپنی وہی عاجزانہ حالت اچھی معلوم ہوتی ہے جب تک کہ میری بیوی میری حفاظت میں نہیں آجاتی۔ میں اس فرض کو پورا کرونگا۔ اور جب وہ میرے ہاتھ بحفاظت تمام لگ جائیگی بس پھر سلام ہے۔

جا رحین پہاڑونمین ہمین زندگی بسر کرنا اچھا لگتا ہے۔ ہمین بے خانمان۔ برہنہ رہنا ان ریشمی اور مخملی زرق برق کپڑونسے اچھا معلوم ہوتا ہے یہ عیش و عشرت خدا کرے ایرانیونکو ہی نصیب ہو۔

مین اسکی اس تجویز مین اُسکا شریک نہوا اور نہ مین سنے تائید کی مین تو اس لیے خوش ہوا تھا کہ ایک تو بھروسہ کرنے والا شخص میرا ہو گیا اب مجھے بڑا خیال اس بات کا ہے کہ وہ بھاگ جائیگا تو جوابدہ تو مین بنایا جاؤنگا۔

اسوقت فوج مولیح بل بھرتی ہوئی روانہ ہوئی۔ جون ہی ہم اشتراک پہونچے یوسف کو اجازت ملی کہ جا کے اپنی بیوی کو سنبھال لے۔ یہ وہی مریم ہے جو سردار کی حرم بن کے پھر یوسف کی بیوی بنی۔ اور ایک گھوڑے پر بڑی عزت اور توجہ کے ساتھ اُسنے بیٹھ کے سفر کیا۔

ایزن اور گیو مشلو مین کمپ خیمہ زن ہوا یہان جو چیز کہ مہم مین لیجانے کے لائق نہین تھی
اُسکو یہین چھوڑا گیا۔
جب ہم مین موقع واردات پر پہونچے تو سردار ویروتامل ہونے پر متردد معلوم ہوا
اور اپنی رائے ظاہر کی کہ جلدی سے سوارون کا دستہ آگے بڑھایا جاوے۔ مین اپنے افسر کی
ضطرابی حالت کا زیادہ حال بیان نہ کرونگا۔ اسنے اپنی شیخی کو بھی حد کے درجے تک
پہونچادیا۔ یہ ہر ایک کو اس امر کا یقین دلوا رہا تھا کہ جہان مین پہونچا اور دشمن مین کھلابلی
مچی۔ آخر افسر جلادان پیچھے کے گارد مین رہے اور سردار سوارون کا رسالہ لے کر روانہ
ہوا مین اپنے افسر کے احکام کی بجاآوری کے لیئے پیچھے رہ گیا۔ سردار کا یہ ارادہ ہوا کہ دن
نکلنے سے پہلے ہملو پہونچ جاوٗن تاکہ دروازون پر یک بیک جا پڑنے کا موقع ملے اور
دریاے پمبا کی پایابی کو اُترنے کے لیئے سڑک کا راستہ چھوڑ دین ہم سیدھے اس مقام کو
روانہ ہوے۔
جب ہم دریا کے کنارون پر پہونچے ہین تو دن نکل آیا تھا۔ افسر جلادان کے گرد
تقریبًا پانسو سوار اور کثرت سے پیدل حلقہ کیئے ہوئے تھے ہم دریا پایاب مین اُترنے کو
تھے کہ ہماری دوسری جانب سے زور زور سے دو آوازین آئین اور وہ آوازین ایسی زبان مین
تھین جسکو ہم نہین سمجھتے تھے اُنھون نے اپنا مطلب بندوق کی آواز سے اظہار کیا اس آواز
نے ہماری سبیل کو روک دیا اب ہمارے افسر کا خیال اسطرف رجوع ہوا جو بالکل پیلا زرد
پڑ گیا تھا کہ جیسے مُردے کی صورت۔
افسر جلادان۔ بہت ہی دبی اور دھیمی آواز سے کیا معاملہ ہے۔ ہم کیا کر رہے ہین
ہم کہان جا رہے ہین۔ حاجی بابا میری طرف دیکھ کے کیا یہ تمھاری بندوق تھی جو اسوقت
چلی تھی۔
مین۔ نہین مین نے کوئی فیر نہین کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ روسیون مین بھی آرمینیون

کی طرح غولِ بیابانی ہین اور یہ اُنھین کا کام ہی۔
کچھ ہی دیر کے بعد ایک وحشیانہ غل غپاڑا سُنائی دیا۔ اور دوسری بندوق اور بھی چلی اُسوقت دن پورے طور سے نکل آیا تھا یہ معلوم ہوا کہ دوسرے کنارۂ دریا پر دو روسی سپاہی کھڑے ہوے ہین۔
جون ہی ہمارے سردار نے خطرے کے وزن کو پہچانا اور دیکھا کہ صرف مخالفین مین سے دو ہی تو کھڑے ہوے ہین تو ایک دفعہ آپ ذرا کھِل گئے اور وہ جو پہلے خوف چھایا ہوا تھا جاتا رہا بہت زور اور ذرا غضبناک کی صورت بنا کے اپنے آدمیون سے کہا کہ اون ستانے کے دو آدمیون کے جا کر ذرا سر لے آنا۔
فوراً چند آدمی تلوارین سُوتے ہوے دریا مین گھُس پڑے اور اُنکے سر کاٹنے کیلیے لپکے۔ اُنھون نے بھی پیچھے ہٹ کر ایک محفوظ مقام مین کھڑے ہو کر اپنے حملہ آورون کا بہت مستعدی اور مردانگی سے مقابلہ کیا ہمکو اُنکی یہ مستعدی دیکھ کے بہت ہی تعجب ہوا۔ اُنھون نے دو آدمیونکو مار ڈالا۔ باقیماندہ اپنے سردار کے پاس دوڑ آئے۔ اب ہم مین سے کوئی شخص قدم آگے نہین بڑھاتا۔
آخر کار ہمارے افسر نے قسمین کھائین روپیہ کا بھی لالچ دیا کہ جو اُنکا سر لے آئیگا اُسے یہ یہ زر و جواہر دونگا ہر چند چاہا کہ وہ کسی طرح سے آگے بڑھین لیکن کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ سرکا۔ آخر ذرا بڑی شوکت دکھا کے اور للکار کے اُسنے یہ کہا۔ تم مین سے کوئی بھی نجائے مین خود تن تنہا جاؤنگا۔ یہ کہہ کے ٹھہر گیا اور میری طرف مخاطب ہو کے یہ کہا۔
حاجی میری روح۔ میرے دوست تم بھی نہین جاتے اور ان کفار کا سر کاٹ کے نہین لے آتے۔ جو کچھ تم مانگو گے تمھین ہر شے دونگا۔ (اپنا ہاتھ میری گردن مین ڈال کے) ہاں جاؤ مجھے یقین ہی کہ تم اُنکا سر ضرور ہی کاٹ لاؤ گے۔
ہم یہ باہم قیل و قال کر رہے تھے کہ اتنے مین ایک روسی گولی ہمارے افسر کی رکاب

کے پاس ہوکر نکل گئی بس صاحب پھر جو اُسپر ڈر غالب ہوا ہی اور اُسکے خوف مین ترقی ہوئی ہی زور زور سے غل مچا مچا کے ہزارہا قسمین دینے لگا۔ اپنے لشکر کو بلایا اور بہت تیزی سے یہ کہا۔ لعنت ہی تمھاری داڑھیون پر۔ لعنت ہی تمھارے باپون پر۔ تف ہی تمھاری ماؤن پر پھٹ ہی تمھارے بزرگون پر۔ اخ ہی تمھاری نسل پر۔ کون اور کسنے آج تک اس طریقے سے جنگ کی ہی۔ مار ڈالو مار ڈالو ہم اتنے سور تو یہان جمع ہین دیکھو تو سہی وہ کیا جانور ہین۔ وہ ہرگز تمھارے آگے سے نہ بھاگینگے یہان تک کہ تم جو چاہو گے اُنکے ساتھ کرلوگے تم بالکل جانور ہو جانورون بھی فیلنگ ہوتے ہین لیکن تم مین وہ تنکا تو ہی نہین۔ ہاے اللہ ہاے اللہ جب انھین لڑنا منظور نہ تھا تو یہ اپنے گھروں سے نکل کر کیون آئے تھے اسوقت ہم کچھ دور آگے بڑھ کے ٹھہر گئے۔ ہمارا افسر اس امید مین تھا کہ روسیون کو شکست بہ شکست جھاڑیون مین دیکھ کر کچھ کارروائی کرے لیکن یہ خبر نہ تھی کہ اب کیا موقع آکے واقع ہوگا ہمنے دیکھا کہ سردار سوارون کا رسالہ لیے ہوے بھاگا چلا آتا ہی اور اسکی صورت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ اپنے کار عظیم مین کامیاب نہین ہوا اور اسے ضرور شکست حاصل ہوئی ہی۔ معلوم ہوتا تھا کہ دشمن کو پیٹھ دکھا کر بھاگا ہی یہ ایک بدیہی امر تھا کہ جب وہ شکست کھا چکا تھا تو لشکر کے لیئے سوا اسکے اور کیا ہو سکتا تھا کہ جہان سے آیا ہی وہان واپس پھرے۔

سردار کی فوج پر جو کچھ مصیبت پڑی اور اُسکی آفتناک حالت ہوئی اُسکی تصویر کھینچنے کی مین کوشش نہ کرونگا۔ انکی وہ بری نوبت ہوئی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایسے تنگ اور ماندہ ہو گئے ہین کہ ایک سے لے کے سب کی بس یہ حالت تھی کہ منھ گھر کی سیدھ مین اُٹھا ہوا تھا اور فراٹے بند بھاگے چلے جاتے تھے اسقدر بیتاب تھے کہ پھر کر بھی کسی نے نہین دیکھا کہ پیچھے کیا ہو رہا ہی ان لوگون کی روحین بجھی ہوئی تھین اور جسقدر مردانگی کے شعلے اُٹھے تھے وہ سب اُسوقت ٹھنڈے تھے لیکن ہمارا کمانڈر یعنی افسر برخلاف اسکے اپنی بہادری اور مردانگی کی بہت ہی ہوا باندھ رہا تھا اور اُسی زخم کا بیان کر رہا تھا

جو اُسے روسیون کی جنگ مین لگا تھا کہ مین اس زخم کا کچھ بھی خیال نہین کرتا یہ کہہ کے نیزہ اسکے گھوڑے کو ھمیز کی اور کڑک کر بیچارے خاص اپنے باورچی پر جھپٹ پڑا اور اسکی کمر مین جو شال سے کسی ہوئی تھی نیزہ ڈال کے اٹھا لیا - اور کہا کہ دیکھو یہ مرد ہوتے ہین -
یہ مہم سردار نے اس طریقے سے ختم کی جس سے بڑی بڑی امیدین تھین کہ یون روسیون کے سر کاٹ کر لائینگے اور یہ ہوگا - اور جس بات کا افسر جلادان فخر کرتا تھا یہ امر اُسے تمام اسکی باقی ماندہ زندگی مین بشاشت اور تفاخر کا موقع دیگا - اور باوجودیکہ اسمین یہ نقص تھا کہ مردانگی کا نام و نشان تک کہین نہین پایا گیا لیکن تاہم اسکے لیئے وہ موقع تھا جس سے وہ لوگون سے اپنی فتح پر مرحبا کہلوا سکتا تھا -
تمام اسکے متعلقین ہمراہ تھے جنمین ایک مین بھی تھا اور یہ اسوقت سب کے بیچ مین گرج رہا تھا کہ مین ایسا بہادر ہون اور ایسا ہون اتنے مین ایک قاصد سردار کے پاس سے آیا اور یہ اگر اُسنے اطلاع دی کہ حاجی بابا کو سردار نے یاد کیا ہے - مین اس قاصد کے ہمراہ فوراً سردار کے پاس پہونچا اُسنے میری صورت دیکھتے ہی پہلے یہ الفاظ کہے - یوسف کہان ہے اور اُسکی بیوی کہان گئی -
مجھے یہ سنتے ہی معلوم ہو گیا کہ وہ بچ کے نکل گئے - مین نے صاف انکار کیا کہ حضور مجھے تو معلوم نہین - مین اصلاً آگاہ نہین کہ وہ کہان چلے گئے -
یہ سُنکے سردار نے اپنی بٹّاسی آنکھون کو چارون طرف پھیرا اور گرگٹ کی طرح سے کئی کئی رنگ بدلے - اس کی چھاتی مین شعلے مشتعل ہونے لگے اور بہت زور سے اسے جوش آیا اور اسنے اس امر کے لیئے دینی عہد کیا کہ مین اُس سے اُسکی قوم سے اُسکی جگہ قیام یعنی گانؤن سے - ہر ایک شے سے - اور ہر ایک شخص سے جو اُس سے تعلق رکھتا ہے ضرور بدلا لونگا - اور سردار نے مجھے بے گناہ سمجھ کے یہ کہا کہ یاد رکھیو حاجی اگر مجھے ایک رمق برابر بھی یہ معلوم ہو گیا کہ اسکے فرار ہو جانے مین تو بھی شریک تھا تو جسقدر میرے

جوش اور غضب کے شعلے ہین اُنکا متحمل تجھے بننا پڑیگا اور اس طرح سے مین تجھ سے پیش آؤنگا جو دنیا مین کم ہوا ہی - مین نے سنا بعد ازان سردار نے کچھ آدمی اُسکے گانون مین اُسکے والدین اور رشتہ دارون کے پکڑنے کے لیے بھیجے ہین - تاکہ وہ اُسکے پاس اُس کے والدین کو اور جو کچھ اُنکا سامان تھا سب کو لے آئین اُنکے مال پر قبضہ کر لین اور جو کچھ وہ لینے ساتھ نہ لا سکین اُسکو برباد کر دیا اور پھونک ڈالا جائے - نوجوان دور اندیش اور عقلمند نے پہلے ہی سوچ لیا تھا کہ آخر یہ ہونی ہی وہ ایسی حکمت سے کہین جا کے روپوش ہوا کہ اسکو یہ سخت ظلم نہ سہنا پڑا - اور خدا نے اُسے اس آفت سے بچایا - یہ نوجوان اِسکی بیوی اور اسکے رشتہ دار اور اِسکے والدین بیچارے بھاگ کے روسی حدود مین چلے گئے اور وہان جا کر پناہ گزین ہوئے "فارغ البال ہوے خوب فراغت پائی"۔

جو کچھ بعد ازان اِنکی بابت سنا گیا وہ یہ تھا کہ جب وہ وہان پہونچے تو خود گورنمنٹ اور اُنکے ہم مذہب بھائی اُنسے بہت مہربانی سے پیش آئے - انکو زمینین دیدی گئین کہ وہ اپنی کھیتی باڑی کرین اور جسقدر اُنکا مال ضائع ہوا تھا اسکے لیے ہر طرح سے اُنکی مدد کی گئی -

سوطھوان باب

حاجی بابا کا شاہ کے کمپ مین پہونچنا اور کارنمایانکی باگی کھانا

مین اپنے افسر کے پاس اس دھمکی سے جو سردار نے دی تھی ڈرتا ہوا اور خوف کرتا ہوا واپس پھر کر آیا اور مجھے اس بات کا علم ہوا کہ ماتحتون پر اِن لوگون کو کسقدر اختیارات ہین کہ جو چاہے جو کچھ دم بھر مین کر دین - مین نے اپنے افسر کو اس امر کے آگاہ کرنے مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا کہ مجھسے یوسف کے فرار ہونے پر اسنے یہ یہ کہا ہی اور یون دھمکی دی ہی - یہ سنتے ہی وہ آگ بگولا ہو گیا اب کیا تھا مین نے اُسکی طرف سے اور بھی غصہ کے شعلے بھڑکانے شروع کیے اور جہانتک مجھ سے ممکن ہوا کوئی بھی دقیقہ باہم لڑوانے کا باقی نہین چھوڑا - خوب ہی خوب بھڑکایا -

لیکن اس بات سے خوف زدہ ہوکر کہ سردار مین اتنی قوت ہی کہ مجھے ایذا پہونچا سکے اور اس
مقابل مین مجھے اپنے افسر پر بھی یہ کامل بھروسہ تھا کہ وہ مجھے بچا لیگا۔ مین نے ارادہ کیا کہ اپنے
مالک کی اجازت لے کر مین طہران چلا جاؤن۔ مین نے ایک دن موقع پا کے یہ کہا کہ بہتر ہی آپ
مجھے طہران روانہ کردین کیونکہ اگر سردار نے مجھپر زور ڈالا اور کچھ دوسری صورت پیش آئی تو آپکی
توہین ہوگی اسنے مجھے فوراً اجازت دی اور مجھے چند باتونکی تعلیم کی کہ جسوقت وزیر اعظم سے
ملو تو اس مہم کی بابت یہ یہ کہنا اور میری بہادری اور جرارت کی یہ یہ تعریف کرنا۔ غرض
جہانتک ہو سکے سب مین میری دلاوری اور بہادری۔ اور شجاعت ہی آشکارا ہو۔
مجھ سے پھر افسر نے یہ کہا۔ اس مہم مین تو حاجی تم بھی شریک تھے تو جہان تک تم سے
ممکن ہو تمام معاملات کو پورے پورے طور سے بیان کرنا ہم قطعاً تو یہ نہین کہ سکتے کہ ہمین
فتح حاصل ہوئی حیف ہمارے پاس روسیون کے سر تو ہین نہین لیکن یہ بات تو آپ بھی کہ
کہ شکست تو نہین ہوئی۔ سردار جو کہ بالکل ایک گدھا ہی جسمین مطلق شعور نہین نہ تو اسنے
فوج قلعہ شکن کا راستہ دیکھا نہ اسنے فوج پیادہ سے کچھ مدد لی۔ صرف اپنے سوارون کو لے کر
فصیل والے شہر پر حملہ آور ہوا۔ وہان اسپر گولہ باری ہونے لگی کیسے فیصلہ ہوا اب وہان سے
بصد ذلت وخواری بھاگ کر آیا۔ اگر مین وہان کمانڈر ہوتا تو حضرت صورت معاملہ ہی
اور ہو جاتی۔ اور دیکھ لیجیے جہان موقع ہوا مین دشمن سے سینہ بسینہ ہو کر لڑا۔ مین
دیکھو کیسا بجگری سے مجروح ہوا تھا کاش اگر انکے بیچ مین دریا نہوتا تو ایک متنفس بھی تو ایسا
نہین بچتا جو جا کر کیفیت جنگ تو بیان کرتا۔ یہ ساری باتین تم کہنا اور جس قدر تمھارا جی چاہے مرگا
اس سے بھی زیادہ بڑھا دینا۔ یہ تمھین اختیار رہا۔ پھر مجھے ایک بکیٹ چٹھیون کا وزیر اعظم
کے نام دیا۔ اور کئی چٹھیان دفتر کے مختلف اشخاص کے نام کی تھین اور ایک عریضہ شاہ کو دیا
اور پھر مجھے رخصت کیا۔ اور حکم دیا کہ روانہ ہو جاؤ۔
مجھے معلوم ہوا کہ شاہ ابھی تک سلطانیہ ہی مین پڑے ہوئے ہین۔ گو فصل خریف گذر چکی تھی

اور طہران واپس پھرنے کا وقت پہونچ گیا تھا۔

مین وزیر اعظم کے صبح کے دربار مین پہونچا۔ میرے ساتھ مختلف ملک کے حصص سے جو قاصد آئے تھے وہ بھی وہین کھڑے ہوے تھے ہم سب داخل دربار ہوے اُسنے میری خبر سُنی اور مجھ سے وہ خطوط لیے جب اُسنے میری طرف دیکھا تو مجھکو آگے بلایا اور بہت زور سے کہا۔ خیر مقدم ۔"ای آمدنت باعث دلجوئی ما" تم بھی ہملوں مین تھے۔ کفار کو اتنی دلیری نہین ہوئی کہ قزلباشون کا مقابلہ کرتے۔ ایرانی سوار اور ایرانی تلوار کا کوئی بھی مقابلہ نہین کرسکتا ممکن ہو کہ کوئی آنکھین تو ملائے۔ اس چٹھی سے معلوم ہوا کہ تمھارا خان زخمی ہوگیا واقعی وہ شاہ کے عمدہ ترین ملازمین مین سے ہی۔ خیر اللہ کا شکر ہو کہ جان تو بچی۔ یہ تو کچھ بات نہین ہی تم نے بھی دریا کے کنارون پر بہت ہی شدت اور سختی سے کام انجام دیا ہو۔

ان ساری باتون کے علاوہ مین نے اور بھی نمک مرچ لگا کے کہا اور جہان جہان ہان ہان ۔ اور نہین نہین کا موقع ہوا برابر ہان مین ہان ملاتا چلا گیا۔ مجھے اُسوقت بڑی خوشی ہوئی اور اِس خوشی کی لذت مین نے ہی اُٹھائی کہ مین ان نظرون سے دیکھا جاتا تھا گویا مین عین میدان جنگ سے آیا ہون۔

وزیر نے پھر اپنے سکرٹری مرزا کو طلب کیا۔ اور کہا دیکھو تم ابھی ایک فتحنامہ بناؤ جو ملک کے مختلف حصص مین ابھی روانہ ہوگا خصوصًا وہ خراسان بھیجا جائیگا تاکہ سرکش اور باغی خان وہین اور اُسکی پوری پوری کیفیت ہمارے فاتح سلطان کو مفصل لکھی جائے ہم ابھی فتح کی آرزو کر رہے تھے کہ ابھی ہمارے پاس فتح اور فتح بھی کیسی خونخوار فتح کی خوشخبری آئی۔

مرزا۔ دشمن کس قدر قوی تھا۔ (میری طرف دیکھ کے)

مین۔ (ذرا سوچ کر اور دل مین خیال کر کے کتنے کہون کس قدر مناسب ہونگے)

بسیار بسیار۔
وزیر۔ (ذرا آہستگی مین) کیا پچاس ہزار سے نیچے نیچے تھے۔
مرزا۔ (پہلے وزیر کی طرف دیکھ کے اور پھر میری صورت پر نظر ڈال کے) تمنے کتنے قتل کیے۔
وزیر۔ لکھدو ہزارون لاکھون مارے گئے۔ ان چٹھیون کو دیکھو جو کتنی دور سے یہان آکر پہونچی ہین۔ یہ ہمارے شاہ کی توہین ہوتی ہی اور یہ اُسکا درجہ نہین ہی کہ کچھ کم تعداد بتائی جائے۔ بلکہ ہزارون۔ لاکھون لکھدو۔ کیا تم ہمارے شاہ کو رستم سے کم اور افراسیاب سے کمزور سمجھتے ہو نہین ہمارا شاہ ضرور خون کا پینے والا ہی۔ اور قاتل عدو ہی ہزارون کو دم بھر مین فنا کر دیتا ہی۔ اچھا مرزا تمنے لکھ لیا۔
مرزا۔ ہان حضور کی توجہ اور الطاف سے لکھ لیا (اپنا کاغذ پڑھ کے) کہ کفار روس (خدا اُنکو غارت کرے اور اُنکو دوزخ کی آگ مین پھونکے) بڑی دلیری سے پچاس ہزار فوج لے کے ہمنبرد ہو سے تھے جو برابر گولیون کی آگ برساتے ہوے چلے آتے تھے۔ لیکن جون ہی شاہ کا لشکر ظفر پیکر مقابلے کے لیے تیار ہوا انمین سے دس سے پندرہ ہزار تک فی النار و السقر کر دیے۔ اور اس کثرت سے زندہ قید کیے ہین کہ غلامون کی قیمت سو روپیہ فی صدی گھٹ گئی۔ (تمام ایشیا کے غلامون کے بازار مین)۔
وزیر اعظم۔ بارک اللہ۔ تمنے بہت ہی خوب تحریر کیا ہی اگر یہ امر صحیح بھی نہ نکلا تو بھی شاہ کی خوش قسمتی سے ایسے موقع ہو جانے مین کیا دیر لگتی ہی۔ راستی بہت ہی اچھی چیز ہی کہ جب تک خاص مطلب کے لیے ہو لیکن بعض موقع پر یہ مضرت بھی دیتی ہی۔
مرزا۔ (اپنے گھٹنے کی جانب سے نگاہ اُٹھا کے جو اس خط پر پڑی ہوئی تھی کہ جو شاہ کو لکھا جا رہا تھا حضور آپ سعدی کا یہ مقولہ گوش گذار فرمائین دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔
وزیر نے اپنی جوتیان منگائین اپنی نشست کی جگہ سے اُٹھا اور اپنے گھوڑے پر

سوار ہوا جو بڑی دیر سے ڈیرے کے دروازے پر اسکی انتظاری کر رہا تھا سیدھا شاہ کی بارگاہ فلک رفعت کی طرف روانہ ہوا تاکہ جو کچھ اسے خبرین ملی ہین وہ سب جاکر شاہ سے عرض کرے مین بھی اسکے اور ملازمین کے جرگہ مین اسکے ہمرکاب روانہ ہوا اسنے چلتے مین میری طرف دیکھا۔ اور کہا جاؤ تمھین رخصت کیا۔ جاؤ اور ماندگی سفر سے آرام کرو

سترھوان باب

حاجی بابا کا آفت ناگہانی مین پھنسنا

چندروز کے بعد وہان سے کیمپ اکھڑا اور شاہ اسی تزک وشان سے طہران اپنے موسم سرمائی گذارنے کے مقام پر روانہ ہوے۔ مین نے اپنے عہدہ سب لفٹنٹی سے اپنے سردار کے فرائض بھی اسکی غیر موجودگی مین انجام دیے اور جو لوگ میرے ماتحتون مین سے تھے انکا مین خوب تندہی سے انتظام کرتا رہا۔ اور برابر شاہ کی سواری اور کل انتظام کو اچھی طرح سے نبھاہا۔ حکم ہوتے ہی مین نے ایک قاصد طہران روانہ کردیا تھا کہ گانے بجانے والیان اپنے اپنے سازوسرو درست کر رکھین کہ جسوقت سلیمانیہ مین شاہ پہونچین وہ ہر طرح سے تیار رہئین۔ سلیمانیہ ایک محل ہی جو کاریج کے کنارون پر واقع ہی اور دار الخلافہ سے اسکا فاصلہ نو فرسنگ کا ہی۔

جسوقت مجھے یہ حکم پہونچا تو میری بھولی ہوئی بیاری زینب پھر مجھے یاد آگئی میری وہ محبت اور الفت کے جوش جو دھیمے پڑ گئے تھے اور وجوہات پر دب گئے باعث میرے عشق کی جلتی آگ ٹھنڈی ہوگئی تھی اب پھر بھڑک اٹھی۔ اوّل ملاقات کو سات ماہ کامل گذر چکے تھے گو اس عرصے مین میری زندگی کا بہت سا حصہ بالکل وحشی ناخدا ترس آدمیون مین گذرا تھا جس سے میرے فیلنگ برباد ہوجاتے۔ تاہم اب بھی وہی نرمی ہی ملائمیت وہی الفت میرے دماغ مین باقی تھی۔ اور اسوقت جو خیال میرے دل مین

بسا ہوا تھا صرف وہ مقام تھا جہان وہ رکھی گئی تھی دمبدم مجکو اسکا خیال آتا تھا۔ مین نے اپنے دلمین تصور کیا کہ ہم بہت جلد ہی ایک دوسرے کے دیدار سے شادان ہونگے۔

گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر
پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نہ کھا

چند ہی روز مین ہم سلیمانیہ ہوپہنچتے ہین پھر اسکی قسمت کا فیصلہ کرینگے۔

ہوپہنچنے کے روز ہین جلوس سے آگے آگئے تھا تا کہ اس امر کو دیکھون کہ آیا شاہ کے لیے تیاری مکمل ہوگئی ہے یا کچھ کسر باقی ہے جون ہی مین اس محل کی دیوارون کے پاس ہوپہنچا جہان یہ تمام مہ جبین اپنا ساز و سامان درست کیے جلوہ فرما تھین۔ مین نے انکی اور انکے موسیقی کے آلون کی آوازین سُنین کیا مین زینب کی آواز نہ سُن سکونگا اور کیا اے خدا اسکی دور سے بھی صورت نہ دیکھ سکونگا مجھے اس بات کا بخوبی علم تھا کہ مین زیادہ اُسکی نسبت کسی سے سوال نہ کرونگا۔ کیونکہ پھر کسی کو شبہہ ہوجائیگا۔ یہ دونون کے لیے ایک خطرے کا مقام ہے اور عجب نہین کہ اس سے وہ فتنہ اُٹھے جو دونون کو نیست و نابود کر دے۔ اسکی نسبت خیال کرنا اور دماغ پچی کرنے کا مجھے کوئی بھی فائدہ نہ ہوا کیونکہ بہت ہی کم دیر مین مین نے اونٹون کے گُردون (چھوٹی توپ) سے سلامی کی آوازین سُنین معلوم ہوا کہ شاہ گھوڑے پر سے محل کے دروازے پر اُترے ہین۔ عام دربار کے مقام پر شاہ نے کچھ دیر قیام کر کے حقہ پیا اور پھر تمام درباریون کو رخصت کر کے آپ حرم سرا مین چلے گئے جب شاہ محل مین داخل ہوئے تو مین نے عورتون کے گانے کی آوازین سُنین طنبور۔ دف۔ اور ستار بجتے جاتے تھے۔ اور خوب دھوم دھام ہو رہی تھی جسکی برابر آوازین آرہی تھین۔ مین نے وہان دہ بگرا اپنے کانون سے زینب کی خوش آواز کو سُنا کہ کس لہک سے گارہی ہے۔ ہر چند اس کے سُننے کی کوشش کی لیکن محض فضول تھی کہین نام بھی نہین تھا۔ اب مین ایک خوف اور نا اُمیدی شکستہ دلی کی

حالت مین رہ گیا۔ یہ تو ظاہر ہی کہ عاشق کو سوا ے اسکے اور کچھ حصہ ہی نہین ملتا۔

عادت عشاق چیست مجلس غم داشتن | ماتم شیون زدن نالۂ ہم داشتن

بر سر عمان درد موج حلاوت زدن
بر ور میدان دل فوج ستم داشتن

اُسی وقت بہت جلدی کا شاہ کے پاس سے ایک حکم نازل ہوا کہ ابھی مرزا احمق میرا پُرانا مالک حاضر خدمت ہووے۔

جب مین نے سُنا کہ حکیم بلایا گیا ایک سناٹا میرے سر سے اُٹھا اور دل مین جا کے بجھا برابر سنسنیان اُٹھنی شروع ہو گئین کہ ضرور اتنی جلدی حکیم کو بلانا کچھ دال مین کالا کالا ہی شاید پیاری مگر مظلوم زینب کی جان پر کوئی آفت ٹوٹ پڑی ہی۔

مرزا احمق حاضر ہوتے ہی رخصت کر دیا گیا۔ حرم کے دروازے پر مین کھڑا ہی ہوا تھا مجھے دیکھتے ہی مرزا احمق نے ایک طرف بُلایا اور کہا۔

حاجی۔ شاہ بہت ہی خفا ہو رہا ہی۔ تمھین یاد ہوگا کہ جب نوروز کی تقریب مین شاہ میرے یہان دعوت کھانے آیا تھا تو مین نے اپنی کروش لونڈی کو نذر دیا تھا اب اسوقت وہ ناچنے والی عورتون مین نہین آئی اور اُسنے مرض کا عذر کیا ہی۔ شاہ اسپر مٹا ہوا ہی اور وہ اس بات پر اپنی جان قربان کیے دیتا ہی کہ کسی طرح سے اسے دیکھے۔ اُسنے بتاکید مجھ سے کہا کہ تم جا کر فوراً اسکا انتظام کرو اور ابھی اُسے یہان حاضر کرو اور یاد رکھنا کہ اگر اُسے پوری صحت نہ ہوئی اور وہ حُسن نہ ہوا کہ جب وہ محل مین داخل ہوتے وقت اپنے چہرہ پر نور مین رکھتی تھی تو یاد رکھیو اے مرزا احمق تیری جڑ سے داڑھی اُکھیڑ لیجائیگی۔

لعنت ہی اُس کمبخت گھنٹے پر جس وقت وہ میری لونڈی بنی تھی اور ہزار در جہ لعنت ہی اُس ساعت پر بھی کہ جب شاہ میرے یہان مہمان آیا تھا۔

یہ کہکے طبیب صاحب تو طہران روانہ ہوے اور مین اپنے ڈیرے مین واپس چلا آیا اور اس کمبخت اور بدنصیب لڑکی کی قسمت پر خیال کرنے لگا کہ دیکھیے آیندہ اُسے کن کن آفتون اور مصیبتون کا سامنا کرنا پڑیگا۔ مین اس امر سے گونہ خوش تھا اور یہ مجھے پوری امید بندھی تھی کہ جب قطعی وہ مریض ہی تو پھر ایسی حالت مین وہ شاہ کے آگے حاضر کیونکر ہوسکتی ہی۔ پھر مجھے اس امر سے بھی خوف ہوتا تھا کہ جب شاہ نے مرزا احمق کو یون یون دھمکایا ہی تو وہ ضرور اُسے جا کے چھینٹے دیگا اور کہے گا کہ تو ذرا چہرہ بشاش بنا کے شاہ کے آگے چلی چل۔

پھر بھی اگر واقعی میرے جذبات کچھ قوی اور بہا ور ہین تو پروا ہی کیا ہی "نو نہین اور سہی اور نہین اور سہی"!

مجھے اسوقت ایک شاعر کے چند مصرعے یاد آئے۔

اگر عالم مین ایک ہی آہو چشم پیدا ہوا ہی۔ اگر ایک ہی سرو قد کا دنیا مین ظہور ہوا ہی یا ایک ہی ماہ کامل جلوہ فرما ہی تو ضرور مجکو ایسے کے جاتے رہنے پر رونا اور واویلا و بکا کرنا چاہیے۔ مین کیون سوختہ ہون۔ کیون اپنے کو آپ قتل کرون ساور کیون مین حشیان پرہ نم سے خون کی ندیان بہاؤن۔

نہین جہان عشق سستا ملے وہین سے کیون نہ خریدون کیونکہ مین خود اپنی محبت و عشق کے جذبات کا بہت بڑا ممسک ہون۔

اس طرح سے مین نے اپنی طبیعت کا اطمینان کیا اور اپنے دل مین یہ خیال کر کے کہ تو ایک راسخ الاعتقاد پکا مسلمان ہی کیون اپنی ایک عورت کے پیچھے جگ ہنسائی کی۔ لیکن پھر بھی جہان مین جاتا اور جس خیال مین ہوتا زینب کی صورت یا ایک نعش خاک و خون مین لتھڑی ہوئی میری آنکھون کے آگے رہتی اور ہر ساعت اور ہر وقت میرے خیالات کا شکار کھیلتی۔

آخر کار شاہ کے طہران کے داخلے کی خوش ساعت نجومیون نے بتائی اور شاہ مع اپنے تمام جلوس کے اسی طرح سے طہران کی بھری آبادی مین دار الخلافہ مین داخل ہوے یہان بہت ہی شاہ کے پہونچنے پر مبارکبادی کی آوازین بلند ہوئین۔ اب میری لی خواہش یہ ہوئی کہ کسی طرح سے حکیم سے ملاقات کرون کہ خبر نہین زینب کے معاملے مین کیا کارروائی ہوئی مگر اس طرز سے یہ حال معلوم ہوکہ مجھپر کوئی شبہہ آکر نہ واقع ہو۔ داخلے ہی کی شام کو میری آرزوئین اور خواہشین (وہ خواہشین جو خونی تھین) پوری ہوگئین مین اپنے ایک ماتحت کو کچھ احکام سنا رہا تھا کہ مین نے دیکھا حکیم صاحب بہت ہی متردد شاہ کے خاص کمرے مین سے نکلے۔ ایک ہاتھ تو انکا اپنی کمر کی پیٹی پر رکھا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ ایک طرف پڑا ہوا تھا ہمیشہ سے زیادہ کمر جھکی ہوئی اور زمین کی طرف بہت مضطربانہ حالت مین پریشان نگاہین نگران تھین مین نے اپنے کو مرزا احمق کے راستہ مین کھڑا کیا اور اُنسے سلام کیا جس سے مرزا احمق نے میری طرف نظر اُٹھا کر دیکھا۔

جب مجھے حکیم صاحب نے پہچانا تو میری طرف مخاطب ہو کے بولا۔ تم ہی کو تو مین تلاش کر رہا تھا آؤ ذرا یہان آؤ تم سے کچھ باتین کرنی ہین۔ یہ کہکے مجھے ایک جانب لے گیا۔

حکیم۔ ایک عجیب معاملہ درپیش ہی۔ اس کروش لڑکی نے میری داڑھی کو بھی خاک آلود کر دیا۔ واللہ شاہ تو بالکل اُسکے پیچھے مجنون بنگیا ہی۔ اب وہ یہ کہتا ہی کہ جس قدر میری حرم مین یا حرم کے باہر مرد ہین سب کا قتل عام کرنے کو حکم دیتا ہون نہ وزیر بچے گا اور نہ کوئی خواجہ سرا محفوظ رہے گا۔ اسنے اپنے سر کی قسم کھا کے کہا ہی کہ ای حکیم پہلے تجھی کو قتل کرونگا۔ اگر مجھے وہ مجرم نہ ہاتھ لگا۔

مین۔ کون۔ کیا۔ کہیے تو سہی کیا واقعہ ہوا وہ مجرم کون ہی۔

حکیم۔ وہ مجرم اصل زینب ہی۔ اور کس کو بتاؤن۔

مین۔ اوہو زینب! تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ اُس سے اُلفت رکھتے ہین۔ اور

مین نے یہ بات حکیم سے یون کہی کہ کہین اُسے مجھپر شبہہ نہ ہو۔
حکیم۔ استغفراللہ حاجی یہ تمھارے کہنے کی بات ہی۔ خدا کے لیے یہ زبان سے ہرگز نہ نکالو۔ اگر شاہ کو اشارتًا بھی یہ معلوم ہوگیا تو ابھی میری گردن اُڑا دیگا۔ یہ تمنے کہان سُنا کہ زینب پر مَین مرتا ہون۔
مین۔ آپ کی نسبت جب یہ غلغلہ اُڑا تھا کہ آپ اسیر جان ہون سے فریفتہ ہین حضرت مجھے تو یقین نہین آیا تھا کہ آپ جیسا دانا شخص لقمان زمان فارس مین جالینوس ایسی بات کرے اور ایک کرد وش لونڈی کے ساتھ محبت کرکے اپنی جان کو خطرے مین ڈالے گا۔ اور وہ لڑکی جو شیطان کی بیٹی ہی اور جسکا وہ نحس قدم ہی کہ اُسنے سب کو بیچار رکھا ہی جس نے تمام سلطنت کو کس طرح خدشہ مین ڈال دیا ہی۔ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے۔
حکیم۔ حاجی یہ تو تم سچ کہتے ہو۔ (اپنا سر اِدھر اُدھر ہلا کے اور اپنا بایان ہاتھ پیٹ پر رکھکر) مین بڑا ہی جیّد بیوقوف تھا کہ اُسکی سیاہ سُرملی نشیلی آنکھون کا رام ہو چکا تھا بھائی حاجی وہ آنکھین تھوڑی ہی تھین وہ تو خود سحر تھین۔ وہ لڑکی خود نہین نظر آتی تھی بلکہ شیطان اُنمین ہو کے دیکھتا تھا۔ مین کمبخت تو قرمساق ہوگیا اور زندگی بھر یہ دھبہ میرے دامن عزت سے نہین جا سکتا۔ خیر جو کچھ ہوا وہ تو ہوا اب یہ بتاؤ کہ کیا کیا جائے۔
مَین۔ کیا کہہ سکتا ہون شاہ دیکھیے اب اسکا کیا کرے گا۔
طبیب۔ شاہ کو تو جہنم واصل ہونے دو۔ شاہ کو اُسکے باپ کے مقبرے مین دفن ہونے دو اب تو مجھے اپنی جان کے لالے پڑ رہے ہین۔
یہ کہہ کے مرزا احمق نے محبتانہ نظرون سے میری طرف دیکھ کے کہا۔ آہ حاجی اسکا تو تمھین بخوبی علم ہی کہ مین تم سے کیسی اُلفت کرتا ہون۔ جب تم بے خانمان تھے مین نے خاص اپنا گھر تمھین رہنے کو دیا۔ مین نے تمھین کیسا عہدہ دلوایا۔ اب تم میرے ہی سبب سے یہان تک پہونچ گئے۔ دیکھو حاجی دنیا مین احسانمندی اور حق شناسی

سے بہتر کوئی چیز بھی خداوند تعالیٰ نے پیدا نہیں کی بس یہی ایک بیش بہا زیور ہے
اوراب وہ وقت آگیا ہے کہ تم اسمین کار بند ہو۔
کچھ دیر توقف کرکے اور میری داڑھی کو ہاتھ لگا کے۔
جو کچھ مین نے کہا تمنے اُسکا خیال کیا۔
مین۔ نہین اب تک یہ میری سمجھ مین نہین آیا۔
طبیب۔ بھائی اصل یہ ہے کہ تم مجرم بنجاؤ۔ تم نوجوان ہو اور یہ عشق و محبت
کی بات تمپر بخوبی صادق آسکتی ہے۔
مین۔ (ہوش و حواس باختہ ہوگئے) اسمین تو جان کی جوکھون ہے۔ اے
طبیب دیوانہ تو نہین ہوگیا۔ آپ مجھے ایسا بھی خیال کرتے ہین۔ مین کیون مرنے لگا
آپ میرا خون اپنی گردن پر کیون لینا چاہتے ہین۔ جو کچھ ہے وہ صاف صاف یہ ہے
کہ اگر مجھسے اس امر مین سوال ہوا تو اتنا تو کہہ سکتا ہون کہ حکیم صاحب مجرم نہین ہین
اور نہ انکا زینب سے کچھ تعلق ہے کیونکہ جس زمانے مین وہ انکی حرم مین تھی اِنکا تو خانم
کے ڈر کے مارے دم نکلتا تھا۔ یہ نہین ہوگا کہ مین اپنے کو کہدون کہ ہان مین
اُسپر مرتا ہون۔ اور گناہگار مین ہون۔
ہم باہم باتین ہی کررہے تھے کہ اتنے مین ایک خواجہ سرا آیا اور اُسنے یہ کہا کہ
ہمارے سردار نے حکم دیا ہے کہ افسر جلادان کا سب لفٹنٹ آدھی رات کو پانچ آدمیون
کو لے کے اس بلند مینارے کے دامن مین انتظار کرے جسکا راستہ شاہی محل مین جاتا
ہے کیونکہ اُنھین تدفین کے لیے ایک تابوت لیجانا ہوگا۔
مین نے جواب مین یہی کہا کہ بچشم۔ میری یہ بہت ہی خوش ساعت تھی کہ اُسنے
مجھے جلدی سے رہا کیا۔ مرزا احمق بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ اب شام ہوگئی تھی جو کچھ
اِس خبر جانکاہ کے سُننے سے مجھپر ایک آفت نازل ہوئی تھی اُسکو مین ہی خوب جانتا ہون

ایک سناٹا چھاتی مین سے اُٹھا اور کلیجے مین جا کے پار ہو گیا۔ آنکھین اِدھر اُدھر ڈگر ڈگر کر رہی تھین۔ میرے گھٹنون نے جواب دیدیا تھا خود بخود بیٹھے چلے جاتے تھے۔ اگر مجھے اپنی اس بات کا خیال نہوتا کہ کوئی شبہہ کریگا تو مین واقعی لڑکھڑا کے بیہوش گر پڑتا اور اسی محل کے مرکز سے مین ہرگز نہ رُکتا۔

مین نے اپنے دل مین کہا۔ کہ کیا یہی کافی نہین ہے۔ مین اُسکی موت کا باعث ہوا کیا یہی سزاوار ہے کہ مین ہی اُسکا قاتل بھی ہون۔ مین ہی اپنے بچے کے لیے قبر کھودون مین وہ بدقسمت ہون کہ جسنے اپنے سرو اور ریحان اعضا قبر مین پھیلائے ہین۔ اے بے رحم تقدیر اے بے رحم سرنوشت مین کیون ایسا کرون۔ کیا مین اس ظلم کے راستے سے بچ نہین سکتا۔ کیا مین اپنے کلیجے مین چھری نہین بھوک سکتا۔ لیکن نہکین یہ صاف ہے کہ میری سرنوشت مین یہی لکھا ہوا تھا۔ روز ازل سے میرے لیے یہ قسمت ہو چکا تھا تو اب اس سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ جو کام کہ میرے لئے مقرر ہوا ہے اُسکو ضرور مجھے کرنا چاہئیے۔ اے دنیا اے دنیا تو بھی عجب ہے خبر نہین تو نے کیا کیا ہے اور کیا کریگی۔ ایک شخص اپنی رانہ کی باتون پر نقاب ڈالتا ہے اور تو اُسے ظاہر کر دیتی ہے کہ اصل یہ ہے۔

ان جذبات اور خیالات جانکاہ سے میرے دل پر ایک غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔

نہ تھا معلوم الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے	جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے	کیے کو اپنے آخر کار پچھتانا بھی ہوتا ہے

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

فوراً اپنے کام کی انجام دہی کے لیے مین روانہ ہوا اور مین نے اپنے آدمیون کو اس خونی کام کے لیے جمع کیا۔ یہ لوگ اس واقعہ سے محض نابلد تھے وہ سوچ رہے تھے کہ آیا ہم آلۂ قتل لے کے چلین یا ہمین صرف نعش اُٹھانی پڑیگی۔

رات کی اندھیاری چادر کافی طور پر زمانے مین بھیل گئی تھی اور کام کرنے کا وقت آچلا تھا۔ آفتاب خون آلود شفق مین غروب ہوگیا تھا جب بہت رات ہوگئی تو وہ بجلی اور مینھ کی طرح سے موقع واردات پر ہپونچے۔

جُون ہی ہم ہپونچے چاند اچانک غبارہ مین سے نکل آیا لیکن پھر فوراً ہی غروب ہوگیا رات کی اندھیاری اور سیاہی کی وہی کیفیت ہوگئی۔ مین محل کے گارڈ روم مین تن تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ اُسوقت مین نے پہرے والے مینار سے پاسبانون کی آوازین سُنین جو آدھی رات کے ہونے کی شاہد تھین۔ اور موذنون کی آوازین جو دہشتناکی سے میرے کانون مین ہوکے رگون مین ایک سناٹا سا پیدا کرتی تھین اور میری آنکھون کے آگے خون آلود صورت گردش کررہی تھی۔ مین نے سمجھ لیا کہ وقت قتل آپہونچا ہی۔ یہ سب باتین گویا اس مظلومہ لڑکی کے قتل کی مقدمتہ الجیش تھین۔ مین چونکا اور ان آوازون کے زیادہ دیر سُننے کی تاب نہ لایا۔ مین نہایت ہی مایوسانہ حالت مین لپکا۔ جب مین جاے مقررہ پر پہونچا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرے پانچ ساتھی بھی وہان موجود ہین۔ اور تابوت کے اِدھر اُدھر بے پروائی سے بیٹھے ہوے ہین۔ مجھ مین صرف اس لفظ کے کہنے کی تو طاقت تھی کہ شد یعنی کیا یہ کام ہوگیا۔ انھون نے جواب دیا نہ شد۔ یہ سُنکے مین غمگین ساکت ہوگیا۔ مین سمجھا تھا کہ یہ خوفناک امر ہوچکا ہوگا۔ ہان اتنا ہوگا کہ مین صرف اسکے مدفن تک چلا جاؤنگا تا کہ مجھے اور دوسرے خوفناک موقع کے دیکھنے کا موقع نہ ملے۔ مگر نہین یہ اب ہونے ہی کو تھا۔ تو اب مین بھلا یہان سے بازگشت کیونکر کرسکتا تھا۔

جہان شاہ کی عورات مقید رہتی ہین یہ مقام ایک بلند ہشت پہلو گرگج ہے۔ تینتیس ۳۳ گز اسکی بلندی ہوگی۔ شہر کے تمام حصص سے یہ بخوبی دکھائی دیتا ہے۔ چوٹی پر ایک کمرہ بنا ہے جہان شاہ اکثر آکے ہوا خوری کرتا ہے اور آرام لیا کرتا ہے۔ اسکے محیط ایک غیر

مشخص زمین واقع ہی حرم کا خاص بڑا پھاٹک اسکے بہت ہی پاس ہی۔ اس گر گج کی چوٹی پر ایک بالاخانہ کا صحن ہی۔ (وہ صحن جو تمام عمر مجھے نہین بھولے گا) یہی جگہ تھی جس پر ہمارا بالکلیہ خیال رجوع کیا گیا تھا مین وہان بہت مشکل سے پہونچا تین صورتین مین نے دیکھین۔ ان مین دو مرد تھے اور ایک عورت تھی جنکی صورت چاندنی سے چمک رہی تھی۔ اور انکی ہیئت سے وحشت اور خونخواری ٹپک رہی تھی۔ وہ اپنے وکٹم اقربان کو بہت دلسے گھسیٹ رہے تھے۔ وہان زینب دکھائی دی جو اپنے ہاتھ پھیلائے ہوے گھٹنون کے بل کھڑی ہو کر اپنی وضع مین التجا اور منت کر رہی تھی۔ یہ گویا نہایت ہی جانکنی اور حد سے زیادہ اندوہ والم کا موقع تھا جس سے زیادہ خونخوار وقت چشم خون آلود فلک نے بھی نہین دیکھا ہوگا جب یہ دونون قاتل گر گج کے کونے پر تھے تو مظلومہ زینب کی آواز وہان سے تو سنائی دیتی تھی لیکن وہ آوازین ایسی پر وحشت اور خطرہ آمیز تھین جب اس تیز ہوا مین جو گر گج کے گرد بہت زور شور سے چل رہی تھی اس طرح سے آتی تھین جیسے کوئی دیوانہ ہنس رہا تھی ہم سب اسطرح سے بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہماری جانین تنون مین تھی ہی نہین۔ میرے ساتھی قاتل پھر متحرک ہوے۔ مین تو بالکل بیجان مٹی کے ڈھیلے کے موافق ہو گیا تھا اگر کوئی مجھسے یہ دریافت کرتا کہ تیری اسوقت کیا حالت ہوگی تو مین صرف اتنا کہہ سکتا ہون کہ جب مین اپنے آپے ہی مین نہین تھا تو میری حالت کیا پوچھتے ہو۔ گو مین محض ایک تودہ گل اور بیجان تھا لیکن پھر بھی مین اس سے واقف تھا کہ اب کیا ہو رہا ہی آخرش ایک زور کی اور غمگین دکھ دینے والی صدا سنائی دی جو نکلتے ہی پھر ساکت ہوگئی جسوقت ہمسے یہ کہا ہی کہ معاملہ ختم ہو گیا بس مجھ پر تو غم کا کوہ ہمالیہ ٹوٹ پڑا۔ الم کا ایک بھالا تھا جو جگر کے پار ہو گیا۔ مین جلدی سے اُٹھا ادھر چلا آیا ہوا موقع واردات پر پہونچا جہان میری زینب خاک و خون مین لتھڑی ہوئی سرنگون پڑی ہوئی تھی۔ اب بھی کچھ کچھ زینب کی سانس چلتی تھی۔ مگر موت کی پوری حالت اسپر طاری تھی۔ اسکے ہونٹ تھرتھرا رہے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کچھ کہے گی۔ مگر اب بھی اسکے

مُنھ سے برابر خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے۔ مین اسکی کوئی بات نہ سمجھ سکا حالانکہ اسکی آواز سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ الفاظ کہتی ہی۔ شاید وہ یہ کہتی ہوگی "میرے بچے میرے بچے" مگر یہ صرف میرے دماغ کو دھوکا دہی تھی۔ مین ایک گہری اور جگر بری شکستہ دلی سے اسکے قریب گیا اور پھر مجھے اسکا کچھ خیال نہ رہا کہ ان باتون سے میری زندگی بھی بچے گی یا نہین۔ اسوقت میری دہ بیچینی کی حالت تھی اور مین اپنی اُس مایوسانہ اور شکستہ طبیعت پر کام کر رہا تھا کہ۔ اگر ذرا بھی کسی کو شبہ ہو جاتا ممکن تھا کہ میری جان بچتی۔ مین نے آگے بڑھ کے اپنا رومال اسکے خون مین ڈبو لیا اور دل مین کہا کہ اِسے کبھی جدا نہین کرنے کا۔

جب مین نے اوپر کی چوٹی پر سے زینب کے قاتل کی ایک کریہ اور بیرحم آواز سُنی کہ کیا زینب کا دم نکل گیا یا ہنوز تڑپ رہی ہی تو مین اپنے آپے مین آیا۔

جلاد۔ ہان وہ تو اب پتھر کے موافق ہوگئی ہی۔

دوسرا جلاد۔ تو پھر اُسے گاڑنے کے لیے کیون نہین لیجاتے۔

یہ سُنکے میرے آدمیون نے اُسکی خون آلود نعش کو تابوت مین رکھا اور اپنے کاندھون پر اُٹھا کر قبرستان کی طرف لے گئے۔ یہان اس مظلومہ مقتولہ کے لیے پہلے ہی گڑھا کھدا ہوا تھا مین بھی جنازے کے پیچھے خونی جگر بدحواس و سان باختہ چلا۔ تمام جہان کی مصیبتون اور غمون مین میرے خیال ڈوبے ہوے تھے۔ جب ہم اسکے مدفن مین پہونچے تو مین قبر کے ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ مجھپر وہ عالم طاری تھا کہ یہ بھی خبر نہین تھی کہ کیا ہو رہا ہی مین نے یہ سارا معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا۔

ایک شخص نے نہایت ہی بے پروائی سے مُردے کو قبر مین ڈالدیا۔ پھر اسپر مٹی چھڑک دی اُسکے بعد ایک پتھر اُسکے سرھانے رکھا اور ایک پیرون کی طرف رکھا جب اُنھون نے اپنا کام پورا کر لیا تو وہ میرے پاس آئے اور کہا کام تمام ہوگیا۔ مین نے اُن سے کہا تم گھر جاؤ مین بھی تمھارے پیچھے آتا ہون۔ اُنھون نے مجھے قبر ہی پر بیٹھا ہوا چھوڑا۔ اور وہ

شہر واپس چلے گئے۔

رات کا بہت ہی گھُپ گھاپ اندھیرا تھا۔ پہاڑون مین سے کچھ گڑگڑاہٹ کی آوازین آرہی تھین۔ سوائے گیدڑون کے جو بچّون کی طرح شور مچاتے ہین اور کسی کی بھی آواز نہین آتی تھی۔ یہ گیدڑ مُردے کی بو پاکر قبر کے اِدھر اُدھر چکر لگا رہے تھے۔

مین بڑی دیر تک قبر پر بیٹھا رہا یہان سے نہ گھر واپس پھرنے اور نہ اپنے خونخوار عہدۂ جلادی کا اصلا خیال آیا۔ ہزارہا قسم کے توہمات اور خیالات میری طبیعت مین آنے لگے اور دُنیا سے دل وہ بیزار ہوا اور اُسکی بیوفائی کا نقشہ کھنچا ایسا قلب مین بیٹھ گیا کہ بس جی مین ٹھان لی کہ اس تمام جھگڑے ٹنٹے کو چھوڑ چھاڑ کر الگ کرون اور پھر اچھا خاصہ درویش بنجاؤن تاکہ میری زندگی کا باقی ماندہ حصہ صبر وآرام سے کٹے جون ہی مجھے اس امر کا خیال ہوا کہ اگر میرے کوئی فعل یا کسی بات سے افشاے راز ہو جائے تو پھر ظاہر ہی کہ مظلومہ مقتولہ کے پہلو بہ پہلو مجھے بھی آرام کرنا پڑے گا۔ پس مین نے تو یہ ارادہ کیا کہ اِس منحوس شہر کو چھوڑ ہی دو۔

اسوقت دِن نکل آیا تھا اور دو وجوہات سے یہ خواہش میری طبیعت مین آئی کہ سب کو چھوڑ چھاڑ کے چلتے بھی بنو وہ یہ وجوہات تھین کہ اول تو مجھے اپنی جان کا ڈر تھا دوسرے طہران سے مجھے سخت نفرت ہو گئی تھی مین نے ارادہ کر لیا کہ پیدل ہی روانہ ہو۔ اور کنارہ گرد پر چل پڑ و۔ وہان سے قافلہ اصفہان روانہ ہوگا اُسی کے ساتھ چلے چلنا۔

مین نے اپنے دل مین کہا کہ خبر نہین میرے والدین کی کیا نوبت ہوئی ہوگی شاید مین اپنے باپ کو زندہ وسلامت پاؤن اور اُسکے کلیجے کو جاکے تسکین دون جو میری مفارقت سے چھلنی ہو گیا ہوگا۔ اور اُسکے بڑھاپے مین اُسکو مدت کے گم شدہ بیٹے کے ملنے کی خوشی دون۔ بھلا مین کیونکر اس بدقسمتی سے جو میرے گلے کا

بار ہو رہی ہو اپنے فرائض پورے کرونگا۔ میں نے بہت کچھ اپنی زندگی میں برائیان کی ہین۔ اور بڑے بڑے گناہ کیے ہین اب مجھے اُن سے توبہ کرنی چاہیئے۔
اِس خوفناک واقعہ نے میری طبیعت میں کچھ ایسا گھر کیا اور میرے دماغ کو ایسا پلٹایا کہ آخر میرا قطعی ارادہ ہو گیا کہ بالکل فقیر بنجاؤن اور ان تمام مکروہات کو چھوڑ دون

اٹھارھوان باب

حاجی بابا کا اپنے پرانے دوست سے ملنا

مین نے اپنی چھاتی سے وہ خون آلود رومال نکالا جو پیاری زینب کے لہو سے اب بھی گیلا تھا۔ کس حسرت اور غمناکی سے مین نے اُسکی طرف نظر کی ہو۔ پھر مین نے اس خون آلود رومال کو قبر پر پھیلا دیا اور مین نے جیسا کہ مین دیکھ دیکھ کے عادی ہو گیا تھا اُسکی قبر پہ فاتحہ پڑھی جب مین یہ کر چکا تو اب میرا ارادہ قوی ہو گیا کہ مین طہران چھوڑ دون خوب مصمم قصد کر کے مین نے اپنا رُخ اصفہان کی طرف کیا۔
جب مین کنارہ گرد پہونچا اور وہان کاروان کا کوئی کھوج نہ دیکھا تو مین کاروانسرا مین چلا گیا اور شب بھر وہین بسر کرنے کا ارادہ کیا۔
جنگل سے کچھ دور فاصلے پر جب مین ایک عمارت کے قریب آیا تو مین نے دیکھا کہ ایک شخص زمین پر بیٹھا ہوا ہو اور عجیب سانگ کر رہا ہو کوئی شی اسکے آگے پڑی ہو اس وہ کھیلتا بھی جاتا ہو اور کچھ اُس سے کہتا بھی جاتا ہو جب مین اُسکے قریب پہونچا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ کچھ اپنی ٹوپی سے باتین کر رہا ہو جو ہین اُسکے آگے کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی ہو۔ مین نے وہ صورت دیکھی جو میری پہلے سُنا سائی تھی۔
مین نے اپنے جی مین خیال کیا کہ یہ کون شخص ہو شاید میرے مشہدی درویشون مین سے یہ ایک درویش ہو۔

غرض کہ معلوم ہوا کہ یہ قصہ گو درویش تھا جو اپنی ٹوپی سے مخاطب ہو کے قصہ کہہ رہا تھا تاکہ اُسکی مشق بڑھے - جون ہی اُسکی نگاہ مجھپر پڑی اُسنے مجھے پہچان لیا اور دوڑ کے گلے سے لگا لیا اور بہت ہی محبت و اُلفت دلی ظاہر کی -

درویش - ای حاجی بھائی السلام علیکم - اتنے سال گذشتہ کہان ہے تمھاری جگہ مدت سے خالی پڑی ہے - اسوقت تمھین دیکھ کے میری آنکھون مین نور آگیا -

غرض یون ہی اسنے کئی بار کہا کہ تیرے ملنے سے حاجی مجھ مین جان آگئی اسقدر دل خوش ہوا ہے جیسے ہفت اقلیم کی سلطنت مل گئی - بس یون ہی کہتا رہا - اسکے بعد اصلی مطلب کا ذکر آیا اور اُسنے ذکر چھیڑا -

جب سے کہ ہم جُدا ہوے تھے اُسکو ایک زمانہ مدید گذر گیا تھا - جب سے اسنے مختلف باتون کا ذکر کیا - سفرون کی شدائد و تکالیف جو اُسنے بھگتی تھین کہنی شروع کین اور جن جن وسائل اور طرق حیلہ و حوالہ سے اپنی روٹی پیدا کی تھی سب بیان کیے - یہ قصہ گو درویش قسطنطنیہ سے آیا تھا اور اب اسکا ارادہ تھا کہ موسم گرما کو صفہان مین صرف کر کے دہلی چلا جائے -

گو مجھپر ایک غم کا پہاڑ ٹوٹا ہوا تھا اور اپنی بے گناہ مظلومہ کو خون آلود دیکھ کے قلب خون خون ہو رہا تھا اور اُسکی باتون کی طرف بہت ہی کم توجہ تھی لیکن پھر بھی اس خیال سے کہ کہین میرا ساتھی مکدر خاطر نہ ہو اور اسکو ملال نہ گذرے مین نے اپنی صورت جان کے کچھ بشاش سی بنالی اور اسکی طرف پوری اپنی توجہ مبذول کی اور جو کچھ مشہد چھوڑے مجھپر بیتی تھی آج تک کی رام کہانی اُسے کہہ سُنائی -

مین نے سارا اپنا مفصل حال اُس سے بیان کیا اور قدم بقدم جس طرح سے کہ مین نے ترقی کی تھی اور اتنے بڑے عہدے پر پہونچا تھا سب اُس سے کہہ دیا - اور مین اس امر کا خیال کر کے بہت ہی مسرور تھا کہ میری ایسی کامیابی اور اعلیٰ درجے پر پہونچ جانے سے

یہ میری بہت توقیر کریگا اور اُسکی نظر دن مین میری عزت بڑھے گی جب مین نے یہ بیان کیا کہ مین نے سب لفٹنٹی سے عہدۂ چیف جلاد حاصل کیا تو مجھے اس امر کا یقین کامل تھا کہ یہ ضرور میرے آگے ڈنڈوت کریگا۔ تجارت نے اُسے اس بات کی تعلیم کی تھی کہ وہ ایسے عہدے والے کے سامنے گردن عجز خم کرے۔ لیکن جب وہ میری رام کہانی گوشگذار کر چکا کہ مین نے کس طرح سے صرف ایک عورت کے لیے اپنا ایسا اعلیٰ عہدہ چھوڑ دیا۔ یہان خیال اور تھا اور اُسنے کچھ اور ہی کہا۔ وہ بولا۔ حاجی تو اُس عزت کے خلعت کے قابل نہین تھا جو خوش قسمتی نے تجھے چھانٹ تراش کر پہنائی تھی۔

کیونکہ اگر شاہ نے ایک بے ایمان لڑکی کو قتل کروا ڈالا جسکے قصور مین نصف تم بھی حصہ دار ہو تو تمنے اس عمدہ اور اعلیٰ عہدے کو جو آسنی مصیبت مین تمھین حاصل ہوا تھا چھوڑ دیا اور پھر تمھارا یہی جی چاہے کہ اسی مصیبت اور فلاکت مین گرفتار ہو اور فاقہ مستی مین پا بر ہیلو جس مین کہ مین پھنسا ہوا ہون۔

اچھا دیکھو۔ جو شخص زندگی مین صرف خوشی حاصل کرنے کے لیے جو راستے اختیار کرتا ہی اُنکا کوئی شمار نہین ہی۔ کوئی تو بلند سڑک پر چلتا ہی کوئی کم درجہ اور کمینہ وسائل سے خواہان خرمی ہوتا ہی بعض لوگ اپنے لیے اور بھی نئے راستے نکالتے ہین اور بعض کوئی راہ بھی اختیار نہین کرتے اور ہمیشہ تذبذب کی حالت مین رہتے ہین لیکن مین نے آج تک تم جیسا شخص نہین سُنا ہی جو ہر راستے پر چلا ہو۔ اور جب بعد محنت و مشقت کے کچھ حاصل کر لیا تو اسے صاف کھو بیٹھے۔

بعد ازان اُسنے پھر میرے آنسو پونچھے اور فردوسی کا یہ شعر پڑھ کے اپنی مشفقانہ نصیحت کو ختم کیا۔

چنین است رسم سراے درشت	گہے پشت بر زین گہے زین بر پشت

ہم یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک کاروان صفہان کی سڑک سے آتا معلوم ہوا جو

سیدھا کاروانسرا مین چلا گیا اور وہان اُسنے اپنا ڈنڈا ڈیرہ ڈالا۔

درویش۔(ایک خوش اور عمدہ جلبیں) آؤ حاجی اور اسوقت اپنا سارا غم بھلا دو باوجودیکہ ہم خشک اور ویران جنگل مین ہین لیکن پھر بھی اپنی شام غریبی پسندیدہ طور پر بسر کرینگے۔ لو آؤ مسافرون کے پاس چلو جسمین تاجر۔ خچر ہکانے والے سب ہی طرح کے لوگ موجو ہین اور جل کر بیالو کر لو حقہ پی لو۔ پھر مین تمسے ایک تازہ کہانی کہونگا جو ابھی اسطنبول مین گذری ہے اور جو فارس مین مجھے یقین ہے ابتک مشہور نہین ہوئی۔

بہت ہی خوشی سے مین نے اسکی اس تجویز کو پسند کر لیا اور اُسپر دل سے کاربند ہوا کیونکہ اسکی اس سحر آمیز تقریر سے میرے دماغ اور دل مین جو غم بھرے ہوے تھے وہ سب کم ہو گئے تھے۔ ہم وہ دونون ملکے مکان کاروانسرا مین داخل ہوے۔ یہ درویش جو قصہ گو بھی تھا بڑا ہی چلتا ہوا شخص تھا سُستی اور تکان سفر نے ہم مین سے نکلکر اس نکی جنگل کو عبور کیا اور وہ خوب کھا چکے اور اپنا اپنا من تازہ کر چکے تو وہ کھلے ہوے جو کو صحن مین انکو جمع کر کے لے آیا اور اُسنے اپنی وہ کہانی کہنی شروع کی جسکا اُسنے اقرار کیا تھا۔ آپ بیچ مین بیٹھ گیا اور سب کو اپنے چارون طرف بٹھا لیا۔ مین نے ہرچند کوشش کی کہ جو کچھ درویش کہے اُسپر دھیان رکھون مگر میرا دھیان کچھ متضمن حکایات باتون سے ایسا اُچٹا ہوا تھا کہ یہ میرے لیے محض ناممکن تھا کہ مین اُسکی کہانی کو ذہن نشین کرتا۔ ایک مقام پر درویش نے قصہ مین سامعین کو بہت ہی دلچسپی دی جب مین اپنے شیخ چلی کے خیالات مین سے کسی خیال مین غرق تھا۔ سامعین کی جو واہ وا اور آفرین کی صدائین آئین تو مین چونکا۔ مین نے اپنے دل مین یہ عہد کر لیا کہ اگر آئندہ اسنے کبھی اس کہانی کو بیان کیا تو مین ضرور دل لگا کے سنونگا اور جس قدر مجھسے ہوسکا ہمہ تن باقیماندہ قصہ سُننے کے لیے گوش بنگیا۔ مجھے اپنے ساتھی کی یہ کیفیت دیکھ کے بہت ہی رشک آیا کہ اسکی کس قدر بات بات پر واہ واہ ہو رہی ہے اور لوگون کا یہ عالم ہے کہ اسپر مٹے جاتے ہین اور کس قدر متوجہ ہین

اور ہرایک خود انکی امیری دیکھ کے دل مین رشک کرتا تھا اب مین نے پھر اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ جس طرح سے ہو سکے پھر مین ان لوگون کا سا دولتمند ہنون۔ اور بغیر کسی فکر و تردد کے اپنی زندگی عیش و عشرت مین بسر کرون۔

فرصت اگرت دست دہد مغتنمم انگار | ساقی و مغنی و شرابے و سرودے

زنہار ازان قوم نباشی کہ فریبند
حق را بسجودے و نبی را بدرودے

یہ ایک فطرتی امر ہیکہ غم بھی اور جوش خروش کی طرح سے اپنا راستہ ضرور پکڑتا ہے صدہا ولولے اٹھتے ہین اور بجھ جاتے ہین یون ہی غم کا بھی ایک ولولہ ہیکہ جو اٹھتا ہے اور پھر ٹھنڈھا پڑجاتا ہے مثلاً جب بہار ہوتی ہے تو روکھے خشک چٹانون مین سے کونے کونے گوشے گوشے سے پھوٹتی ہے اور جب اسکا زمانہ ختم ہوتا ہے تو کسی ندی نالے مین جاکے تمام ہوجاتی ہے۔

یون ہی رفتہ رفتہ غم کی ترقی ہوتی ہے اور پھر یہ عروج پر پہونچ کے دنیا کے بعنود مین غائب ہوجاتا ہے۔

جسوقت فقیر نے اپنی رام کہانی ختم کی ہے دن چھپ گیا تھا۔ آسمان کی نیلی چادر پر چمکتے ہوے ستارے جگ جگ کرنے لگے تھے۔ گویا شب کے آنے کی اپنی چمکتی ہوئی آنکھون سے شہادت دیتے تھے۔ چاند نے بھی اپنی مصفا اور خنک چادر کو عالم پر پھیلا دیا تھا کہ اتنے مین ایک سوار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا کاروانسرا کے دروازے مین آیا۔

کاروان کے خاص آدمی بھی پلیٹ فارم پر بیٹھے ہوے اپنے قلیان پیتے جاتے تھے اور درویش کی کہانی کو بگوش دل سن چلے تھے۔ ملازمین نے چارپائیون پر اپنے آقاؤن کا بچھونا بچھادیا تھا۔ اور خچر ہنکانے والے شب کو آرام کرنے کے لیے اپنے خچرون اور اسباب کے پاس چلے گئے تھے۔

یہ توسب کچھ تھا لیکن جب مین نے اپنے اوپر خیال کیا کہ مین شب کو کاہے پر آرام کرونگا تو مجھے معلوم ہوا کہ سوا ے برہنہ زمین اور پتھر کے تکیہ کے اور کیا ملسکتا ہو لیکن جب میری نگاہ ایک سوار پر پڑی جو گھُپ گھاپ اندھیرے سے یکایک روشنی مین آیا تھا تو یہان نوبت ہی دوسری ہوگئی۔

مین نے اُسے پہچان لیا کہ یہ وہی جلاد ہی جو میرے ماتحت تھا اور جسنے اس کمبخت مقتولہ لڑکی کے قتل کی میرے احکام سے شہادت دی تھی۔ اب مجھے سوچ ہوا کہ یہ جو یہان آیا آخر کچھ تو سبب ہوگا۔ اسکی صورت دیکھتے ہی میرا ماتھا ٹھنکا کہ ضرور کچھ دال مین کالا کالا ہی۔ مین نے یہ سُنا کہ وہ کاروان سے دریافت کر رہا ہی کہ جو طہران جاتا تھا آیا تم مین سے کسی نے اس شکل وشباہت کا شخص دیکھا ہی۔ بس اب کیا تھا مین کھٹک گیا کہ یہ مجھے ہی دریافت کرتا ہی اور وہ مین ہی ہون۔

میرے دوست فقیر نے فوراً اس معاملے کی طرف توجہ کی اور اپنا قیاس دوڑایا کہ کیا ہوگیا۔ اسے بہت بڑا خیال ہوا چھوٹتے ہی اسنے تمام جماعت کے جواب کا بوجھ اپنے اوپر لے لیا۔ اسنے کہا کہ سوا ے میرے اور میرے دوست کے سب لوگ طہران چلے گئے۔ وہ بھی درویش ہی۔ ہم اور وہ ابھی قسطنطنیہ سے آئے ہین۔ لیکن ہان جس شخص کی نسبت آپ کہتے ہین مین نے اُسے دیکھا ہی۔ جو بہت ہی چوکنا معلوم ہوتا تھا۔ غموم وآلام نے اُسکو گھیر رکھا تھا اور وہ اس وحشتناک جنگل مین یون ہی مارا مارا پھر رہا تھا۔ غرض یون ہی درویش نے بہت سی ایسی باتین بھی بیان کین جو مجھ سے خصوصیت رکھتی تھین سوار یہ کیفیت سُنکر ایک لمحہ بھی مشتبہ نہ رہا۔ یہی شخص تھا جو حاجی بابا کی تلاش مین تھا اسنے سُنتے ہی فقیر کے بتانے کے موافق اپنے گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور بہت پھرتی سے وہان سے چلدیا یہ اس درویش کی حکمت عملی تھی جسنے اسکو بہکا دیا۔

جب وہ چلا گیا اور اسکو کچھ عرصہ گذر گیا تو درویش مجھے ایک جانب بُلا کے

لے گیا۔ اور کہا اگر تم اس شخص سے بچنا چاہتے ہو تو تمھین چاہیے کہ تم فوراً یہان سے روانہ ہو جاؤ۔ جب وہ جنگل مین ادھر اُدھر مارا مارا پھریگا اور تمھارا اُسے کہین پتہ نہ ملے گا اور اُسکی جستجو بیکار جائیگی تو پھر وہ یہین واپس پھر کر آئیگا تو پھر تمھارا چھپنا اور ظاہر نہونا یہ مشکل ہوگا۔

مین۔ یہ ایک امر بدیہی ہو کہ وہ میری گرفتاری کے لیے آیا ہو۔ مین ہرگز نہین امید کرسکتا کہ ایسا جلاد بر سر رحم آئے اور ایک یہ بھی بات ہو کہ میرے پاس کچھ زر نقد بھی نہین ہو کہ اُسکی بندھی کردون کہ لے بابا میرا پیچھا چھوڑ۔ کیونکہ مُنھ پھیلائیگا بہت اُسکو مین بخوبی جانتا ہون۔ اب مین کہان جا سکتا ہون۔

درویش۔ (کچھ دیر تامل کرکے) تمھین قم جانا چاہیے۔ تم وہان صبح ہوتے ہوتے پہونچ جاؤگے اور دیکھنا جب تم وہان پہونچو فاطمہؑ کے مقبرے کے عبادتخانے مین چلے جانا اس مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہو۔ وہان تم اب اور جب کبھی ہوگا محفوظ ہی رہوگے وہان شاہ کا بھی کچھ نہین چل سکتا اگر تم وہان سے نکلے اور اُن دیوارون کے باہر ہوے تو پھر اپنی خیر نہ سمجھنا۔ اور جو تمھین تقدیر نے گرفتار کرادیا اور وہین لوگ آپہونچے تو پھر اللہ تعالیٰ تمھین اپنی امن مین لے گا۔

مین۔ اچھا جب مین وہان رہا تو مین کیا کرونگا اور کیونکر جیونگا۔

درویش۔ یہ بات تو میرے اوپر رکھو مین تمھارے لیے سب کچھ بندوبست کردونگا مین اُس مقام کو اور اُن آدمیون کو جو اس مین رہتے ہین بخوبی جانتا ہون جیسا تمھین خیال ہو انشاء اللہ وہ نہین ہوگا اور تم بآرام تمام گذارہ کروگے۔ ایک دفعہ مجھپر بھی اسی قسم کی آفت نازل ہوئی تھی اور مین نے وہان جاکے پناہ لی تھی اصل یہ تھی کہ مین نے شاہ کی ایک حرم کو کچھ زہر لا دیا تھا اور یہ زہر اسنے اپنی ایک حریف یا سوکن کے لیے منگایا تھا یہ بات بہت دور تک پہونچی اور شاہ کا حکم ہوا کہ یہ شخص گرفتار کیا جاے مین شاہ عبدالعظیم

کی پناہ گاہ مین پہونچ گیا۔ پانچ ہی منٹ گذرے ہونگے کہ ایک جلاد میرے پکڑنے کے لیے آپہونچا اب کیا ہوتا تھا۔ مین نے کبھی اپنی زندگی مین خوش اوقات بسری نہین کی کیونکہ مین نے کبھی کچھ نہین کیا۔ وہ لوگ جو زیارت کرنے کے لیے آتے تھے اُنسے میری اوقات بسری ہوتی تھی اور نیز زائر عورات بھی میری بہت ہی خاطر مدارات کرتی تھین۔ ہان بیشک ایک بات بہت ہی مشکل کی ہی اور وہ تمھین بہت دہلائیگی۔ وہ یہ ہی کہ اگر شاہ کا یہ حکم آگیا کہ کوئی تمھین روٹی کھانے کو نہ دے اگر دیگا تو اُسے سزاے موت ملے گی تو بیشک یہ تمھین فاقہ کشی سے ہلاک کرڈالیگی لیکن نہین تم اُسمین بھی صبر کرنا پیغمبر تمھین اپنی حفاظت مین لینگے۔ لیکن تمھارا یہ معاملہ ایسا نہین ہی کہ تمھارے لیے یہ حکم جاری ہو۔ ایک لونڈی کے لیے وہ کیا خیال کرسکتا ہی جب صدہا اُسکے محل مین موجود ہین۔

ان سب باتون کے بعد آدمی اس آسانی سے نہین مرسکتے جیسا ہم ایرانیون کا خیال ہی تم دیکھو شیخ سعدیؒ نے کیا اچھا کہا ہی۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکار اند	تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہین۔ مین وہ شخص نہین ہون کہ اے میرے دوست درویش تمھاری عنایت و مہربانی کو بھول جاؤن۔ شاید میری تقدیر نے پھر زور پکڑا اور وہ عروج پر ہوئی تو مین اپنی داڑھی تمھارے ہاتھ مین دیدونگا۔ تم حاجی بابا کو مدت سے جانتے ہو وہ اُن لوگون مین سے نہین ہی جو اپنی نیکیون کو تو ہتھیلی پر رکھ کے سجاتے پھرتے ہین مگر اپنی بُرائیون کو بغل مین سے نہین نکالتے جو انھون نے چھپا رکھی ہین۔ مین مشہد مین گیا تھا صرف ایک ادنیٰ سا ایسا تمباکو فروش بنا اور ویسا ہی اب ہون اور پھر مین سب لفٹننٹ اور اس سے سب کا افسر ہو گیا تو اسی طرح سے مجھے اب بھی امید ہی کہ مین ہو سکتا ہون۔

درویش۔ بہت خوب پیارے اب تم جاؤ خدا کو سونپا۔ خدا تمھارے ساتھ ہو جب تم یہ نمکی جنگل عبور کرنے لگو تو ذرا غول بیابانی اور جنون کا خیال رکھنا۔ اور پھر مین بھی

کہتا ہون کہ اللہ تمھین اپنی امن مین رکھے۔

جب دن نکلا تو مین نے ملمع شدہ سنہرا قبہ دور سے امتیاز کیا۔ اپنی پناہ اور امن کا نشان دیکھ کے مجھے اور بھی جرائت ہوئی اور مین وہان پہونچنے کے لیے جو مجھ سے بہت ہی دور تھا تازہ دم ہو گیا۔ اور یہ تازہ دمی اس سنسان لق و دق خشک جنگل کے سفر مین کام دے گئی۔ ایسے کالے کوسون کا سفر اور پھر تنہائی۔ اُفوہ۔

مین بہت ہی مشکل سے شہر کوم کی حدود مین پہونچا ہونگا کہ مجھے معلوم ہوا ایک سوار میرے پیچھے آرہا ہے اور جسکا منشا میرے پکڑنے کا ہے۔ مین نے نہ دائین نہ بائین ذرا بھی پھر کر نہین دیکھا یہانتک کہ وزنی زنجیر جو عبادتگاہ کے خاص بڑے دروازے کے بیچ مین لٹک رہی تھی میرے اور اسکے درمیان فارق رہگئی۔ اب مین نے یہ کہنا شروع کیا الحمد للہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اے علی مشکل کشا۔

در بحر رنج بسکہ نمودم شناوری		دستم زکار رفت	دستِ مرا بگیر کہ

	شاہا منم کہ بعد ہزار آرزوے دل بختم نمودہ سوے جناب تو رہبری	

یہ کہکے مین نے آستانے کو بوسہ دیا اور اس صدق دلی اور سرگرمی سے عبادت مین مشغول ہوا جیسے وہ شخص جسکی کشتیٔ عمر طوفان اور تلاطم گرداب سے بچ کے کنارے پر آجاتی ہے اور وہ جان لڑا کے شکر بھیجتا ہے۔

مین اپنی اِدھر اُدھر جانب وقت سے دیکھنے پایا تھا کہ اتنے مین وہی جلاد جو میری گرفتاری کے لیے آیا تھا میری طرف پھرا۔ اور اسنے بہت ہی سرد سلام کر کے مجھ سے مخاطب ہوا کہ مجھے شاہ کا حکم ہوا ہے کہ جہان تم مجھے ملو مین تمھین پکڑ کے شاہ کے آگے حاضر کرون۔

مین۔ بھائی مین نے تو ایسے پیر کے مزار مین آکے پناہ لی ہے جو ہر امیر و غریب کا

ملجا و ماوا ہی۔ تو کیا اگر کوئی دفتر خان بھی آجائے جب بھی مجھے یہان سے نہین لیجا سکتا۔ علاوہ ان تمام باتون کے یہ شاہ شاہان کا پیارا پیر ہی اور خود شاہ اورن کی نسبت اسکے مزار کی بہت ہی عزت کرتے ہین اور انکا پاس لطیب منظور ہی۔

جلاد۔ ای حاجی پھر مین کیا کرونگا۔ یہ تو تم جانتے ہو کہ یہ حکم مین نہین لکھا ہوا ہی اگر مین بغیر تمھین گرفتار کیے چلا جاؤنگا تو بجائے تمھارے میرے کان کاٹ دالے جائینگے مین۔ انشاء اللہ۔

جلاد۔ آپ انشاء اللہ کہتے ہین (آگ بگولا ہو کے) چہ خوش چرا نباشد۔ کیا مین وہ طریقہ برلوتن کہ لوگ مجھے گدھا کہین مین وہ شخص نہین ہون کہ تمھین یہان چھوڑ جاؤن جس طرح سے چلو گے چلنا ہی پڑے گا۔

اب باہم ہم مین خوب تو تو مین مین ہونے لگی اور یہان تک یہ تھکا فضیحتی بڑھی کہ خدام درگاہ کے کان تک یہ آواز پہونچی وہ اپنے حجرون مین سے نکل نکل کے دوڑے ہوے آئے کہ یہ معاملہ کیا ہی اور کیون امن و حفاظت کے مقام مین لپاڈگی ہو رہی ہی۔ مین بولا دیکھیئے حضرت یہ وہ شخص ہی جو ایسی بڑی درگاہ کی بے ادبی کرتا ہی مین نے تو یہان آکے پناہ لی ہی اور یہ چاہتا ہی کہ مجھے یہان سے گرفتار کر کے لیجائے۔ آپ جو کہ ولی اللہ ہین اچھا آپ ہی ارشاد کرین کہ کیا یہ اسکی زیادتی نہین ہی اور کیا آپ اسے ایسا امر کرنے کی اجازت دینگے۔

ملا۔ (سب میری طرف ہو کے) یہ تو آج تک کبھی ایران بھر مین نہین ہوا اگر تم اسکو یہان سے لیجانے کی دلیری کرو گے تو تم پر نہ صرف اس پیر کا قہر نازل ہوگا اور وہ تمسے اسکا انتقام لیگا بلکہ علما کی تمام جماعت تمپر بل پڑیگی۔ پھر نہ تمھین کوئی شاہ شاہان بچا سکتا ہی اور نہ تمھاری شاہ دیوان حفاظت کر سکتا ہی۔ سہو وقت تمھین ان سب کا پورا غصہ سہنا پڑیگا اور انکی غضبناکی کی آتش فشانی تمھین برداشت کرنی پڑیگی

یہ سُنکر جلاد کے ہوش اُڑ گئے اور اب بین ند بذبین مین رہ گیا کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیے ذرا دھیا ٹپرا اور مجھ سے یہ عہد و پیمان کرنے لگا کہ اچھا اگر مین تمھین نہین چھوڑ جاؤن اور کسی قسم کی ایذا نہ دون تو جو کچھ تم وہان سے لائے ہو تمھین سے مجھے کیا دلواؤگے مین نے اُسکے حق سے ہرگز انکار نہین کیا کیونکہ اُسنے میرے لیے اتنی تکلیف اُٹھائی تھی یہ ظاہر ہی کہ جب مین اس طرح سے اُسکی جگہ پر ہوتا تو کیا بغیر لیے ہوے پیچھا چھوڑتا۔ لیکن مین نے اُس سے یہ کہا کہ مین تمھین اُسکی مکافات دینے مین بہت ہی قاصر ہون کیونکہ تم بخوبی جانتے ہو کہ مین طہران سے کس طرح سے بھاگا ہون مین ایک چیز بھی وہان سے نہین لایا بس یون ہی مُنھ اُٹھائے ہوے چلا آیا۔

اسنے مجھ سے یہ دریافت کرنا چاہا اور اس امر کی ہدایت کی کہ تم یہ بتاؤ کہ اصل اصل مدعا کیا تھا جس سے تم یہان بھاگ آئے مین نے وہ سب بتا دیا اور اُس سے کہا بس اب آپ جہان سے تشریف لائے ہین واپس چلے جائیے۔

مجھے بعد کو معلوم ہوا اسکا اصل سبب یہ تھا کہ اس بدمعاش نے اول تو میرے سارے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا جسمین میرے کپڑے۔ میرا صندوق میرے گھوڑے کا سامان۔ پاکھر۔ کاٹھی وغیرہ۔ اور قلیان اور اسی قسم کی اور اور چیزین تھین۔ اور اسی حرامزادے نے شاہ کے آگے مجھے ملزم گردانا تھا اور میری طرف سے کئی کئی باتین لگا کے کہی تھین۔ یہ تو اس امر کی انتظاری ہی کر رہا تھا اور اُسے بہت خیال تھا کہ کسی طرح سے کمبخت اور ناخوش کر وش لڑکی کا سبب موت مین قرار دیا جاؤن اب اسکو موقع لگا تو اسنے میرے نیست و نابود کرنے مین کوئی کسر باقی نہین چھوڑی غرض یہ تھی کہ میری جگہ پر وہ مقرر ہو جائے۔

جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ اب میری یہان دال نہین گلنے کی اور یہ نہ حاجی بابا اس پناہ کی جگہ سے قبضے مین آسکتا ہی تو وہ مایوس و مجبور ہو کے طہران

واپس پھر گیا۔ مگر چلتے چلتے گورنر صوبۂ کوم (قم) کو ہدایت کر گیا کہ جس وقت حاجی بابا اِس مقبرے کی چاردیواری کے باہر نکلے اُسی وقت اُسے گرفتار کرکے طہران روانہ کر دینا۔

اُنیسواں باب

حاجی بابا کا مقبرے مین پناہ گزین ہونا اور ایک عجیب و غریب کہانی سے اپنے آلام کو بہلانا

خدا نے اس جلاد سے مجھے رہائی دی تھی اور وہ جانے ہی پایا تھا کہ اتنے مین مین نے اپنے دوست درویش کی آواز سُنی جو کس طرح للک للک کے خداوند تعالیٰ سے مناجات کر رہا تھا کہ تو نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اس پاک اور مقدس مقام مین پہونچایا اور میرے دوست درویش کی مناجات اور حمد باری تعالےٰ ایسی تھی جیسے سچے مسلمان کیا کرتے ہین۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد مین اُسکا خوش نظارہ کرتے ہی کھل گیا اور مین نے اِسے سُنا دیا کہ اللہ نے مجھے اس اس طرح سے میرے تعاقب کرنے والے سے بچایا ہے۔ مین یہان آکے داخل ہوگیا ورنہ اسنے تو مجھے لے ہی لیا تھا۔

درویش۔ خدا نے بڑی خیر کی۔

ہمنے اُس مقبرے کے حجرون مین سے ایک حجرہ اپنے رہنے کے لیے لے لیا۔ میرے پاس خوش قسمتی سے بیس اشرفیان علاوہ روپیون کے تھین۔ مین نے پہلے اِس حجرے مین ایک چٹائی لے کے بچھائی۔ اور ایک جھجری پانی رکھنے کے لیے خریدی۔ جب ہم یہ سامان کر چکے تو پھر ہمین کوئی اور چیز خریدنے کی ضرورت نہ ہوئی۔

اب ہم یہان بہت آرام سے اپنی زندگی گذارنے لگے۔ ہمکو پیٹ بھر کے کھانا مل جاتا تھا۔ اسکے علاوہ اور کسی چیز کی ہمین ضرورت بھی نہین تھی جسکے بغیر ہمکو تکلیف ہوتی۔

ایک روز میرے دوست درویش نے مجھ سے پوچھا کہ حاجی کہو تمھاری نماز تو کبھی قضا نہین ہوتی ہی۔

مین۔ حضرت آپ کو اس سے کیا مطلب چاہے مین نماز پڑھون یا نہ پڑھون آپ کو اس سے کیا سروکار ہی۔

درویش۔ بھائی میرا مطلب ہی اور ہی۔ اور تم خدا جانے کیا سمجھتے ہو آخر اسکے بتانے مین تمھارا کیا نقصان ہی۔

مین۔ مجکو یہی تعجب ہی کہ آپ کو اسکے پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہی۔ کہ مین نماز پڑھتا ہون یا نہین۔

درویش۔ پیارے حاجی میرا مطلب یہ نہین ہی کہ تم ضرور ہی نماز پڑھو یا روزہ رکھو۔ مجکو تو تمھاری دوستی سے مطلب ہی۔ مگر بھائی یہ مقام کوم (قم) ہی۔ اور اس مقام پر جتنے لوگ ہین ان مین یا تو بزرگان دین کی اولاد سے ہین۔ یا عالم ہین جب کسی کو دیکھو گے دُبلا اور ضعیف پاؤ گے چہرے کا رنگ زرد ہوگا۔ یہ کس وجہ سے۔ یہ عبادت اور نفس کشی کی وجہ سے۔ یہان ہر شخص عبادت خدا مین مصروف رہتا ہی۔ انکی اُس شخص پر نگاہین پڑتی ہین جس کا گُل رخسارہ تر و تازہ ہوتا ہی جس کی باتون مین مسکراہٹ پائی جاتی ہی۔

جس شخص نے یہان رہ کے اپنے چہرے کو حسین بنایا بس یہ سمجھ لو کہ اُسکی تقدیر پلٹ گئی۔

حاجی تمکو نہین معلوم کہ اس مقام پر آدمی کو کیونکر رہنا چاہیے۔ اور کس قسم کی صورت بنانی چاہیے مجھکو دیکھو کہ جب مین کوم مین آتا ہون تو اپنے رنگ کو میلا کر لیتا ہون۔ اور بالون کو اُلجھا لیتا ہون اور جب یہان داخل ہوتا ہون تو پھر تو کچھ نہ پوچھو ایسی صورت بناتا ہون جیسے کسی بڑے عبادت کرنے والے اور نفس کُش کی ہوتی ہی۔ یہان مین اپنی اوقات عبادت کرنے ہی مین بسر کرتا ہون۔

اگر تم بھی ایسا نہ کروگے تو علما کی جماعت تمپر پل پڑے گی اور تمکو تکا بوٹی کر ڈالے گی۔ پھر تمھارا بچنا محال ہی۔

یہ سب تمکو مار ڈالنا ایسا سمجھین گے گویا اُنھون نے اپنے لیے جنت کو جانے کا ایک سیدھا راستہ بنا لیا۔ انکو بہت بڑے اختیارات حاصل ہین۔ اور سب سے بڑا مجتہد جو ہی وہ تو ایسا زبردست ہی کہ چاہے تو سلطان کے حکم کو بھی پھیر دے اور ہر ایک کو دکھا دے کہ اصل یہ تھی۔

لوگون کے دلون کا پھیر دینا اسکے نزدیک کوئی بات ہی نہین ہی۔ اور سلطان تو اسکے ایسے معتقد ہین کہ کوئی بھی نہ ہوگا۔ جس بات کے لیے یہ کہے پھر کیا ممکن ہی کہ وہ ٹل جائے۔

اے حاجی اگر تم میرے کہنے کے موافق میری سی روش اختیار کروگے تو اسمین تمکو فائدہ بھی بہت کچھ ہوگا۔

مین نے یہ سُنکے اپنے دوست کا کہنا منظور کر لیا اور جو کچھ ارکان مذہب کے مجکو یاد تھے اُنکے علاوہ مین نے اور بھی سیکھ لیے۔

اب مین ہر وقت عبادت کرنے لگا اور ایسی صورت بنائی کہ جو کوئی دیکھتا یہی خیال کرتا کہ یہ بڑا پرہیزگار اور نفس کُش ہی۔

مین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جہان میرے کان مین اللہ اکبر کی آواز پہونچی اور فوراً اُٹھ بیٹھا۔ اور حوض مین وضو کر کراکر مستعد ہوا اور جس قدر ارکان شیعہ مذہب کے ہوتے ہین سب کو بہت ہی مضبوطی سے ادا کیا اور ایک ظاہر مقام مین نماز پڑھنے لگا۔ مقبرہ کے ہر کونے مین میری آواز اللہ اکبر برابر پہونچنے لگی اور مین نے یہ امید کی کہ ضرور یہ بیان کے رہنے والون کے کان تک بھی پہونچتی ہوگی۔ اب کیا تھا مین عبادت و نفس کشی مین سب سے بڑھ گیا کوئی صورت بھی ایسی دکھائی نہین دیتی تھی جو مجھ سے زیادہ نفس کُش معلوم ہوتی ہو حالانکہ میرا پیارا اور عزیز دوست جو کہ بہت ہی ظاہرداری کرتا تھا اور اسقدر ناصیہ سائی کرتا تھا کہ توبہ لیکن اسکو بھی مین نے اپنی عبادت کے آگے مات کر دیا۔

اب لوگ آتا مجھے جاننے لگے کہ یہ شخص اس مقدس اور پاک مقام مین آکے پناہ گزین ہوا ہی جسقدر منافع کی درویش نے مجھے اُمید دلائی تھی اُسی قدر مین نے اس عبادت سے حاصل کیے۔ اور لوگون کے خیال میری طرف متوجہ ہونے لگے اور وہ سمجھنے لگے کہ یہ بہت ہی پختہ مسلمان ہی۔ درویش نے تمام اندر باہر میری مصیبتناک رام کہانی کو پھیلا دیا۔ یہ سب باتین گویا میرے نفع کے لیے تھین کہ یہ شخص حاجی بابا دوسرے کے گناہ مین پکڑا گیا ہی کیا کسنے ہی اور آفت اسپر نازل ہوئی ہی۔

شہر کے خاص خاص اشخاص مجھ سے بخوبی واقف ہو گئے جنھون نے میری نسبت اس امر کا اعتراف کیا کہ ہمنے آج تک ایسا پکا مسلمان اور ایمان والا شخص حاجی بابا جیسا نہین دیکھا ہی۔ یہانتک کہ انھین یہ تردد ہونے لگا اور اس امر کا خیال ہوا کہ مجھے وہ اپنا پیش نماز بنائین۔ مجھے معلوم ہوا کہ میری خموشی اور سکوت سبب ناموری اور عقل مشہور ہوگا یعنی لوگ کہینگے کہ یہ بڑا ہی عقلمند ہی ہر وقت خموش ہی رہتا ہی۔ کیونکہ نظامی نے یہان پہلے ہی فرما دیا ہی۔

نہ گفتن ہم از گفتنش بہ بود	سخن گرچہ با واز ہا زہ بود

اور میری تسبیح جسکو مین ہمیشہ پھیرا کرتا۔ اور ہونٹون ہی ہونٹون مین بڑبڑاتا۔ اور پھر یکایک رونے لگتا۔ یہ سب میرے افعال مجھپر لوگون کی بہت بڑی توجہ کے باعث ہوے۔

مین اور میرے رفیق درویش کو اب خرچ کی بھی ضرورت نہوئی بے خرچ کیے ہی اس قدر خوراک آتی کہ کھائی بھی نہ جاتی خصوصًا عورات جو بلا توقف میرے پاس بطور پیش کش میوہ شہد۔ روٹی وغیرہ لاتین۔ اور بہت ادب سے پیش کرتین مین بہت ہی شکریے سے لے لیتا۔ اور کبھی کبھی انکو تعویذ لکھ کے بھی دیدیتا۔ اور تعویذ مین اپنے ہاتھ سے لکھتا گو ہمین یہان آرام وغیرہ سب کچھ حاصل تھا مگر ہماری زندگی کی ایسی سست ساعتین ہوتی تھین اور ہمارا وقت واقعات مختلف سے ایسا خالی ہوتا تھا کہ بعض وقت بہت ہی طبیعت گھبرانے لگتی اور میرا رفیق بھی اسی مین ڈوبا رہتا کہ دل بہلانے کی کیا ترکیب ہو مین نے اُس سے ایک دن کہا کہ آپ کو جس قدر کہانیان قصص یاد ہین آپ سب ایک ایک کر کے مجھے سُنا دیجیے اور خصوصًا پہلے وہ قصہ سُنائیے جو آپنے کاروانسرا مین سُنایا تھا اسکے سُننے کا بہت مشتاق ہون۔ یہ طریقہ ہمارا دن گذارنے کا اچھا ہاتھ لگا یون دن تیر ہو جاتا اور ہمین معلوم بھی نہ ہوتا تھا۔

ای میرے ناظرین باتمکین مین چاہتا ہون کہ آپ بھی میری اس سُستی مین سے کچھ حصہ لین جسمین میرے دن گذرتے تھے اور مین نے اس سُستی کو اپنے رفیق درویش کے صدقے مین کالعدم کیا تھا تو مین آپ کی خدمت مین وہ کہانی دُہراتا ہون جو درویش نے مجھ سے کہی تھی۔ چاہے آپ کو اُس سے دلچسپی ہو یا نہو لیکن آپ کو آخر تو معلوم ہو جائیگا کہ ایک غریب قیدی نے شہر کوم اور اس مقبرے مین اپنی زندگی کے آلام کو کیونکر بہلایا ہی اور اسنے اپنی تکالیف کو کیونکر کاٹا ہی۔

حال کا روم کا خونخوار۔ (ایران والے سلطان روم کو خونخوار کہتے ہین) ایک پکا مسلمان اور حامی دین متین ہی جب وہ تخت پر جلوہ آرا ہوا تو اُسنے اپنا خیال اس طرح سے ظاہر کیا کہ مین اُن عادتون اور طرق کو محمدیون مین سے نکالنا چاہتا ہون جو کفار کی خاصیتین ہین اور سلطنت کے انتظام مین گزشتہ فرمانرواؤن کے سبب سے بہت جاری ہوگئین۔ اسنے یہ خیال کیا کہ یہ امر بہت ہی ضروری ہوگا کہ مین تمام چیزون کو اُنکی اصلی حالت پر پھیر دون اور ترکی سلطنت کا ایک صاف اور شفاف قانون بنا دون اپنے خیال کے مطابق اُسنے ایک رسم اختیار کی جو آخر کار چھوڑنی پڑی۔ یہ سلطان تبدیل ہیئت کرکے بازارون مین پھرتا تھا۔ اور یہ اس ہوشیاری اور دانائی سے تبدیل ہیئت کرتا تھا کہ کوئی بھی نہ پہچان سکتا تھا۔ جن آدمیون سے کہ یہ ملاقات کرتا تو اُسے بہت کچھ پیشبندی کرنی پڑتی اور جس پوشاک مین ہوتا تھا اور جس صورت مین جلوہ کرتا تھا اُسے بہت ہی اُسے چھپانا پڑتا۔ مبادا کہین ظاہر ہو جاے اور وقت آکے واقع ہو۔

اُسکو بہت زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ ایک عام ناراضگی ترکی مین پھیل گئی اور خاص قسطنطنیہ مین بغاوت کے شعلے اُٹھنے لگے۔ اب سلطان کو اس امر کا بہت تردد ہوا کہ پبلک کے خیالات کی تحقیق کرنی چاہیے۔ اُسنے اپنے وہی مُداحی اندیشناک طریقے کو برتنا چاہا اور یہ ارادہ کیا کہ یہ اس طرح سے کیا جاے کہ خود اِن لوگون کو بھی خبر نہو جو ہر وقت حاضر باش رہتے ہین۔

وہ ہمیشہ درزیون کو مختلف اوقات اور مختلف مقامات مین بلاتا تھا۔ اس موقع پر اس سلطان نے اپنے پیارے خواجہ سرا منصوری کو بلا کے کہا کہ ایک ایسا

درزی بُلا کے لا جسکو کوئی نہ جانتا ہو۔ اور یہ راز کسی کو آشکارا بھی نہ ہو ٹھیک آدھی رات کو ۱۲ بجے تو یہان اُسے لے کے پہونچیو تاکہ مین اُسے سمجھا دون کہ اس قسم کی پوشاک بنے گی۔

غلام نے بہت ہی عاجزی سے اپنا سر جھکا کے یہ کہا۔ باش اسلم یعنی یہ میرے سر پر اور حکم کی بجا آوری کے لیے چلا گیا۔

بیزستن (بزازہ) کے دروازے کے قریب ایک بوڑھے شخص کو ایک ایسی تنگ دُکان مین دیکھا کہ وہ اُسمین بہت ہی شکل سئے ٹہر سکتا تھا بس جس رُخ بیٹھتا ہی پہرنا یعنی جہ۔ یہ ایک پُرانے جبہ مین پیوند لگا رہا تھا۔ یہ بیچارہ محنت کرتے کرتے جھک گیا تھا اور اُسکی کمر ہلال آسا ہو گئی تھی۔ اور اُسکی دونون آنکھین ایسی معلوم ہوتی تھین گویا کسی نے ناک پر دو شیشے کے ڈلے رکھ دیے۔

غلام نے اپنے دل مین کہا بس ایسے ہی شخص کی مجھے ضرورت بھی تھی مجھے یقین ہی کہ اسکی اتنی کیا شہرت ہو گی۔ یہ بیچارہ بوڑھا جھکی ہوئی کمر کا درزی اپنے کام مین ایسا مشغول تھا کہ منصوری نے پاس جا کے سلام بھی کیا کہ ای دوست سلام علیکم مگر وہ پھر بھی باخبر نہوا۔ جب اس درزی نے مُنھ اُٹھا کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص امیرانہ پوشاک پہنے ہوے کھڑا ہی دل مین خیال کیا کہ ایسا امیر مجھے بھلا سلام کیون کرنے لگا۔ کسی کو کیا ہو گا بس یہ خیال کر کے گردن جھکائی اور بغیر جواب دیے پھر اپنا کام کرنے لگا۔ لیکن جب اُسے معلوم ہوا کہ خواجہ سرا میری ہی طرف مخاطب ہی اور مجھ سے ہی باتین کرتا ہی اُسنے اپنی عینک اُتار کے رکھ دی اور اپنا کام علٰحدہ سمیٹ کے شخ دیا۔ اور اُسکے قدم لینے کو تھا کہ خواجہ سرا نے اُسے روکا اور کہا کہ ای دینی بھائی تو اپنے کو اس قدر تکلیف نہ دے۔

منصوری۔ تمھارا نام کیا ہی۔

درزی۔ حضور میرا نام عبداللہ ہی لیکن میرے دوست مجھے بابا دل کہتے ہین
منصوری۔ تم درزی بھی ہو یا نہین۔
درزی۔ مین درزی بھی ہون اور مچھلی بازار کی چھوٹی سی مسجد کا موذن بھی ہون اس سے زیادہ مین کیا کر سکتا ہون۔
منصوری۔ تم کچھ متفرق چھوٹا چھوٹا کام بھی کر سکتے ہو۔
درزی۔ کیا مین بیوقوف ہون۔ آپ مجھ سے کہین کہ وہ کیا کام ہی۔
منصوری۔ (بہت نرمی سے) بہت اچھا بہت اچھا آپ اس قدر ناراض نہ ہون۔ کیا تم پسند کروگے کہ مین تمھین آنکھون پر پٹی باندھ کے متفرق کام کرانے کے لیے آدھی رات کو ایک مقام پر لیجاؤن۔
بابا دل۔ یہ سوال ہی اور ہی۔ آجکل بہت نازک وقت ہی۔ سر بے انتہا اڑ رہے ہین اور کیا ایک غریب درزی اسطرح سے جاسکتا ہی جیسے وزیر۔ یا کپتان میا یا شا۔ لیکن میری مزدوری بھرپور دوگے تو مین یقین کرتا ہون کہ مین بہت ہی اچھا کپڑون کا جوڑا بنا دونگا۔
منصوری۔ بہت خوب تمنے میری اس تجویز کو تو پسند کر لیا جس وقت تم وہان پہونچوگے دو اشرفیان تم اپنے ہاتھ مین رکھی ہوئی دیکھ لینا۔
بابا دل۔ ہان بہت ہی یقینا۔ اب مین موجود ہون جو کچھ آپ فرمائین بس آپ مجھپر منحصر رہین۔
غرض دونون نے باہم اقرار کر لیا کہ آدھی رات کو مین آؤنگا اور تیری آنکھون مین پٹی باندھ کے تجھے لیجاؤنگا۔
منصوری۔ یہ قول و قرار کر کے چلا گیا۔ اب بابا دل بہت ہی خوش ہوے کہ خدا نے تقدیر سے ایسا شخص بھیجدیا۔ اس سے وہ کام بھی ہو سکا۔ اب یہ ارادہ کیا

کہ بیوی کو بھی چلکے اس خوش قسمتی کا شریک بناؤن۔ غیر معمولی وقت مین دُکان کو
بند کرکے سیدھا اپنے گھر کی طرف جو مچھلی والے بازار کی مسجد کے پچھواڑے واقع تھا
روانہ ہوا۔

دلفریب کہنہ۔ اس درزی کی بیوی بھی ایسی خوش ہوئی تھی کہ جیسے یہ خود
درزی دو اشرفیون کی خوشی مین اور اس امید مین کہ اور بھی بہت کچھ اوپر سے ملیگا
دونون نے ملکے کچھ شیرینی اور کباب وغیرہ بہت خرمی سے ایک رکابی مین تناول کیے
اور بعد ازان کچھ کافی بھی اڑائی۔

ٹھیک آدھی رات کو ۱۲۔ بجے منصوری باباول سے دُکان پر ملا۔ بغیر کسی
بات چیت کے باباول نے اپنی آنکھون پر پٹی باندھ لی اور منصوری اُسکا ہاتھ پکڑ کے
پیچدار راستون مین پھراتا ہوا حرم سرا مین لے گیے پہونچا۔ وہان کچھ دیر ٹھہر کے منصوری
نے لوہے کا دروازہ کھولا اور درزی کو سلطان کے خاص کمرے کے جگر مین لے گیا
اُس کمرے مین اُسکی آنکھون کی پٹی کھولی گئی۔ صرف ایک چھوٹا سا لیمپ وہان روشن
ہو رہا تھا مگر اسباب سب شاہانہ موجود تھا پلنگون پر مخملی زربفت کا بچھونا اور بڑے
بڑے قیمتی غالیچے بچھے ہوئے عجیب کیفیت دے رہے تھے۔ یہان باباول کو بیٹھنے کے لیے
کہا گیا۔ اتنے مین منصوری ایک بنڈل کپڑون کا لے کے آیا جو ریشمی رومال مین بندھا
ہوا تھا۔ اس رومال کو کھولا گیا ایک درویشانہ پوشاک دی اور کہا کہ اسکو تو خوب
غور سے دیکھ لے کہ ایسی کتنے دن مین تیار ہو جائے گی۔ اور پھر اسے واپس دیدے پھر
وہ پوشاک ریشمی رومال مین باندھی گئی۔ اُسی وقت منصوری نے درزی سے یہ کہا
کہ تم یہان ٹھہرو مین ابھی تمکو گھر پہونچانے کے لیے واپس آتا ہون۔ یہ کہکے اُسکو اکیلا
چھوڑ چھاڑ کے چل دیا۔

باباول نے اُسکو اُلٹ پلٹ کرکے کھول کے دیکھا اور پھر اُسے باندھ دیا۔ اتنے

مین دوسرا شخص ایک لانبا قد اور پُر رعب صورت کا اس کمرے مین آیا۔ بابا دل دیکھتے ہی تھر تھرا گیا۔ اُسنے اس سے کچھ بات بھی نہین کی اور وہ بنڈل اُٹھاکے لیے چلا گیا۔

بابا دل یہ دیکھ کے سخت حیران تھا کہ یہ جگہ بھی عجیب ہے اور یہ معاملہ خبر نہین کیا ہو رہا ہے کہ اتنے مین چند منٹ کے بعد کمرے کا دوسرا دروازہ کُھلا۔ ایک چھپی ہوئی صورت اندر آئی۔ کپڑے بہت ہی امیرانہ پہنے ہوے تھی ہاتھ مین ایک بنڈل تھا جو شال سے ڈھکا ہوا تھا۔ اُسنے پہلے تو ایک لمبا چوڑا فراشی سلام وزری کو کیا اور بہت ہی ادب اور عاجزی سے اُسکے پاس گیا۔ اسکے پیرون پہ یہ بنڈل رکھ دیا۔ نہ تو ایک لفظ کہا اور نہ اوپر نگاہ اُٹھاکے دیکھا۔ اور پھر کے چلدیا۔

بابا دل نے یہ معاملہ دیکھ کے کہ یہ چیز کچھ بہتر ہوگی اور مین تو بڑی ہی معزز شخصیت کا ہون کہ میرے آگے یہ ڈنڈوت ہوتی ہے۔ یہ تو ایک امر محقق ہے کہ مین اس کام مین زیادہ فائدہ اُٹھاؤنگا یا مجھے پُرانے جُبے مین پیوند لگانا زیادہ منفعت بخشے گا۔ وہ اُسکے آگے کیا حقیقت رکھتا ہے۔ کون جانتا ہے کہ یہان مین کس لیے لایا گیا ہون۔ اس طرح سے لوگون کا آنا اور بغیر کچھ کہے چلے جانا یہ ضرور دال مین کچھ کالا کالا رکھتا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ وہ مجھسے کچھ باتین چیتین کرین تو معلوم ہو کہ وہ مجھکو اس ساری محنت کا کیا دلوائینگے۔ مین نے سُنا ہے کہ غریب عورتین کپڑے مین سلوا سلوا کر سمندر مین پھینکدی جاتی ہین کیا خبر ہے کہ اس کپڑے کے سلوانے کے لیے تو مین نہین بلایا گیا

یہ وزری اسی پیچ و تاب مین تھا کہ اتنے مین منصوری آیا اور کہا کہ یہ بنڈل اُٹھا لو بس اس سے زیادہ کچھ نہ بولا۔ وزری کی آنکھون پر پٹی باندھ دی گئی اور اُسکو وہ اُس جگہ پہونچانے لے چلا کہ جہان سے وہ آیا تھا۔

بابا دل کو چونکہ منصوری کے اقرار پر بھروسہ تھا اُسنے اُس سے کچھ سوال نہ کیا بلکہ

یہ اقرار کیا کہ تین دن مین مین اس پوشاک کو سی کے دیدونگا منصوری نے دس اشرفیان دینے کا وعدہ کیا تھا۔

غرض بیان سے درزی ہل ہانکتا کودون پھانکتا اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا جہان اُسے یہ خیال ہوا کہ میری بیوی بہت ہی مضطربانہ حالت مین راہ دیکھ رہی ہوگی جب آگے آپ روانہ ہوا تو دل مین خود اپنے کو مبارک باد دیتا جاتا تھا کہ کیا تقدیر آکر کھُلی ہو کہ یہ فقیرانہ پوشاک سینے کو ملی ہو۔ تین دن مین دس اشرفیان آجائینگی جس سے بڑھاپے کے کچھ دن تو آرام سے کٹین گے۔

پورے رات کے دو بجے تھے کہ جب یہ اپنے گھر پہونچا۔ بیوی یہان بہت ہی بے صبر بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنی دیر میرے بوڑھے خاوند کو کہان لگی اور اُسپر کیا بیتی۔ جب درزی یہ بنڈل اُسکے آگے لے کے پہونچا ہو تو وہ اُسی وقت چراغ اُٹھا لائی اُسکے بعد درزی بولا۔ لاؤ کچھ دنوا تی ہو تو تمھین مژدہ سُناؤن۔ دیکھو مین اپنا کام بنا لایا۔ یہ وہ کام ہو کہ جب پورا ہو جائیگا تو ہمین۔ اسکا معقول معاوضہ ملے گا۔ عورت بھی بہت خوش ہوئی اور زیادہ شادمان نبی۔

درزی۔ اب تو اسے رکھ دو صبح کو اُٹھ کے دیکھین گے۔ نیند آرہی ہی۔

درزن۔ نہین نہین جب تک مین یہ نہ دیکھ لونگی کہ کیا لائے ہو مین سوؤنگی تھوڑے ہی مجھے اسکے خیال مین نیند ہی کاہے کو آئے گی۔

یہ کہکے درزن چراغ اُٹھا لائی اور اُس بنڈل کو کھولا لیجیے وہان بات ہی کچھ اور تھی جب اُسے کھولا تو بجائے کپڑون کے ایک رومال مین ایک آدمی کا سر نہایت ہی خوفناک اور پُر وحشت حالت مین لپٹا ہوا دیکھا۔

سر دیکھتے ہی یہ درزن کے ہاتھ سے چھوٹ پڑا اور کچھ دور لڑھکتا ہوا گیا۔ یہ دیکھکر دونون خاوند و جورو نے اپنی آنکھون پر ہاتھ رکھ لیے کیونکہ اچانک وہ اس کٹے ہوے

سر کو دیکھنا برداشت نہ کر سکے اور پھر اُنھون نے آنکھون پر سے ہاتھ اُٹھائے اور ایک دوسرے نے تعجب و حیرت کی نظر سے دیکھنا شروع کیا۔

درزن یکام۔ واہ کیا خوب کام کر کے آئے ہو سبحان اللہ۔ کیا یہ بھی ضرور تھا کہ اتنی دور جا کے یہ نازک معاملہ اُٹھا لائے۔ اور اپنے سر پر خود مصیبت اور بدقسمتی کو بلا لائے کیا تم اس شخص کے سر کو گھر مین کپڑے بنانے کے لیے لائے ہو۔

درزی۔ مجھے معلوم نہین مین نے تو اس خواجہ سرا کے کہنے پر دھوکا کھایا اُسنے میری آنکھون پر پٹی باندھی اور مجھے ہدایت کی کہ زبان سے کچھ نہ نکالنا مین جیسا سیدھا اور صاف ترک ہون بیا مین نے خیال کر لیا کہ متفرق کام مین سوائے کپڑون کی پوشاک کے اور کیا ہوگا۔ اور اس خواجہ سرا نے مجھے اسکے بدلے ایک سر دیدیا یا اللہ اب مین کیا کرون۔

مین اسکا گھر بھی تو نہین جانتا کہ اسے ابھی فوراً واپس لیجاؤن اور اسکے مُنہ پر مار کر آؤن۔ ابھی آناً فاناً مین پولیس آ کھڑی ہوگی فوراً ہمین گرفتار کرے گی۔ اور پھر ہمارا بچانے والا کون ہوگا۔ اے میری روح دلفریب پیاری مشورہ دے۔ کیا کرون۔

دلفریب۔ جلدی اس سر سے رہائی حاصل کرو صرف ہمارا ہی حق نہین ہو کہ ہم ہی اسکو اپنے ہان رہنے دین۔ دوسرے کو نہ لپیٹین ہماری بلا کو غرض پڑی ہو کہ خواہ مخواہ اپنے سر پر نئی آفت لین۔

درزی۔ لیکن دن جلدی نکل آئیگا اور پھر اسکو بہت عرصہ ہو جائیگا مجھے پھرتی سے کوئی کارروائی کرنے کو بتاؤ ورنہ دقت پڑے گی۔

دلفریب۔ میرے دل مین ابھی یہ خیال آیا ہو کہ ہمارا پڑوسی نان پز اسوقت اپنا تنور جلاتا ہی۔ اور جلدی جلدی اپنے صبح کے گاہکون کے لیے روٹیان پکاتا ہی اسکے ہان مختلف پڑوسیون کے گھر کی چیزین پکنے کے لیے شب کو اسکے تنور کے پاس رکھی رہتی ہین تو

مجھے خیال آیا ہی کہ مین بھی یہ سر اپنے ایک مٹی کے برتن مین رکھ کے اُسکے تنور کے پاس رکھ آؤن جب تک کہ یہ پکنے نہ لگے گا کوئی بھی اسے نہ دیکھ سکے گا بس پھر تو اسکی بلا نانبائی کی ہی جان پر نازل ہوگی۔

یہ سُنکے بابا دل بہت ہی خوش ہوا اور اسنے اپنی بیوی کی اس صلاح کی تعریف کی اور پھر وہ اس تدبیر کے بجالانے مین مشغول ہوے۔ جب یہ عورت دلفریب نامے وہان برتن مین رکھ کے سر لے کے پہونچی تو وہان کسی کا پتہ بھی نہین تھا مرف اور مختلف چیزین رکھی ہوئی تھین وہان اسنے اس سر کو بھی چپکے سے رکھ دیا۔ اور یہ دونون بوڑھا بوڑھی دروازہ بند کر کراکے سو رہے اور جس وشالے مین کہ سر لپٹا ہوا تھا اُسکو قبضے مین کر کے انھین گونہ اطمینان ہوا کہ اتنی محنت و مشقت کے بعد کچھ چیز تو ہاتھ لگی۔

اس نانبائی کا نام حسین اور اسکے بیٹے کا نام محمود تھا یہ دونون ادھر اُدھر کے کوڑا کرکٹ اور لکڑیون سے اپنا تنور گرم کر رہے تھے کہ اتنے مین انھین شبہہ ہوا اور یہ متعجب ہوے کہ آج یہ کُتا کیون بھونکتا ہی جو ہمارا پلا ہوا ہی اور جب اسکو بچے کھچے ٹکڑے دیے جاتے ہین تو یہ بہت ہی صبر سے کھا لیتا ہی اور آج بہت ہی بیتاب اور بیقرار معلوم ہوتا ہی حسین۔ (اپنے بیٹے سے) محمود دیکھ تو سہی کہ یہ معاملہ ہی کیا ہی یہ کیون بھونکتا ہی ضرور اسنے کچھ تو دیکھا ہی ہوگا۔

محمود نے اپنے باپ کے حکم کے بموجب اُٹھ کے چارون طرف دیکھا مگر کچھ بھی نہ معلوم ہوا۔ کہا ابا جان کچھ بھی نہین ہی اور پھر کُتے کو نکال دیا۔

پھر بھی کُتا بند نہوا اور برابر چیخے چلا گیا کہ حسین خود اُٹھا اور جس طرف کُتا جھکا ہوا چیخ رہا تھا اس طرف مڑا تو معلوم ہوا کہ وہ درزی کے برتن کی طرف مُنھ کر کر کے بھونکتا ہی۔ اسنے آہستہ سے اس برتن کو اُٹھا کے دیکھا تو وہان کیفیت ہی اور معلوم ہوئی۔ ایک انسان کا سر کٹا ہوا رکھا ہی۔ اس خوفناک صورت کو دیکھ کے وہ سٹ پٹا گیا۔

یا اللہ۔ نانبائی نے کہا لیکن چونکہ یہ بہت ہی متین اور مضبوط دل تھا اسنے اور آدمیون کی طرح اسکو پرے نہ پھینکدیا جیسے اس موقع پر خوف زدہ ہو کے پھینک دیتے ہین اسنے اُسی برتن مین اُسے رہنے دیا اور اپنے بیٹے محمود کو آواز دی۔

نانبائی۔ (محمود سے) یہ ایک بہت ہی خراب دُنیا ہی اور آدمی جتنے اسمین ہین سب شریر ہین۔ چند بدمعاش کفار نے ایک آدمی کے سر کو پکانے کے لیے بھیجا ہی۔ لیکن ہماری خوش تقدیری اور اس کُتے کا سلوک ہی کہ ہم اس سے پہلے ہی آگاہ ہو گئے۔ اور یہ بھولے سے پک نہ گیا۔ اب ہم اپنی روٹیان صاف صاف ہاتھون سے بخوبی پکا سکتے ہین۔ اگر یہ معلوم ہو جاے کہ ہمارے پاس ایک آدمی کا سر پکنے کے لیے آیا ہی تو پھر تو کوئی بھی ہم سے کام نہ لے اور کوئی چیز بھی نہ پکوائے۔ ہم فاقون مر جائینگے ہمین اپنا تنور بند کرنا پڑے گا۔ ہمارا یہ نام ہوگا کہ یہ خمیر مین انسان کی چربی ملاتا ہی اور اگر اتفاقیہ کبھی کوئی بال نکل آیا تو لوگ یہ کہینگے اور انھین فوراً شبہہ ہو جائیگا کہ یہ آدمی کی داڑھی کا بال ہی۔

محمود جسکی کُلھم بیس برس کی عمر تھی اور جسنے اپنے باپ کا اس اضطراب اور اوسان باختگی مین حصّہ لیا تھا اس نے اس سر کی طرف براہ تمسخر دیکھا تو اس سر کی بری صورت پر بہت ہی خندہ زن ہوا جو اسکے سامنے برتن مین رکھا ہوا تھا۔

محمود۔ ہمین چاہیے کہ اسے ہم حجام کی دُکان پر رکھ دین جسنے ابھی کھولی ہو گی چونکہ وہ کانا ہی اسے ہرگز نہ دکھائی دیگا اور ہم اپنا کام کر لینگے۔ تو آپ ای میرے والد جلدی سے کرنے دین مین خود یہ کارروائی کر کے آتا ہون ممکن ہی کہ کوئی اسے دیکھ لے اور یہ سب کام مین دن نکلنے سے پہلے کر لونگا۔

باپ نے اسکو منظور کر لیا اور وہ سر اُٹھا کے لے چلا۔ نائی بیچارہ سڑک پر کچھ کام کے لیے اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا کہ اس نے چپکے سے اُسکی دُکان مین گھُس کے اور

تکیہ پر وہ سر رکھ دیا اور اُسکی چارون طرف تولیے رومال رکھ دیے جیسے کوئی شخص
حجامت بنوانے بیٹھا ہو۔ وہان سے یہ پھر واپس پھر کے چلا آیا اور اپنے تنور پر آکے بیٹھ گیا
کہ دیکھو اب کیا معاملہ پیش آتا ہو اور کانا نائی اس اپنے نئے گاہک کے سر کی کیونکر حجامت بناتا ہے
حجام اپنی دکان مین آیا۔ کچھ یون ہی سا اُجالا ہو چلا تھا اور آفتاب کی ٹمٹماتی
ہوئی روشنی اسکی کھڑکیون مین سے ہو کر گذرنے لگی تھی۔ اسکو معلوم ہوا کہ کوئی شخص
کاندھے پر رومال ڈالے ہوے شاید حجامت بنوانے کے لیے آیا ہو۔
حجام۔ (سر کی طرف مخاطب ہو کے) اہا۔ السلام علیکم آج صبح کو تم بہت ہی
سویرے اُٹھ آئے ہو۔ مین نے اس سے پہلے تمھین کبھی نہین دیکھا۔ میرا پانی ابھی گرم
نہین ہوا۔ اُوہو مجھے معلوم ہوا کہ آپ اپنا سر منڈوانا چاہتے ہین۔
لیکن تمنے اتنی جلدی اپنی ٹوپی کیون اُتار لی تمھین سردی نہ ہو جاے۔
جب نائی یہ کہ چکا تو اپنی باتون کا کچھ بھی جواب نہین پایا۔ تو نائی اپنے دل مین
کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہو یہ گونگا ہو۔ بہرا ہو اور بالکل چوپٹ ہو کہ اسنے کوئی جواب بھی
میری بات کا نہین دیا۔ خیر کچھ مضائقہ نہین ہو۔ مین نصف اندھا ہون پھر ہم دونون
ایک مدمین ہوے۔ مگر اے میرے بوڑھے چچا اگر مین اپنی دوسری آنکھ بھی کھو دون
تو مین دلیری سے کہہ سکتا ہون کہ میرا اُسترہ تمھاری کھوپڑی پر قدرتی ایسا صاف
چلے گا کہ جس صفائی سے مئے رنگین کا ایک جرعہ میری حلق مین چلا جاتا ہو۔
اب یہ حجام حجامت بنانے کے لیے اپنے سامان کی درستی کرنے لگا ایک تھیلی مین
سے اپنے ٹین کے برتن نکالے۔ پھر صابون کو تیار کیا۔ اپنا لنبا اُسترہ ذرا ایک چمڑے کے
بڑے ٹکڑے پر پھیرا۔ جب اُسترہ خوب صاف کر لیا تو یہ اس خیالی گاہک کی جو اصل مین
صرف ایک سر تھا حجامت بنانے بڑھا۔ بائین ہاتھ مین ٹین کا برتن لے لیا۔ داہنا ہاتھ
گویا پانی کو چند بار برگر گرتا تھا کہ بال نرم ہو جائین تو اُسترہ چلے۔ اُسنے اُسکے سر پر ہاتھ

رکھا ہی تھا کہ سر اُٹھا ہوا چلا آیا۔ آہ۔ ای میرے دوست یہ معاملہ کیا ہی تم تو برف کی طرح خنک ہو۔ تمھارا سر اتنا ٹھنڈا کیون ہو گیا۔

لیکن جب بار دگر حجام نے ذرا زور سے دبایا تو وہ سر نیچے آپڑا۔ سر کا گرنا تھا کہ یہ خوف زدہ دکان کے باہر اُچھک کے بھاگا۔

حجام امان امان پکارنے لگا۔ اب یہ ہمت نہ تھی کہ سر کی طرف قدم بڑھائے وہین کھڑا ہوا امان امان کہتا رہا۔ میری دکان لے لے میرے اُسترے لے لے میرے تولیے لے لے لیکن خدا کے لئے میری زندگی پر دست شفقت دراز نہ کیجیو۔ اگر تو شیطان ہی تو کہدے اور مجھے معاف کر کہ مین تیری حجامت بنانے بیٹھ گیا۔

لیکن جب اُسے معلوم ہوا کہ یہ نہ ہلے نہ جلے نہ کچھ کہتا ہی نہ اسنے کسی بات کا جواب دیا تو وہ اس سر کے پاس گیا اور اسکو بال پکڑ کے اُٹھا لایا اور بہت ہی تعجب کی نظر سے اُسکی طرف دیکھا اسنے اُسکی طرف خطاب کر کے کہا کہ آپ یہان تشریف کیونکر لائے کیا تم میری بے عزتی کرنی چاہتے ہو۔ تم ایک ناپاک گوشت کے ٹکڑے ہو۔ گو میری آنکھ جاتی رہی ہی لیکن دوسری تو اتنی تیز ہی کہ مین سب کچھ دیکھ سکتا ہون۔ مین تمھین نانبائی کی دوکان پر پہونچا اگر اُسکا بیٹا جو اس معاملے کو دیکھ رہا ہی میری آنکھ کی طرح سے تیز آنکھ نہ رکھتا ہوتا۔ خیر اب مین تمھین وہان تو لیجا نہین سکتا کیونکہ مجھو بہت ہی کاٹیان ہین اب مین تمھین ایسی جگہ لیجاؤنگا کہ جہان تم مجھ کو کچھ مضرت نہ پہونچا سکو۔

اچھا تو مین تمھین یونانی کبابی کے پاس لیجاتا ہون جہان تمھارے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائینگے اور تم اسکے کفار گاہکون کے لیے کباب بنائے جاؤ گے۔ یہ کہ کے نائی نے اُسے اپنے ہاتھ مین لیا اور اپنی عبا کے ایک کونے مین ڈھاک کر یونانی کباب فروش کی دکان کی طرف روانہ ہوا۔ ایک ہاتھ مین سر اور ایک ہاتھ مین پائپ پیتا ہوا وہان پہونچا۔ چونکہ یہ شراب وغیرہ وہان جا کے پیا کرتا تھا اس لیے وہ اس سے واقف تھا یہ اس سر کو وہان لیجا کے بیٹھا اور آنکھ بچا کے ایک اندھیرے کونے مین جہان بکری کا بھی

گوشت وغیرہ کباب ہونے کے لیے رکھا ہوا تھا رکھ دیا۔ کسی نے بھی دکان مین اس نائی کو یہ بدعت کرتے ہوئے نہین دیکھا آفتاب اُسوقت نکل آیا تھا۔ اسنے اپنا پائپ سلگایا۔ اور اس یونانی سے کہا کہ صبح کے ناشتے کے لیے کبابون کی ایک رکابی میرے لیے بھیجدینا تاکہ اسے شبہ نہو کہ یہ علی الصباح کیون آیا تھا۔ بہانہ بھی خاصہ ہوجائیگا کہ مین کبابون کے کہنے کے لیے آیا تھا۔

یونانی نے اسی وقت اپنے برتن وغیرہ صاف کیے۔ آگ کو سُلگایا اور سیخون کو اُسپر رکھا۔ شربت کو تیار کیا اور اپنی تمام دُکان کو صاف کیا۔ پھر وہ اس کوٹھری مین جہان کباب وغیرہ کا سب سامان رکھا ہوا تھا گیا۔ تاکہ وہان سے جاکے نائی کا ناشتہ بنانے کے لیے کباب کا گوشت نکال لائے۔ یہ یونانی کبابی اصلی یونان کا رہنے والا تھا یہ بہت ہی بڑا فیلسوف عیار غدار اور فریبی تھا۔ اپنے بڑون کے آگے تو لجاجت و منت کرتا تھا اور چھوٹون کو کاٹنے کو دوڑتا تھا۔ اور نہایت ہی اپنے درے ہوے دل سے اپنے آقا مغرور ترکون کی حقارت کرتا تھا مگر پھر بھی اُنکے مُنھ پر اُنکی تعریف ہی کرتا مگر جب کوئی کم درجہ کا آجاتا تو پھر اسکو تو یہ خوب ہی آڑے ہاتھون لیتا۔

جب یہ گوشت لینے کوٹھری مین گیا تو اُسنے تمام چیزون کو اُلٹنا پُلٹنا شروع کیا۔ کبھی یہ کچا گوشت کا اُلٹتا ہے اور کبھی وہ غرض اسنے اپنے دل مین یہ کہا کہ کوئی بڑا ہوا بوٹا ہاتھ لگ جائے تو وہ ایک ترک کے لیے موزون ہوگا۔ نصف بھیڑ کٹی ہوئی تازہ رکھی تھی اُسکو ذرا پلٹ کر دیکھا دیکھ کے رکھدیا کہ نہین اسکو تو ابھی رہنے دون لیکن جب اُسکو دُم کے پاس سے اُلٹنے لگا تو انسان کی آنکھ اسے چمکتی ہوئی معلوم ہوئی اسنے دیکھتے ہی اپنے قدم پیچھے ہٹائے اور بہت ہی چونکا کہ یہ معاملہ ہی کیا ہے۔

کبابی۔ (سر کی طرف مخاطب ہوکے) خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کون ہین؟ جواب ندارد پھر اسنے جھک کے دیکھا۔ پھر دیکھا آخر قریب آگیا۔ پھر اپنا ہاتھ بھیڑ کے پارچون

اور سری مین ڈالا۔ اور اس سر کو گھسیٹ لیا۔ وہ خوفناک سر اٹھا ہوا چلا آیا جب اسنے آگے کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ تو مجھے مضرت پہونچائیگا۔ اُسنے سر کے بال پکڑ کے یہ کہا آہا یہ ایک مسلمان کا سر ہی۔ اگر اسی طرح سے تم سب کے ای ترکو میرے ہاتھ سر لگ جاتے تو مین ضرور کباب بناتا۔ خدا کرے ای ترکو تم سب کی یہی نوبت ہو۔ خدا کرے جیسی میری قسمت ہوئی ہی یہی ہر ایک یونانی کی ہو۔ ہمیشہ ہر یونانی کے ہاتھ تمھارا سر لگا کرے۔ اسی غصہ مین اُسنے سر کو اُٹھا کے پھینک دیا اور اُسے لات ماردی مگر جب خیال آیا کہ یہ تو صرف غصہ ہی اگر کسی نے دیکھ لیا تو بہت ہی دقت آکے واقع ہوگی اور جا ہے جو کچھ کھونگا لیکن کوئی یقین نہین کرنے کا اور یہی کہے گا کہ یونانی نے ایک ترک کو مار ڈالا یکا یک وہ نہایت ہی سیاہ دلی سے چیخنے لگا۔ ای یہودی یہودی اس سر کے لیے وہ جگہ تجویز کرنی چاہیے جو آج تک کبھی سُنی نہین گئی۔ اور وہان تم اسے لے کے جاؤ۔ اور اسکو رکھ دو۔

یہ کہ کے یونانی اُس سر کو اپنے کوٹ مین چھپا کے لے گیا اور وہان پہونچا جہان ایک یہودی مرا ہوا پڑا تھا اور اسکا سر اُسکی ٹانگون مین رکھا ہوا تھا۔

درویش کہتا ہی ای حاجی بابا اس سے بھی تمھین آگاہ ہونا چاہیے کہ ترکی مین جب کسی ترک کی گردن اُڑائی جاتی ہی تو اسکا سر اُسکے دونون بازوؤن مین رکھ دیتے ہین اور جب کسی مسیحی یا یہودی کو ایسا موقع ہوتا ہی تو اُسکا سر اُسکی ٹانگون مین رکھ دیتے ہین یہ گویا ایک نہایت ہی توہین کی بات ہی۔

بس یونانی نے وہ سر لے کے اس مردہ یہودی سے بہت جلدی مین بدلا کے رکھ دیا۔ جلدی مین یہ اُسے کافی طور پر نہ دیکھ سکا۔ گو دن نکل آیا تھا لیکن روشنی بہت ہی کم پھوٹی تھی۔ اور یہ گھبرایا ہوا بہت جلد واپس دکان پر چلا آیا کہ ایسا نہو کوئی اسے دیکھ لے اور پھر ایک غضب نازل ہو جائے۔

جس بدقسمت شخص کی یہ نعش تھی اُسپر یہ الزام قائم ہوا تھا کہ اُسنے مسلمان بچہ کو چرا کے قتل کر ڈالا (کیونکہ ایران وروم دونون ملکون مین یہ بات مشہور ہو کہ یہودی اپنی کسی تقریب مین ایک مسلمان بچہ کی قربانی کرتے ہین)، تو اس سے تمام قسطنطنیہ مین ایک اشتعال طبع پھیل جاتی ہو۔ اور جب تک کہ وہ شخص قتل نہین کیا جاتا یہ غصہ ترکون کا فرو نہین ہوتا غرض اسی طرح سے یہ ایک دولتمند یہودی کے دروازے کے آگے قتل کیا جاتا ہو۔ تین دن کامل نعش پڑی رہتی ہو اسکے بعد یہ اجازت ملتی ہو کہ اسے دفن کرنے کے لیے لیجاؤ۔ اور انکا مطلب یہ ہوتا ہو کہ کسی طرح سے یہ افسر کو منھہ بھرائی وے کہ میرے دروازے پر یہ سانحہ نہو کیونکہ دولتمند یہودی کو یہ ڈر بھی تو رہتا ہو کہ ایک ہی دفعہ ہو کر تو پیچھا نہین چھٹے گا جب کبھی یہودی کو قتل کرنا ہوگا وہ یہین آکے کرینگے۔ اور جو وہ نہین مانتے اور یہودی قتل ہی کیا جاتا ہو تو وہ دولتمند یہودی اپنا دروازہ بند کر لیتا ہو اور جب تک کہ اسکی نعش اُٹھ نہین لیتی وہ دروازہ نہین کھولتا کبھی کبھی وہان چند مسلمان آکے کھڑے ہوتے ہین لیکن چونکہ انھین یہ ڈر لگتا ہو کہ ایسا نہو حکام کچھ شبہہ کرین۔ اس ڈر سے صرف نعش ہی پڑی رہتی ہو اور کوئی اسکے بھی نہین پھٹکتا۔ اب یہ موقع اسوقت یونانی کو ہاتھ لگا کہ وہ اپنی بلا بھی درمیان ٹال آیا یعنی اس سر کو یہودی کے پاس رکھدیا۔

جب دن بخوبی نکل آیا اور لوگ راستہ چلنے لگے تو انھون نے ایک اور سر بھی یہودی کے سر کی ضمن مین رکھا ہوا دیکھا ہزارہا آدمی چلے آئے۔ اور ایک غل مچگیا۔ یہ افواہ اڑگئی کہ ایک معجزے کا وقوع ہوا ہو کیونکہ ایک مُردہ یہودی دوسر کا بنگیا منھہ بمنھہ یہ روایت گوشگزار ہوئی اور تمام شہر معجزہ دیکھنے کے لیے اُمنڈ آیا۔ یہودیون کی جماعت مین یہ خبر ہوئی کہ تمھارے ہمقوم بھائی مین ایک نئی بات دیکھی گئی۔ جب وہ قتل ہوا تو ایک سر تھا اور جب قتل ہو چکا تو دو سر ہو گئے۔ بڑے بڑے یہودیون کے رہنما ادھر اُدھر ٹہلتے ہوے معلوم ہونے لگے۔ تمام یہودی اس میت کے گرد بیٹھ گئے اور پڑھ پڑھ کے پھونکنے لگے کہ شاید یہ

مُردہ زندہ ہو جائے۔ اسکا سر بھی گردن پر رکھ دیا۔ مگر وہان پتہ بھی نہین۔
چونکہ ایک وبال آنا تھا ایک جنیسری اُس جماعت مین ملا ہوا کھڑا تھا اور وہ بہت غور سے دیکھ رہا تھا کہ یہ سر کس کا ہی۔ دیکھتے دیکھتے نہایت ہی شبہہ اور تعجب کی حالت مین بولا۔ اللہ اللہ یہ کافرون کے سر نہین ہین ایک تو میرے مالک میرے آقا آغا جنیسریر کا ہی۔ پھر اسنے چارون طرف دیکھ کے اپنے ساتھیون کو بُلایا۔ اب انکے غصے کا کیا ٹھکانا تھا وہ دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے۔ اور اپنے سردار کو انھون نے جاکے یہ خبر سُنائی۔
یہ خبر وحشت اثر خوفناک آگ کی طرح سے تمام جنیسریون مین پھیل گئی۔ اور ایک نہایت ہی خوفناک بلوہ فوراً پیدا ہو گیا۔ کیونکہ انھین معلوم نہ تھا کہ انکا سردار جسپر وہ اپنی جان و مال قربان کرتے تھے اس طرح سے مار ڈالا گیا۔
اُنھون نے باہم یہ کہا کہ کیا ہمارے ساتھ دغابازی اور فریب نہین ہوا ہی کہ جس افسر پر ہم اپنی جان فدا کرتے تھے اُسکو قتل کر ڈالا گیا ہی۔ ہماری سخت توہین ہوئی اور ہم ایسی حقارت سے پیش آئے گئے کہ انسان کبھی ایسی ذلت گوارا نہین کر سکتا۔ کیا ہمارے سردار ہمارے والی آغا کا سر ایک یہودی کے ناپاک حصہ سے مس کر کے رکھا جاے تو اب پھر ہمارے ساتھ کیا کیا جائیگا صرف یہ ہماری ہی توہین نہین ہوئی ہی بلکہ یہ کل اسلام کی توہین ہوئی ہی اور سخت بے غرتی ہوئی ہی اور اسوقت اسکی حرمت جاتی رہی۔ اور کس کُتے نے یہ کیا ہی اور سر یہان کیونکہ آپہونچا۔ کیا یہ وزیر کا کام ہی۔ یا یہ رئیس آفندی کا فعل ہی۔ یا فرانسیسی ایلچیون کا کام ہی قسم ہی خداے بزرگ کی اور قسم ہی پاک کعبہ کی ہم ضرور اسکا بدلہ لینگے۔
ہم کچھ وقت برپا شدہ ہنگامہ کو چھوڑتے ہین ہم اپنے ناظرین سے عرض کرتے ہین کہ آپ اب وہ معاملہ خیال کرین کہ جسمین بیچارے یہودی اب ادھر اُدھر

بھاگتے پھر ینگے اور اپنے کو غصیلے اور پُر جوش ترکون سے بڑی ہوشیاری و دور اندیشی سے پوشیدہ مقامات مین چھپا ئینگے۔ جو جوشیلے ترک کہ اب جھُنڈ کے جھُنڈ گلیون مین پھرتے ہوئے دکھائی دینگے۔ ہاتھون مین ہتھیار تلوارین پستول وغیرہ ہونگے اور جو شخص بیچ مین آئیگا اُس سے وہ اپنا انتقام لے لینگے۔

ناظرین کو یہ بھی ضرور سمجھ لینا چاہیے کہ قسطنطنیہ ایسا شہر ہے جسکی تنگ تنگ شاہراہ ہین اور نیچے نیچے مکان ہین۔ اور جنمین کثرت سے آبادی ٹھسا ٹھس بھری ہوئی ہی۔ ہزارون لاکھون آدمی بستے ہین جنکی قسم قسم کی پوشاکین ہین مختلف رنگ ہین سب متردد۔ سب باہم گفتگو کرتے ہوئے جیسے کوئی عجائب چیز کا وقوع ہوگا اب مین اس قصّے کو تو یہین ختم کرتا ہون اور اب سلطان کی حرم سرا کی کیفیت لکھتا ہون کہ جب وزری سر کو لے کے چلا آیا تو وہان کیا گذری۔

اسی شب کو جب وزری حرم سرا مین حاضر ہوا تھا تو سلطان نے ایک پوشیدہ حکم دیا تھا کہ جینسریز کے آغا کا سر اُتار لیا جائے۔ کیونکہ ترکون کی جماعت مین جس قدر فساد ہو رہے تھے وہ سب اسی کا طفیل تھا اور اسی کے سبب سے آتش بغاوت مشتعل ہو رہی تھی۔ سلطان کو اپنے اس فعل قتل کا ایسا خیال تھا کہ اُسنے یہ حکم دیدیا تھا کہ سر اُڑتے ہی میرے پاس لایا جائے وہ شخص اپنا کام کر کے اس سر کو ایک دوشالے مین لپیٹ کے لایا اور سلطان کے پاس سے واپس پھر اکہین وہ اول اسی کمرے مین آیا جہان وزری موجود تھا اسنے نگاہ اُٹھا کے بھی نہین دیکھا کیونکہ اسکو اتنی دلیری کہان تھی اسنے فوراً وہ خون آلود سر سلطان سمجھ کے وزری کے پیرون پر رکھ دیا اور اُسی طریقے سے جھک کے تین بار آداب بجالایا۔ کہ جیسا سلطان کے آگے بجا لاتا تھا۔ ایک منٹ نہ گذرا تھا کہ سلطان وہ بنڈل جسمین وہ روشنی کپڑے تھے اُٹھا کے لے گیا تھا اور اُسے اس بات کا اتنا خیال تھا کہ میری اس تبدیل ہیئت کی خود منصوری کو بھی خبر نہو۔ تو اب بڑی دقت تو یہ آکر واقع ہوئی کہ ایک تو منصوری فوراً وزری

کے پیچھے واپس چلا گیا اور دوسرے اسکو وہ سر نہ پہونچا جسکا اسنے اسقدر اہتمام کیا تھا اور اسکو سب سے چھپانا چاہتا تھا۔ اب اُسے اسکا بہت ہی تردد ہوا یہ بھی مناسب نہین جانا کہ منصوری کے پیچھے اور بھی آدمی دوڑاوے کیونکہ اس سے افشاے راز ہوتا تھا تو اب سلطان کو مجبوراً منصوری کے واپس آنے کا انتظار رہا کہ وہ جب آئے تو کیفیت معلوم ہو۔ غضب تو یہ ہوا کہ وہ پوشاک خود سلطان کے قبضہ مین تھی اور سلطان یہ سمجھا تھا کہ وہ مع پوشاک چلے گئے ہین اُسے کیا معلوم تھا کہ یہ کمبخت درزی سر کا بنڈل کپڑون کی جگہ اُٹھا کے لے گیا ہو۔

اب اسوقت کی مضطربانہ اور بیصبری کی حالت کو خیال کیا جاے جب سلطان نے اُس افسر کو بلوایا جسکے سبب سے یہ کام انجام پذیر ہوا تھا اور جب باہم گفتگو ہوئی اور اصل اصل واقعہ کی حالت بیان ہوئی تو دونون کا تعجب اور بھی بڑھا اور دونون سخت متردد ہوے۔

سلطان۔ (کچھ دیر تامل کرکے) مجھے اپنے سر کی قسم درزی سر لے گیا ہو۔

جب منصوری اس درزی کو پہونچا کے آیا تو سلطان کے اوسان باختہ ہوے یہ شخص یعنی منصوری درزی کو حد تک پہونچا کے واپس ہی پھرا تھا اور یہ جا کے آرام کر چکا تھا کہ سلطان کے آگے اسے پھر آنا پڑا۔

سلطان۔ (ذرا مضطربانہ حالت مین آواز دے کے) اے منصوری ابھی تو درزی کے مکان پر جا کیونکہ وہ بجاے درویش کے کپڑون کے آغا جنیسر پنر کا سر لے گیا ہو بالکل ایک لمحہ کا بھی توقف نہ کر ابھی چلا جا ایسا نہو کہ کسی بدقسمت واقعہ کا وقوع ہو جاے۔ منصوری سے یہ بھی بیان کیا کہ عجیب واقعہ کیونکر ہو گیا۔ اب منصوری چکرایا یہ بڑی دقت ہو گئی مشکل تو یہ ہو کہ مین صرف اسکی دُکان کو تو جانتا ہون مکان سے تو واقف نہین اب اگر پوچھونگا تو کیونکر پوچھونگا۔ لیکن کیا کرے حکم حاکم مرگ مفاجات کا حکم رکھتا ہو یہ بیچارہ اسی اِرادے مین روانہ ہوا کہ چلکے اُسکی دُکان ہی کے پڑوسیون سے اُسکے مکان کا پتہ پوچھے

اگر معلوم ہوگا تو وہین سے معلوم ہوگا - ابھی رات بہت ہی باقی تھی اور بزازہ نہین کھلا تھا - ہان صرف ایک شخص اپنے گاہکون کے لیے کافی تیار کر رہا تھا وہان تو اسکا کچھ بھی پتہ نہین لگا اب یہ بہت ہی پریشان ہوا اسی حالت مین خوش قسمتی سے اسے کہین یہ یاد آگیا کہ وہ مچھلی بازار والی مسجد کا موذن بھی ہے بس ہان ضرور اسکا پتہ لگے گا بس یہ خیال آتے ہی سیدھا اس طرف قدم اُٹھایا - اُسوقت برابر اذانین ہو رہی تھین اب اسے یقین ہوا اور اس یقین کے ساتھ اطمینان بھی ہوا کہ بابا دل بھی ضرور اذان دینے آئیگا جب اس مسجد کے قریب پہونچا تو اسنے سُنا کہ ایک آواز جھرجھری اور کمزور سی آرہی ہے اور بہت ہی بیٹھی ہوئی ہے جیسے کوئی ضعیف شخص گلا پھاڑ کے چلاتا ہو سمجھ گیا کہ یہ قطعی بابا دل ہی ہوگا غرض جب مسجد کے اندر پہونچا تو اسکے قیاس نے غلطی نہ کھائی تھی بابا دل ہی نرخرہ پھلا پھلا کے اذان کہہ رہا تھا -

منصوری جب مینار کے نیچے کھڑا ہوا تو اسنے بابا دل کو دیکھا کہ دونون ہاتھون سے کان پکڑے ہوے ہے اور بہت ہی مُنھ پھاڑے ہوے چیختا ہے کہین اسی حالت مین اذان دیتے دیتے درزی کی بھی نگاہ منصوری پر جا پڑی یہ اُسے دیکھتے ہی ایسا بیتاب ہوا کہ کچھ ٹھکانا نہین کیونکہ اسکے پیٹ مین تو چوہون نے قلابازیان کھانی شروع کین کہ اس سے اس سر کی کیفیت بیان کرون بس اس جلدی مین ادھوری سدھوری جو مُنھ مین آیا جلدی سے اذان کہہ کہا کر اسنے اسکو ختم کیا اسکی اس عجلت پر اسکے ہمسایے جو بہت پکے مسلمان تھے بہت ہی ناراض ہوے - اذان کہتے ہی یہ مسجد کے دروازے کی طرف لپکا اور اسنے گلی مین منصوری کو جا لیا - جاتے ہی اسنے کہنا شروع کر دیا کہ واہ آپ سے یہی اُمید تھی مجھے پکڑوانے کی صلاح کی تھی کپڑون کی جگہہ سر کا بنڈل پکڑا دیا - بھلا یہ بھی کوئی بات تھی -

درزی - آپ آدمی ہین ایک غریب سے یون پیش آتے ہین - آپ نے تو ہمارا

دین دونیا سے تباہ کرنے کا منصوبہ گانٹھ لیا تھا۔ اب تم مجھ سے میرا خیال ہی کہ دوسرے خون کی قیمت دریافت کروگے۔

منصوری۔ دوست یہ تم کیا باتین کر رہے ہو۔ تم نہین دیکھتے کہ غلطی آ کے واقع ہوگئی

درزی۔ درست ہی غلطی غلطی بھی ایک غریب شخص کے پھنسانے کے لیے ہوئی۔ ایک شخص تو میری کمبخت اور نالائق داڑھی پر خندہ زن ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ تو ہی شخص ہی جو میرے لیے کپڑون کا جوڑا بنائیگا۔ دوسرا آیا وہ کپڑون کا بقچہ اُٹھائے لیے چلا گیا۔ تیسرا جو اُٹھا تو اُس نے لے کے سر ہی باندھ دیا۔ اللہ اللہ اچھا مین کمبخت اور دغاباز۔ عیار لوگون مین جا کے پھنسا۔

منصوری۔ (درزی کی داڑھی پر ہاتھ رکھ کے بس زیادہ نہ بک بس زیادہ نہ بک کیون دیوانہ ہوا ہی۔ تو جانتا ہی کہ کس کو بُرا کہہ رہا ہی۔

بابا دل۔ مین نہین جانتا اور نہ مجھے جاننے کی ضرورت ہی مین تو صرف اتنا جانتا ہون کہ جو شخص مجھے ایک آدمی کا سر دیوے اور یہ کہے کہ اسکے کپڑے بنا دے۔ وہ ایک کافر کا کُتا ہی۔

منصوری۔ (غصہ مین) اے بیوقوف اے کندۂ ناتراش تو ظل اللہ کو کافر کا کُتّا بناتا ہی۔

جب منصوری نے اپنے معزز آقا کی نسبت یہ توہین آمیز الفاظ سُنے تو غصہ مین سب کچھ بھول گیا کہ آیا رازداری اس امر مین کرنی چاہیے یا نہین اور یہ معاملہ تو بہت ہی دوراندیشانہ ہی۔

منصوری۔ (بہت لال پیلا ہو کے)۔ مردود تو عالم پناہ کی شان مین یہ گستاخی کرتا ہی تو کیا کیچڑ چاٹ رہا ہی اور اپنے سر پر کیا خاک ڈال رہا ہی۔ آؤ اور زیادہ نہ بکو۔ مجھے بتا کہ وہ سر کہان ہی اور نہین اُسکے عوض مین تیرا سر ندارد ہو جائیگا

یہ سُنکے درزی کا مُنھ کھُلا کا کھُلا رہگیا گویا اب اسکی سمجھ کے دروازے کا قفل کھلا
بابا دل۔ امان امان۔ ای آغا منصوری جو کچھ مین کہ رہا تھا محض جہالت
مین بک رہا تھا۔ بھلا اسے کون خیال کریگا۔ مین بھی کیا ہی گدھا بیوقوف اور
خرنا شخص ہون۔ بسم اللہ آپ میرے مکان پر تشریف لائین۔ آپکے قدوم میرے
لیے میمنت لزوم ہون گے اور تمھارے غلام کا سر آسمان تک پہونچے گا یعنی آپ
کے چلنے سے مجھ غریب کو تو معراج ہو جائے گی۔
منصوری۔ تجھے تو حد سے زیادہ جلدی ہی اور بہت ہی عجلت ہی۔ تو یہ بتا
کہ وہ سر کہان ہی۔ وہ سر تو آغا جان نثار کا ہی۔
جب درزی نے یہ کیفیت سُنی کہ وہ سر کس کا ہی تو اب اسکے اوسان باختہ
ہو گئے اور اُسکے گھٹنے کانپنے لگے کیونکہ وہان تو اسنے اور اسکی بیوی نے اور ہی
کارروائی کی تھی سر تو کہان کا کہان پہونچا تھا۔
بابا دل۔ اب وہ کہان ہی۔ دیکھیے اب ہم پر کیا آفت نازل ہوتی ہی۔
ہماری بھی کیا بُری قسمت ہی۔
منصوری۔ ارے جلدی بتا سر کہان ہی۔ جلدی بتا سر کہان ہی۔ بتا بتا بتا۔
اب بیچارہ درزی اسکا کیا جواب دیتا ششدر پنج مین رہگیا اور سخت
حیرت زدہ ہوا۔ ایک ہول اسپر طاری ہو گیا۔ آخر منصوری نے گھبرا کے بہت جلدی
مین اس سے یہ یہ سوال کیے۔
منصوری۔ کیا تمنے اُسے جلا دیا۔
درزی۔ نہین۔
منصوری۔ کیا تمنے اُسے کہین پھینک دیا۔
درزی۔ نہین۔

منصوری۔ اچھا پھر تمھین پیغمبر خدا کی قسم تمنے اسکا کیا کیا۔ سچ کہو۔ کیا تم اُسے کھا گئے۔

درزی۔ نہین۔

منصوری۔ کیا یہ کسی دوسرے شخص کے مکان مین چھپا ہوا ہی۔

درزی۔ نہین۔

منصوری۔ اچھا تو وہ تمھارے مکان پر پڑا ہوا ہی۔

درزی۔ نہین۔

یہ سُنکے منصوری کو بہت ہی غصہ آیا بابا دل کی ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑکے خوب ہی زور زور سے سر کو ہلایا اور کہا کہ اے کم عقل پیر فرتوت جلد بتا کہ یہ معاملہ کیا ہی

درزی۔ جناب اصل تو یہ ہی کہ وہ پک رہا ہی۔

منصوری۔ بہت ہی سراسیمگی کی صورت مین۔ پکنا پکنا۔ یہ کیا کہتا ہی۔ اچھا تمنے اُسے کیون پکایا کیا تم اُسے کھاتے ہو۔

بابا دل۔ زیادہ آپ چاہتے ہی کیا ہین۔ بس یہ پک رہا ہی۔

درزی نے منصوری سے پوری پوری کیفیت بیان کی کہ یہ ہوا اور یہ ہوا مین نے اور میری بیوی نے اپنی جان بچانے کے لیے یہ کیا۔

منصوری۔ اچھا تو تو مجھے اُس نانبائی کی دُوکان بتا۔ اگر وہان بھی مل گیا جب بھی غنیمت ہی اللہ اللہ سردار جان نثاران کا سر اور پکے۔

یہ دونون ملکے نانبائی کی دُکان پر پہونچے وہ اُسوقت روٹیان پکا رہا تھا جب اُسنے یہ ماجرا سُنا تو ایک لمحہ کا بھی توقف صاف صاف کہنے مین نہین کیا اور جو کچھ گذری تھی سب کہدی کہ میرے بیٹے نے اس طرح سے نائی کی دکان پر اس سر کو رکھ دیا تھا۔ پھر یہ تینون شخص یعنی منصوری۔ درزی۔ نانبائی۔ نائی کی

دُکان کی طرف چلے اور اُس سے دریافت کیا کہ تیرے ہان جو ایک سر رکھا گیا تھا اُسکے ساتھ تو نے کیا کیا۔

نائی۔ (خوب سوچ کے اور سر گریبان تفکر مین ڈال کے) جناب اصل یہ ہی کہ جب مین نے اس سر کو دیکھا ہی تو مجھے بہت ہی خوف معلوم ہوا اور مین سمجھا کہ یہ شیطانکی کچھ کارستانی ہی کہ مجھے پھنسانے کے لیے کوشش کرتا ہی۔ مین نے تو یہ مناسب سمجھا کہ اس سر کو اُٹھا کے یونانی نانبائی کے یہان رکھ آؤن چنانچہ مین نے ایسا ہی کیا مجھے یقین ہی کہ اُسنے اپنے گاہک کفار کے لیے تو اُسکے کباب بھی بنا لیے ہونگے۔ سب کے اوسان باختہ تھے اور سب نہایت ہی تحیر کی حالت مین سوچتے تھے کہ دیکھیے یہ نزلہ کدھر گرتا ہی آخر یہ چار دن شخص یونانی کبابی کی دُکان پر پہونچے۔

جب یونانی نے یہ یہ صورتین دیکھین تو سمجھا کہ یہ گوشت لینے آئے ہین کباب تو پکے پکائے کیا لینگے تو وہ گوشت نکالنے کے لیے کوٹھری مین گیا کہ انکے دُکان پر پہونچنے سے پہلے باہر نکال کے رکھ دے۔

لیکن جب اس سے سر کے معاملے مین گفتگو ہوئی تو اسنے صاف انکار کیا اور کہا مین نے تو سر کو دیکھا بھی نہین کیسا سر اور کسکا سر۔

نائی نے جہان سر رکھا تھا بتا دیا کہ اس کوٹھری مین رکھا تھا اور پھر قرآن شریف کی قسم کھائی کہ اس مین ہرگز خلاف نہین ہی۔

منصوری نے اپنی جستجو مین کوئی کسر باقی نہین رکھی اور خوب ہی جان توڑ کے تلاش کی آخر جب اسے معلوم ہوا کہ شہر مین یہ افواہ اُڑ رہی ہی اور ایک یہودی کے سر کے دو سر ہو گئے ہین اور اس سے تمام فرقہ جان نثار ون مین ایک بدمزگی اور تحریک ہو گئی ہی دل مین خیال کیا ہو نہو وہی سر تو کہین وہان نہین پہونچا۔

آخر منصوری نائی نانبائی وزری کو لے کے اس مقام پر پہونچا جہان اسرائیلی

کی نعش پڑی ہوئی تھی دیکھا کہ وہ سر رکھا ہوا ہی۔
یہ تو یہان آئے اور یونانی کبابی نے سوچا کہ خبر نہین مجھ پر کیا آفت آکے واقع ہو وہ تو جو کچھ روپیہ اُسکے ہاتھ لگا سمیٹ سمٹا کے شہر ہی سے بھاگ گیا۔
منصوری۔ (اپنے چارون طرف دیکھ کے اور یہ سمجھ کے کہ کبابی بھی ساتھ ہی) وہ کبابی کہان گیا۔ ہم سب کو سلطان کے پاس جانا ضرور ہی۔
نائی۔ مین اس امر کو دلیری سے کہہ سکتا ہون کہ وہ بھاگ گیا۔ مین ایسا اندھا نہین ہون مجھے صاف معلوم ہوتا ہی کہ وہی شخص ہی جسنے وہ سر یہودی کے سر کے ساتھ ملا کر رکھا ہے۔
منصوری نے تو ہر چند چاہا کہ کسی طرح سے یہ سر ہاتھ لگ جائے مگر اس سر کے ارد گرد مسلح سپاہی جنکی طبائع مشتعل ہو رہی تھین کیونکہ انکا آقا کس بری ذلیل صورت مین قتل ہوا تھا۔ انکا یہ عالم تھا کہ آگ بگولا ہو رہے تھے۔ اور بدلا لینے کے لیے آمادہ تھے۔ آخر کو یہ نبی کہ منصوری ان تین شہادتون کو لے کے اپنے آقا کے پاس پہونچا۔
جب منصوری وہان پہونچا اور اُسنے پوری کیفیت بیان کی کہ وہ سر اب کہان رکھا ہوا ہی اور وہان تک کیونکر پہونچا اور اب اُس سے بلوہ ہو جائیگا سب جان نثار ترک آمادۂ فساد ہین تو اب ناظرین خود خیال کر سکتے ہین کہ یہ حالت سُنکے سلطان کی طبیعت کی کیا حالت ہوگی اور اسکو بڑا اندیشہ ہوا کہ اسکا اظہار سبب کمی توقیر ہوگا۔ اور میری وہ عزت اور وہ رعب نہین رہے گا اور لوگون کی نگاہون مین مین کم وقعت ہو جاؤنگا۔ اور اگر بلوے کے بجھانے کے لیے لگتے ہاتھ کوئی تدبیر کیجائے تو یہ بھی محض ناممکن ہی شعلۂ بغاوت بھڑکین اور بھڑکین جب بارود مین آگ پڑ چکی پھر کہین یہ امید ہو سکتی ہی کہ وہ بالکل مشتعل نہ کر دے گی۔ یہ شعلۂ بغاوت تو اور بھی بلند ہوگا اور ایسا نہو کہ میری جان اور تاج پر کچھ آفت آکے واقع ہو۔
کچھ دیر تک تو سلطان بین نذبذبین کی حالت مین رہا اور بار بار بڑبڑا کر کہا کہ

اللہ اللہ یہان تک کہ اُسنے حکم دیا کہ وزیر اعظم اور مفتی ابھی حاضر ہون۔

جب انکے پاس یہ خبر پہونچی کہ سلطان نے یاد کیا ہی تو یہ کانپ گئے کہ دیکھیے کیا آفت آتی ہی ڈرتے ڈرتے یہ شاہی محل کے دروازے مین داخل ہوے۔

جب سلطان نے انسے یہ بیان کیا کہ فرقۂ جان نثارون مین شورش پھیل رہی ہی اور نہایت دہشتناکی سے قسطنطنیہ مین بلوہ ہو جانے کا ڈر ہی اسکی کیا تدبیر بتاتے ہو۔ یہ سُنکے انھین گو نہ اطمینان ہوا کہ اور کوئی آفت ہمارے سر پر تو نہین آئی۔ بڑے لمبے چوڑے مشورے کے بعد یہ امر قرار پایا کہ مفتی کی عدالت مین نائی۔ نانبائی۔ کبابی۔ اور وزری حاضر ہون کیونکہ یہی لوگ ملزم ہین کہ آغا کے سر کو مونڈتے بھونتے کباب بنانے اور کپڑے پہنانے کے لیے چُرا کے لے گئے انھین چارون سے اس سر کی خون بہا ضرور لینی چاہیے لیکن چونکہ کبابی ہی اس بلوے کا باعث ہوا ہی اور اُسنے ہی آغا کے سر کو وہان لیجا کے رکھا ہی تو مفتی یہ فتوی شائع کرلے کہ اس کبابی کا جو یونانی اور کافر بھی ہی سر کاٹا جائے اور اُس جگہ رکھا جاے جہان آغا کا سر اُس نے جا کے رکھا تھا۔

باہم سلطان اور وزیر اعظم اور مفتی مین یہ امر طے پایا کہ فرقۂ جان نثار ترک جس شخص کو پسند کرین اپنا آغا بنالین تاکہ بلوہ فرو ہو جاے اور آغا کی نعش بہت ہی توقیر سے دفن کی جائے۔

یہ سب باتین تو حکم ہوتے ہی ہوگئین لیکن یہودی کبابی نہین ملا جو پہلے ہی سے کافور ہو گیا تھا شہر مین تمام امن و امان پھیل گیا اور فرقۂ جان نثار نے غدر نہین کیا۔ یہ ایک بات سلطان کے رحم اور عالی ہمتی کی بیان ہوتی ہی کہ اسنے نائی۔ وزری نانبائی کو نہ صرف وہی زر نقد ادا کیا جو ان پر جرمانہ ہوا تھا بلکہ اسکے علاوہ سلطان نے ہر ایک کو معقول معاوضہ دیا اور کہا کہ یہ صرف اُس تکلیف کا صلہ ہی جو تمکو خواہ مخواہ اُٹھانی پڑی ہین۔ اب تم جاؤ اور خوش رہو۔

حاجی

(حاجی بابا کہتا ہی) مین نے یہان کہانی بہت ہی مختصر کردی جہان کہ منصوری سلطان کے پاس اِن تین شخصون کو لیکے آیا ہی اور پوری پوری کیفیت بیان کی ہی۔ کیونکہ جتنا مجھ سے درویش نے کہا تھا اگر سب کو بیان کرتا تو بہت ہی طول ہوجاتا وقعی مین نے اپنے کو بہت ہی مختصر بیان مین مقید کیا ہی کیونکہ جس قدر کہ میرے ساتھی نے بیان کیا تھا اور ہر امر کی مفصل کیفیت اظہار کی تھی تو وہ اس قدر تھی کہ ایک جلد مین بھی تو نہ سما سکتی تھی۔

قصہ گوئی کا ہنر تو یہ ہی کہ جس قدر سامعین ہون اُنکی بات بات پر دلچسپی ہو اور واہ واہ کی صدائین چارون طرف بلند ہون۔

میرے دوست درویش نے مجھ سے بیان کیا کہ اگر مین ایک شخص کی کہانی بیان کرنے لگون تو تمھین ساری رات بیٹھا پڑے لیکن پھر بھی اُسین سے بہت ہی کم بیان ہووے۔

بیسوان باب

حاجی بابا کا ولی ہونا اور ایران کے ایک مشہور پیر سے ملنا

آخر کار مرزا عبدالقاسم نے خود میری پاکی اور طہارت کی بہت کچھ تعریف سُنی جب وہ زیارت کرنے درگاہ مین آئے تو اُنھون نے مجھے بُلایا۔ اُسوقت مجھے بہت ہی خوف ہوا اور مین بہت چکرایا کہ دیکھیے کیا بنتی ہی یہان محض جاہل کُندۂ ناتراش وہان وہ عالم ممکن ہی کہ اس سے لیاقت چھپائی جائے وہ تو فوراً ہی تاڑے گا اور یہان لطف تو یہ تھا کہ جہالت بھی حد درجہ کی تھی یہی نہین جانتا تھا کہ اسلام کے پہلے ارکان کیا ہین۔

آخر مین نے جو کچھ مجھے آتا تھا وہ خود ہی کہنا شروع کیا۔ دیکھیے مین نے کہا کہ اسکو مین جانتا ہون۔ اور یہ اصل ایمان ہی۔

اوّل۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا یقین نہ کرے۔ اور حضرت

علی علیہ السّلام کو انکا خلیفہ نہ مانے تو وہ کافر ہی۔ ملحد ہی۔ اور قتل کرنے کے قابل ہی۔

دوم۔ مین یہ خوب جانتا ہون کہ ہم شیعیان علی بہشت مین جائینگے۔ اور یہ بھی میرا یقین ہی کہ میرا دین سچا ہی۔ یہ مجھے یقین ہی اور اس مین اصلا شک و شبہہ نہین کہ سب کافر جہنم واصل ہونگے یہ ہمارے قانون شریعت مین نہین ہی کہ ہم شراب پیوین اور سور کا گوشت کھائین۔ یہ فرض ہی کہ ہم دن مین پانچ وقت نماز پڑھین اور ہر نماز کے پہلے تازہ وضو کرین پانی برابر بھؤون سے انگلیون تک ڈھرے۔ یہ نہین کہ ناپاک شناب وضو کیا جائے مین اپنا مذہبی علم کا یہ خزانہ ایک جگہ دماغ مین جمع کر رہا تھا کہ اتنے مین درویش میری کوٹھری مین آیا۔ مین نے فوراً اس سے اپنی مصیبت بیان کی کہ اسوقت اُسنے بلایا ہی اور مجھپر یہ آفت آکے واقع ہو رہی ہی اس لیے کہ مین جاہل ہون۔ کیا کرون۔

درویش۔ حاجی تمھین دنیا مین آئے ہوے اتنا زمانہ ہوا لیکن ابھی تم یہ نہین جانتے کہ دنیا مین کوئی چیز بغیر بے شرمی کے حاصل نہین ہو سکتی۔ وہ کہانیان جو درویش سفر اور اسکے ساتھی اور مین نے تمسے بیان کی ہین مین جانتا ہون کہ تمھارے دل پر انکا بہت ہی کم اثر پڑا۔

مین۔ میرے دماغ مین اُن کہانیون کا ایسا اثر ہوا جیسے میرے پیرون پر لکڑیون کی مار کا ہوا تھا۔ ان کہانیون سے میرا اخلاق بہت ہی درست ہوا اور مین آپ سے اس امر کی درخواست کرتا ہون کہ آپ یقین کرین جب تک مین زندہ ہون ہر گز نہ آپ کو اور نہ درویش سفر اور اُسکے ساتھی کو بھولون گا جیسے ٹھاکے مین لکڑیون سے پٹا تھا کیا مین وہ بھول سکتا ہون۔ اب تمھارے حساب کے مطابق ایک دفعہ تو لکڑیان کھائین اب سنگساری کے موقع پر آکے پھنسا ہون۔ یہ میری سنگساری تمھارے آگے وہی وزن رکھتی ہی جیسے لکڑیون سے پٹنا۔ تو اب اے درویش تو مجھے یہ بتا کہ مین کیا کرون۔

درویش۔ تم وہ حاجی تو ہو نہین جس سے مین پہلے ملا تھا۔ ہان جب جانونگا کہ تم وہی حاجی بابا ہو جب مجتہد بنجاؤ۔ اگر مجتہد بنے کی عقل نہین رکھتے تو کیا ہی کیا۔ بالکل

خاموشی اختیار کرلو سمٹ سمٹا کے ایک طرف بیٹھ جاؤ اور اللہ ہو کے سوا اور کچھ نہ کہونگا ہین بالکل نیچی رہین پھر دیکھیں کہ تمھاین کون شخص سمجھتا ہو۔ اور کوئی تو کوئی مین خود ہی نہین سمجھ سکونگا۔

یہ سنکے مین نے اُسکی راے کو قبول کرلیا اور مین مجتہد کی ملاقات کے لیے آنکھین نیچی کیے ہوئے چلا اور مین نے اپنی بدقسمتی کا شکریہ ادا کیا۔ مین نے اپنے دل مین یقین کرلیا کہ تمام شہر مین کوئی بھی ایسا شخص نہوگا جو میری سی متقیون کی سی صورت بنانے مین مجھ سے زیادہ فخر حاصل کرسکے۔ مین بہت ہی آہستہ آہستہ زمین پر چلا اور اپنے فلاسفر سعدیؒ کے یہ برجستہ فقرے اور شعر اُسوقت یاد آگئے جو اُنھون نے درویشون کے اخلاق پر کیے ہین۔ یہ میرے اس معاملے سے ایسا تعلق رکھتے تھے اور مجھ سے کچھ ایسی مناسبت کھاتے تھے کہ اس سے مین بہت ہی خوش ہوا اور اب وہ فکر و تردد جاتا رہا اور مجھے اس امر سے اطمینان ہوا کہ مین بس مجتہد کو اب کاہے کو چلنے دونگا اُسے کبھی اپنی جہالت ظاہر نہونے دونگا وہ سعدیؒ کے جملے مفصلۂ ذیل یہ ہین۔

یکے از بزرگان گفت پارسائے راچہ گوئی بحق فلان عابد کہ دیگران راجق دی بہ طعنہ سخن ہا گفتہ اند گفت بر ظاہرش عیب نمی بینیم و در باطنش غیب نمیدانم قطعہ

ہر کرا جامہ پارسا بینی		پارسادان و نیک مردانگار	

درنداني کہ در نہانش چیست
محتسب را درون خانہ چہ کار

مین نے پھر سعدیؒ کے اسی باب مین سے چند اور بھی جملے یاد کیے جنسے مجھے اطمینان ہوا کہ اب مجتہد کو میری اہلیت اور پاکی کا کامل یقین ہوجائیگا۔ کیونکہ اگر اُسنے مجھے ذرا بھی موقع دیا تو مین یہ کہونگا۔

درویشے را دیدم کہ میگفت۔ یاغفور یارحیم تو دانی کہ از ظلوم و جہول چہ آید شعر

گر کشی ور جرم بخشی روی وسر بر آستانم		بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی بر آنم

مجتہد ظہر کی نماز پڑھ چکا تھا اور سلام ہی پھیرنے کو تھا کہ مین نے اُس دالان مین قدم رکھا جہان وہ بیٹھا ہوا تھا۔ یہ مقام تمام اُسکے معتقدین سے پُر تھا اور ہر شخص کی نگاہ اُسپر اس طرح سے پڑ رہی تھی جیسا کوئی اپنے بڑے آقا کو دیکھتا ہی۔ یہان یہ وعظ بھی کہا کرتا ہی۔

ایک مُلّا نے جسکو مین پہلے ہی سے جانتا تھا مجتہد سے میری نسبت بیان کیا کہ یہ فلان شخص ہی اور اسکا یہ نام ہی۔ پھر مجھے دری پر بیٹھنے کے لیے کہا گیا۔ مین نہایت ہی عاجزی سے اس مجتہد کی عبا کے دامن کو بوسہ دینے کے اُس شطرنجی پر بیٹھ گیا۔

مجتہد۔ تم بہت ہی مبارک ہو۔ اے حاجی مین نے تمھاری نسبت بہت کچھ سُنا ہی انشاء اللہ تمھارے یہان قدم بہت ہی خوش قسمت ہونگے۔ آگے سرک آؤ۔

جب اسنے مجھ سے کہا کہ اور بھی اوپر سرک آؤ تو مین نے بہت ہی گھگھیا کے انکار کیا اور کہا کہ جہان مین بیٹھا ہون یہ جگہ بھی مجھے تنگ کرتی ہوگی جس جگہ پر مین بیٹھا ہوا تھا اس طرح سے دو زانو ہاتھ شانون مین سکیڑے بیٹھا ہوا تھا کہ صورت ادب بن گیا تھا اور اس مجتہد کے آگے بس مجسم تعظیم ہو گیا تھا۔

مجتہد۔ ہمنے سُنا ہی تم بہت ہی بڑے عبادت گزار ہو اور خدا کے پاک اور صاف بندون مین سے ہو اور تم اُن لوگون مین سے نہین ہو جنکی دو رنگی داڑھی ہی۔ اور انکا یہ حال ہی کہ ظاہر تو مسلمانون کی صورت بنے ہوے ہوتے ہین مگر دل مین منافق ہوتے ہین۔

مین حضور کا رحیمانہ التفات کبھی بھی کم نہو۔ جناب کا یہ خادم اُن لوگون کا خاک پا بھی نہین ہی اور اُنکی برابری بھی نہین کر سکتا جو خدا کی با جاہ و جلال درگاہ کی چوکھٹ پر ناصیہ سائی کرتے ہین۔

یہ باتین ہوکے پھر باہم مُنھ کو قفل لگ گئے۔ اور ہم دونون خاموش ہو رہے

اسکے بعد اُس نے مجھ سے یہ کہا۔
کیا یہ سچ ہی حاجی کہ تمسے تمھارے نصیبہ نے روگردانی کی اور تم یہان آکے
پناہ گزین ہوے مدت ہوئی کہ دُنیا کا اور ہمارا باہم رخصتی سلام ہوچکا ہی۔ اس لیے
میرے سوالات تعجب اور حیرت کے لیے شاید اطمینان بخش نہ ثابت ہونگے اب تم مجھے
اس بات کی اطلاع دو کہ مین جس سے تمھارا کوئی کام نکال سکون یعنی جس شئ کی تمھین
ضرورت ہو کہو جہان تک مجھ سے ہو سکے گا اُسکے بہم پہونچانے مین کوتاہی نہ کرونگا۔
کیونکہ ہمین اپنے دینی بھائیون کی مدد کرنی چاہیے۔ ہمارا فرض ہی کہ اگر ایک اندھا
راستہ بھول جائے تو اُسکا ہاتھ پکڑ کے اُسکو گھر پہونچا دین ہمین چاہیے کہ جو حالت
مصیبت مین ہین اُنکی ہم مدد کرین۔
یہ سُنکے مجھے دیر ہی ہوئی کہ مین وہی مذکورہ بالا اشعار سعدی کے پڑھون۔
چنانچہ ذرا درد کی آواز سے مین نے اُنکو پڑھ کے سُنایا۔ اسکے بعد مین نے اپنی رام کہانی
اُن درد آمیز الفاظ مین بیان کی اور اسکا طرز بیان ایسا اختیار کیا کہ سب میری
صورت دیکھنے لگے۔ اور یہ سمجھنے لگے کہ یہ شخص فنا فی اللہ ہی اور دین کے راستے
مین اپنی جان ہتھیلی پر لیے پھرتا ہی۔
اگر ایسا ہی۔ (مجتہد نے کہا) تو وہ دن کچھ دور نہین ہی کہ مین خدا کے ہاتھ مین
گویا ایک آلۂ انصاف ہونگا اور پھر مین دیکھونگا کہ تمھارے ساتھ کیا انصاف
کیا گیا۔ شاہ خود اس مہینے کے گذرنے کے بعد یہان زیارت کرنے آئیگا اور جب
وہ قبولیت اور منظوری کی نگاہ سے میری طرف نظر کریگا تو تم اس بات کا تو
یقین ہی کرو کہ مین تمھاری رہائی کے لیے اُس سے ضرور سفارش کرونگا۔
مین۔ کیا مجھ جیسا گناہگار آپ جیسے پاک اور مقدس جناب مین کچھ عرض
کرسکتا ہی مین آپ کے لیے دعا کرونگا۔ خدا کرے آپ کی خاک پا میرا سرمہ چشم بنے۔

جو کچھ آپ میرے لیے کرینگے خداوند تعالیٰ اسکا اجر دے گا۔

مجتہد۔ یہ تو ظاہر ہی کہ تم بھی ہم ہی مین سے ہو۔ جو سچے مسلمان ہوتے ہین اُنکا یہ قاعدہ ہی کہ وہ اپنے بھائیون کی ہر جگہ شناخت کر لیتے ہین جیسے مین نے قوم فرانس کی نسبت سُنا ہی کہ ان مین ایک فرقہ ہی جسکو فراموشی (فری مَیشن یا فرامیشن) کہتے ہین اُنکا یہ حال ہی کہ وہ اپنے فریق کے ہر شخص کو چاہے سیکڑون مین ہو اور چاہے ہزارون مین ہو پہچان ضرور لیتے ہین۔

یہ سُنکے تمام لوگون کی زبان سے مجتہد کے علم کی تعریف مین اللہ اکبر۔ لاالٰہ الااللہ نکلا۔ پھر مجتہد میری طرف مخاطب ہوکے یہ کہنے لگا۔

یہان ایک اور بھی شخص تمھارے ساتھ ہی جو اپنے کو درویش کہتا ہی کیا تمھاری اُس سے کچھ واقفیت ہی وہ تو یہ کہتا ہی کہ مین اور حاجی ہمدم ہین۔ کیا یہ ایسا ہی ہی مین۔ چہ عرض بکنم۔ مین صاف صاف نہین جانتا کہ آیا مین اس امر کا اقرار کرون کہ وہ میرا دوست ہی یا نہین ہی۔

ہان وہ فقیر ہی ایک غریب شخص ہی اُسکو مین نے بھی اپنے حجرے مین جگہ دیدی ہی اُسنے میری کچھ خدمت بھی کی ہی اور مین اُسکی ہوشیاری بھی کرتا ہون۔

ایک بوڑھا ملّا جو مجھسے دوم نمبر پر بیٹھا ہوا تھا یہ بولا یمھلین ضرور اُس سے ہوشیار ہونا چاہیے جس قدر عجمی ہوتے ہین سب یا تو چور ہوتے ہین اور یا دغا باز ہوتے ہین چونکہ یہ بھی عجمی ہی اس لیے یہ بھی ضرور چور اُٹھائی گیرا ہوگا۔

مجتہد۔ ہان یہ درست ہی۔ (اسوقت مجتہد کا ہاتھ کمر پر رکھا ہوا تھا اور اس ہیئت مین باتین کر رہا تھا۔ اس صورت کو مجتہد کے معتقدین بہت ہی پیاری سمجھتے ہین اور اُنکا دھیان۔ بالکل مجتہد پر ہوتا ہی اور اُسکی ہر بات کو ہمہ تن گوش ہوکے سنتے ہین)

ہان یہ لوگ اپنے کو درویش کہتے ہین۔ اور ان مین بہت سے فرقے ہوتے ہین۔

انکے عقائد بھی جُدا جُدا ہین۔ چنانچہ ایک فرقے کا تو یہ عقیدہ ہی اور وہ یون اسکو مشتہر کرتے ہین کہ رمضان شریف کے روزے رکھنے۔ وضو کرنا۔ روز پنجگانہ نماز ادا کرنی نجات کی خواہش کے لیے بے ضرورت ثابت ہوئی ہی۔ ان فاقون اور ٹکرون اور الٹا سیدھا بھٹکنے سے نجات ہرگز نہ ہوگی جسم کی حرکت سے کچھ نہین ہوتا صرف اپنے دل کو نرم کرنا چاہیے اس سے سب کچھ ہو جاتا ہی۔

دوسرا فرقہ قرآن شریف کے برحق ہونے کا مقر ہی لیکن ساتھ ہی اسکے اور امور کی توہین کرتا ہی اور نہین مانتا۔ اقوال بزرگان اور نصائح پیران وہ انکو بہت ہی حقارت آمیز نظر سے دیکھتا ہی اور ان باتون کو سخت مکروہ سمجھتا ہی۔

حاجی بابا۔ واقعی جناب نے جس قدر ارشاد فرمایا سب درست اور بجا ہی۔ کون کہہ سکتا ہی کہ اس مین سرمو فرق ہی۔

مجتہد۔ ایک اور فرقہ کی سُنیے کہ اسکا رویہ ہی اور ہی۔ اسکا قاعدہ ہی کہ اپنی ظاہری صورت کو بگاڑے اور جس قدر عیش و عشرت، آرام و آرائش دُنیا کی باتین ہون سب کو اُڑا دے مگر یہ خوب خیال رکھنا چاہیے کہ ان مین فقر بھی غدار بہت ہوتے ہین۔

انکا ایک اور فرقہ ہی وہ تو بالکل دہریہ ہی بظاہر وہ ہم لوگون کو اس امر کا یقین دلاتے ہین کہ ہماری زندگی ابدی سنگت مین فوق العادت قوتون کے ساتھ گذرتی ہی۔ اور جب وہ کوئی کپڑا۔ پیوند در پیوند پہنتے ہین تو دُنیا کی جس قدر نفیس اور عمدہ چیزین ہین سب سے حقارت کرتے ہین۔ اور وہ یہ کہتے ہین۔

ہرچہ در دنیاست برآزادگان آمد حرام	خاطر جمع است در زیر فلک سامان ما
ما گرفتاران ہستی را بچشم کم مبین	چرخ ناپیداست در گرد شب دیجور ما

معلوم ہوتا ہی کہ ہمیشہ وہ بعید الطبیعت استغراق مین سرگرم رہتے ہین جسکو نہ تو وہ اور نہ کوئی اور متنفس سمجھ سکتا ہی۔ ان مین صفائی اور کدورت کا کوئی بھی فرق

نہین ہوتا۔ انکے آگے سب ایک ہی۔ شریعت اور غیر شریعت کو وہ کچھ بھی نہین سمجھتے اُنکے آگے دونون باتین ایک ہی حکم رکھتی ہین۔

ایک۔ اللہ۔ اللہ۔ ایسے فرقے بھی اس پردۂ دُنیا پر موجود ہین جنکے عقائد پر جہانتک تعجب کیا جائے بجا ہے۔

دوسرا۔ خدا انکو ہدایت کرے۔

جب یہ باتین ہورہی تھین اُسوقت مین نہایت خاموشی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اور دیکھتا تھا کہ یہ تمام جماعت ہر فقرے کے بعد آمین آمین پکارتی تھی جب یہ مجتہد اپنی رام کہانی گا رہا تھا تو ساری جماعت تعریف بھی کرتی جاتی تھی اور سب کی مجھپر بھی نگاہین لڑ رہی تھین کہ ان باتون سے اسے کچھ سر آگئی تو نہین ہوتی لیکن مین آمین وغیرہ کہنے مین اُنسے بھی دس قدم آگے تھا۔ مین نے ان تمام باتون کو اس طرح سے نبھایا کہ میرے فیور مین سب کے دل پر بہت بُرا اثر ہوا اور وہ میری طرف بہت ہی رجوع ہوے اور سمجھنے لگے کہ یہ پکا مومن ہے مجتہد کیتے کہتے اس قدر گرمایا اسقدر گرمایا کہ صوفیون کو خوب ہی آڑے ہاتھون لیا۔ اگر ایک شخص بھی وہان کوئی صوفی ہوتا تو ضرور قتل کیا جاتا۔ مین تو بیچارہ یون ہی مظلومون کی طرح سے گردن ڈالے ہوئے بیٹھا رہا۔ اور اس خاموشی کو اپنی کامیابی سمجھا۔

جب سب معاملہ ختم ہوگیا اور مجتہد بک چکا تو مین بھی وہان سے اُٹھ کے اپنے حُجرے مین آیا جب میری اپنے ساتھی سے ملاقات ہوئی تو مین نے اُس سے جو کچھ کیفیت گذری تھی سب حرف بحرف سُنادی اور جو باتین کہ اُسکی اور درویشون کی نسبت کہی گئی تھین سب ذکر کردین۔

اب مین نے اُسے نصیحت کی کہ بہتر ہی تم یہان سے چلے جاؤ اور اس شہر کو چھوڑ دو کیونکہ تمھارا ہر متنفس یہان خون کا پیاسا ہی۔ بھائی اگر انھون نے تمھین پکڑ لیا تو وہ ضرور تمھین سنگسار کرینگے۔ تو پھر سوائے موت کے چارہ کیا ہوسکتا ہی۔

خدا کرے انھین کے سرون پر پتھر برسین۔ اور درویش بولا کمبخت کفار کا گروہ ہی جو مسلمان کے خون کے پیاسے ہوتے ہین۔

ایسا کونسا مذہب انکا ہی جسمین یہ لکھا ہوا ہی کہ ایک بیگناہ کی جان کے پیچھے ہاتھ دھو کے پڑ جاؤ اور اُسکو قتل کر کے ثواب دارین حاصل کرو۔

یہان مین آیا ہون نہ مجھے سُنی و شیعہ سے کچھ سروکار ہی اور نہ صوفی اور مسلمان سے غرض ہی اور باوجودیکہ اُسنے مطلب نہین ہی لیکن پھر بھی پانچون وقت وضو کرنا پنجگانہ نماز ادا کرنا۔ اور پھر بھی ان لوگون کا اطمینان نہین ہوتا۔ خیر اب انکے بُرے دغل اور ظاہری شہرت لات مارونگا بس پھر مجھے وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہوگی۔ ہان۔ یہ ہوگا کہ اگر پھر اسی طرح سے مجبور کیا گیا تو خیر دیکھا جائیگا۔

اگر میری پوچھیے تو مجھے تو ذرا بھی فکر نہ تھا جب درویش نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ مین جاتا ہون مین نے بہت ہی خوشی کی حالت مین اُسے چمڑے کی پیٹی کمر سے کستے ہوے دیکھا جسمین بڑا گچھا تسبیح کا گھُسا ہوا تھا اور ایک لکڑی اُسنے ہاتھ مین لی مین نے اُسکے ہرن کے چمڑے کو پیٹھ پر بندھوانے مین مدد کی جب اُسنے اپنے ہاتھ مین بڑا فولادی ہتھیار لیا جو وہ کاندھے پر رکھکے چلتا تھا اور ایک ہاتھ مین زنجیر پہن لین تو ہمنے باہم ملکے ایک دوسرے کو ایڈیو یعنی رخصتی سلام کیا اور بہت دل سے ہمنے ایک دوسرے کو رخصت کیا جب وہ مجکو رخصت کر کے روانہ ہونے لگا تو مین نے اُسے دیکھا کہ وہ بہت ہی خوش تھا اُسکی کھلی ہوئی صورت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ دُنیا کا حکمران ہی نہ کہ خود دُنیا اُسپر حکومت کرتی ہو اور یہ صرف اُسکو اپنے دو پیرون کا بھروسہ تھا جس سے کہ وہ دنیا مین تدفزن تھا۔

مین۔ خدا کرے تم پر اللہ کی ہمیشہ رحمتین نازل ہوتی رہین۔ خدا کرے تمھین کبھی ایک جوڑے جوتی کی اپنے پیرون کے لیے خواہش نہو۔ اور خدا کرے ہمیشہ تمھاری زبان سے وہ دلچسپ کہانی ادا ہوتی رہے جس سے دُنیا کے وہ امراء انداق حاصل کرین جو صدہا اور

ہزاروں ضرورتوں کے غلام ہیں۔ اور ہمیشہ انھیں باتوں سے تمھاری زندگی کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

اکیسواں باب ۲۱

حاجی بابا کے دوست کا حاجی بابا کا مال چرانا اور حاجی بابا کا محتاج ہو جانا لیکن قید سے رہائی پانا

اب میرا خیال تو مجتہد کے وعدے پر تلا جس نے مجھ سے یہ عہد کیا تھا کہ شاہ جب اس مقبرے کی زیارت کے لیے آئیگا تو میں تیری سفارش کر کے اُس سے رہائی دلوا دونگا۔ تو اب میں نے یہ چاہا کہ اُسکی خدمت میں کچھ نذرانہ پیش کروں کیونکہ تمام ایران میں بغیر نذرانہ کے کوئی کام انجام کو نہیں پہونچتا۔ لیکن اب یہ خیال آیا کہ نذرانہ ہو تو کس چیز کا ہو۔ جو کچھ تھیلی میں زر نقد تھا وہ اڑے تھڑے کو پاس رکھا ہوا تھا کہ اگر کہیں موقع ہو اور ضرورت آ کے پڑے تو میں اُس سے زندگی کے دن بسر کر سکونگا۔ اور گو یہ بہت ہی ناچیز رقم تھی لیکن میری زندگی کی آس اور ڈھارس بندھوانے والی تھی اسلیے میں نے اُسکو اپنی کوٹھری کے ایک کونے میں دفن کر دیا تھا۔ میں نے چاہا کہ اُسکو اپنی جانماز نذرانہ میں دوں کیونکہ وہ ہمیشہ صوم وصلوٰۃ میں رہتا ہے اُسکے لیے یہی پیشکش مناسب ہوگا۔ اور اپنے لیے دوسری بازار سے خرید لاؤنگا۔ کیونکہ جب وہ نیک شخص یعنی مجتہد نماز پڑھے گا تو اُسے میرا بہت ہی خیال رہیگا اور شاید اسی خیال میں وہ میری رہائی کی کوشش کرنے میں غافل نہ رہے لیکن میں یہیں ٹھہرتا ہوں۔ اور اپنے ناظر سے ملتمس ہوں کہ وہ میری اس جانکنی کی حالت کو دیکھے۔ ایک سناٹا تھا کہ سر سے اُٹھا اور دل میں جا کے بجھا۔ اب یہاں نہ تو میرا غصہ کچھ کام دے سکتا تھا اور نہ میرا غم نہ میرا واویلا۔ سب بیکار تھے۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ اشرفیوں کی تھیلی وہاں ندارد ہے۔

یہ دیکھتے ہی میرا نتھنوں مین سانس چلنے لگا اور بغیر ایک لحہ کے توقف کے مین نے
یہ کہا ای دیوالیہ کُتّے۔ ای حرامزادے درویش یہ تو درست ہی کہ تو بندرگاہ حفاظت مین مجھے
لے آیا لیکن تو مجھے بے لنگر یہان چھوڑ کے چلا گیا۔ خدا کرے تیری زندگی ہمیشہ تلخی مین گذرے
خدا کرے تیری ہر روزہ روٹی غم کی روٹی ہو۔ غرض ان سب باتون کے بعد صاف تو یہ ہے کہ
حاجی بابا محتاج ہو گیا۔

اِسکے بعد مین بہت ہی دردناکی سے نالہ وزاری کرنے لگا۔ اور مجھے یہ رونا اس لیے
آتا تھا کہ اب تو فاقہ کشی کرتے کرتے مر جائیگا گو یہ مین جانتا تھا کہ اہل کرم کی خیرات اور
فیاضی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ مین نے اپنے دل مین یہ کہا۔

ہون مین بلفظِ درد جس پیاسے اُسکو درد ہی		درد دل سے لوٹتا ہون میرا اُسکو درد ہی

جو جو میرا مایوسانہ مرض ترقی کرتا تھا مجھے زندگی کے تمام خطرے جن مین میری جان زار
بمشکل چکی تھی برابر یاد آجاتے تھے۔ زینب کو کس مایوسی کی حالت مین خاک و خون
مین لتھڑا ہوا دیکھنا اور اسکے بہتے ہوے خون مین رومال ترکرنا۔ اپنے اس قید خانہ کو دیکھ کے
گریہ وزاری کرنا۔ اپنی رقم کثیر پر دست افسوس ملنا۔ ان سب غموم وآلام نے مجھے اسطرح
سے آکے گھیر لیا اگر واقعی اس وقت میرے پاس زہر ہوتا تو مین ضرور کھاکے مر جاتا۔

اسی اثنا مین میری کوٹھری کے قریب ایک بوڑھے ملّا کا گذر ہوا جسنے مجھے مجتہد سے
ملوایا تھا اور جسنے درویش کے خلاف بہت ہی زبان آوری کی تھی۔ مین نے اُسے
دیکھتے ہی اپنی دردناک اور خون آلود رام کہانی کہی اور ایسا پھوٹ پھوٹ کے رویا کہ
اُسکے دل پر میری اس آہ وزاری کی چوٹ لگی۔

مین۔ ای ملّا صاحب آپ نے بہت ہی درست فرمایا تھا کہ اس درویش کا ہرگز بھروسہ
نہ کرنا چاہیے۔ میرا روپیہ یا زرنقد وہ چوری کرکے لے گیا اور مین یون کا یون خالی ہاتھ
رہگیا۔ مین تو ایک پردیسی ہون۔ اِس کمبخت نے اپنے کو میرا دوست بنایا تھا لیکن وہ تو

میرا دشمن جانی نکلا۔ ایسے دوست پر ہزار لعنت ہی ہاے اب مین کس کا دامن پکڑون اور کس شخص کو اپنا مددگار بناؤن۔

مُلّا۔ ای میرے پیارے بیٹے تم کچھ غم نہ کرو۔ یہ تو ہمین یقین ہی اور ہم جانتے ہین کہ خداوند تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہی اُسنے صرف تمکو یہ مصیبت اور فلاکت بھیج کے آزمائش کی ہی صبر کرو اللہ اسکا تمھین صلہ عطا کریگا۔ تمھارا روپیہ چلا گیا اور بیشک جاتا رہا جانے دو تھارا چمڑا تو رہگیا اب تم زیادہ کیا چاہتے ہو چمڑا کوئی بُری چیز نہین ہی۔

مین۔ آپ یہ کیا فرماتے ہین۔ مین جانتا ہون کہ چمڑا بُری چیز نہین ہی لیکن یہ چمڑا درویش سے میرے گم شدہ زر نقد کو واپس پھیر لے گا۔

پھر مین نے اُس بوڑھے مُلّا سے یہ کہا کہ آپ میری اس مصیبت کی خبر مجتہد تک ضرور پہونچا دین اور میری اس بےنوائی اور محتاجی کو عرض کر دین کہ مین اب اُنکی خدمت مین کسی قسم کا نذرانہ پیش کرنے کے قابل نہین رہا جو کچھ اسکی بابت میرا خیال تھا وہ اب مفلسی کے سبب سے کسی طرح بھی حاصل نہین ہو سکتا۔

مُلّا مجھ سے مضبوط وعدے وعید کر کے چلا گیا اور چلتے چلتے اُسنے یہ اقرار کیا کہ مین اس مقدس شخص کے گوش گذار تیری پوری پوری مصیبتناک حالت عرض کر دون گا اور علاوہ برین تیری اُس سے سفارش بھی کر دونگا۔ میری بڑی خوشی اور خرمی اس غمناک حالت مین اُسوقت اِس خبر سے ہوئی کہ مین نے سُنا شاہ زیارت مقبرے کے لیے آتا ہی اور یہ شادمانی کی خبر ڈیرے خیمے ایستادہ کرنے والے لاکے تھے۔ یہ لوگ شاہ کی معمولی ضروریات کو بہم پہونچانے کے لیے پہلے ہی چلے آئے تھے۔ مقبرے کے صحن مین ایک بہت بڑا شہ نشین ایستادہ کیا گیا اور اُسکے نیچے ایک بہت خوبصورت اور عمدہ غالیچہ بچھایا گیا۔ یہان گویا شاہ بیٹھ کے عبادت کرینگے۔ مقبرے کے تمام صحن مین چھڑکاؤ کیا گیا۔ حوض کے وسط مین جو فوارہ بنا ہوا تھا وہ اُسوقت چھُٹنے لگا تھا اور جس قدر مقبرے کی راہین تھین سب صاف ہو گئی تھین

تمام مجاور لوگ جمع ہوکے شاہ کے استقبال کے لیے مستعد ہوگئے تھے کہ جسوقت وہ مقبرے مین قدم رکھین توسب انکا استقبال کرکے اندر لائین۔ غرض کوئی ایسی تیاری نہ تھی جو ظل اللہ کے قدوم میمنت لزوم کی تقریب مین کرنی رہجاتی ہو۔

اب مین اپنی آیندہ قسمت کے لیے متردد ہوا۔

ببینیم تا کردگار جہان		درین آشکارا چہ دارد نہان	

مدت ہوئی تھی کہ مین اس امر سے محض نابلد تھا کہ میرے اوپر شاہ کا کس قدر غصہ ہے اور وہ مجھپر کس طرح لہو کے گھونٹ پیے بیٹھا ہے۔ یہ حالت دیکھ کے اور اپنی قسمت کو چوپٹ سمجھ کے مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اسے سوائے میرے سر اڑا دینے کے اور کوئی چیز اطمینان بخش نہو گی لیکن پھر یہ غم آلود خیال اس تصور سے مٹ گیا جب میرا سفارشی ایسا مقدس اور دلی شخص ہے جسکو شاہ بھی مانتا ہے پھر میری گردن کیون اڑنے لگی اس تصور سے گونہ مجھے اطمینان ہوا اور یک لخت میرا وہ مارے جانے کا غم صورت خوشی مین جلوہ دینے لگا۔

فراشون کا سردار میرا پہلے دوست تھا اور جس قدر اُسکے نائب وغیرہ تھے۔ اُن مین سے بہت سے میرے شناسائی تھے مین نے اپنے سے انھین فوراً آگاہ کیا۔ وہ میری صورت دیکھتے ہی میری طرف مائل ہوے اور اُنھون نے مجھ سے اصلا کچھ پرہیز نہ کیا یہ ایک بہت ہی تعجب انگیز بات تھی حالانکہ ہمارا ایک فاضل اجل کہتا ہے۔

”ایک شخص جو نامساعد بخت سے سرگردان ہوتا ہے وہ ایک نوردبایہ زر کے موافق ہے کہ اول تو اُسے کوئی لیتا نہین اور جو لیتا بھی ہے تو فوراً دوسرے شخص کو واپس دیدیتا ہے“

اِن نئے آنے والون نے مجھے تمام ان باتون سے مطلع کیا جو طہران چھوڑنے کے بعد وقوع مین آئی تھین۔ گو اپنے دل ہی دل مین پہلے یہ عہد کرچکا تھا کہ اب دنیا کو مطلق ترک کردونگا اور گوشہ نشینی اختیار کرونگا لیکن پھر بھی اسوقت میں دیکھتا تھا کہ ہر واقعہ

کے سُننے کے لیے میرے کان مشتاق تھے۔ اُنھون نے مجھے اس امر سے اطلاع دی کہ تمھارا اعلی افسر جنگ روس سے واپس آگیا اور شاہ کے لیے دو غلام جار جیا کے لایا ہین ایک مرد ہی اور ایک عورت ہی۔ اس ندرانہ کو شاہ نے قبول کر لیا اور اسکے صلے مین اُسے خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا تمھارے افسر نے اس امر سے بھی توبہ کی کہ مین اب کبھی شراب کا استعمال نہین کرونگا مین نے یہ بھی سُنا کہ گو زینب کے معاملے مین سراسر مین ہی خطا وار گردانا گیا تھا اور کل جرم مجھپر ہی عاید کیا گیا تھا لیکن پھر بھی مرزا احمق کی آدھی داڑھی جڑ سے اُکھڑ گئی اور مرزا احمق مجبور ہوئے کہ شاہ کو دوبارہ ایک گران بہا تحفہ پیش کرین اور یہ داڑھی شاہ نے صرف اُس رنج سے اکھڑوائی تھی جو اُسکو زینب کی جان شیرین لینے سے ہوا تھا اور بہت بڑا صدمہ یہ تھا کہ جب مین (یعنی شاہ) سلطانہ سے واپس پھر کے آیا وہ میرے آگے کیون نہ گائی اور کیون نہ ناچی۔

شاہ کا وہ صدمہ اور رنج جو کروش کی لونڈی کو ہاتھ سے کھو دینے پر ہوا تھا افسر جلادان کے اس جار جین لونڈی کے پیش کرنے سے جاتا رہا جو وہ صرف شاہ ہی کے لیے اپنے ہمراہ لایا تھا۔ یہ جار جین لونڈی نہایت حسینہ تھی۔ یہ مشہور ہو گیا تھا کہ آج تک بازار غلامان مین جب سے اس بازار کی بنا پڑی ہی ایسی حسینہ لونڈی دیکھنے مین نہین آئی۔ اس لونڈی کا چودھوین رات کے چاند کا سا چہرہ تھا اور اسکی آنکھین گھیرے مین فسر فراشان کی چار انگلیون اور انگوٹھے کے حلقے کے مانند تھین۔ اور اُسکی کمر اسقدر پتلی تھی کہ خود شاہ کی گھائی مین آسکتی تھی۔ اس کا قد بالکل سرو سا تھا۔ جیسے پورا سرو کھڑا ہوا ہی۔ اور ان لوگون نے مجھے یہ بھی یقین دلایا کہ شاہ کا غصہ اور غضب جو تمپر ٹوٹا ہی اگر کچھ اشرفیان پیش کرو تو ابھی سب جاتا رہتا ہی۔

یہ سُنکے پھر درویش پر مین اپنے جلے پھپھولے پھوڑنے لگا اور مجھے خیال آیا کہ شاہ کے آگے بغیر اشرفیون کے پیش ہوتا ہی غیر مفید معلوم ہوتا ہی لیکن مین یہ

اُسکے بہت ہی شادان ہوا جس قدر مین نے اپنے مقدمہ مین مایوسی اور نااُمیدی کررکھی ہو اس مقدمہ کی یہ حالت نہین ہو چادر امید پر بیٹھ کے اور توقع کا حقہ پیکر اسباب کا منتظر رہا کہ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظہور پذیر ہوتا ہو اسوقت مین یہ کہ رہا تھا

ای احمد محبوب خدا وقت دعا ہو		حاجی یہ ترے آگے عجب وقت پڑا ہو

دوسرے دن شاہ شاہان آکے پہونچا اور اُس ڈیرے مین فروکش ہوا جو اُسکے لیے صحن مین پہلے ہی کھڑا ہوگیا تھا۔ مین اپنی کتاب کے ناظر کا وقت ان تقریبات کے بیان کرنے مین برباد نہ کرونگا کیونکہ شاہ کی خود یہی خواہش تھی کہ جسقدر جاہ وحشم کا سامان ہو وہ بہت ہی کم ہو اس لیے کہ یہان وہ کوئی شوکت دکھانے تو آیا نہ تھا بلکہ ایک عاجزانہ صورت بنا کے فاطمہ علیہا السلام کے مقبرے مین آیا تھا تاکہ ان گناہون کی آمرزش چاہے جو اُس سے زندگی مین سرزد ہوگئے ہین پھر ایسی صورت مین نمود و شان دکھانے کی کیا ضرورت تھی۔ شاہ کی خواہش تھی کہ اس عاجزی کا مجھے بہتر صلہ ملے۔ کیونکہ یہ ایک امر مسلمہ ہو۔

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلہ ملتا ہو
بندگی کرنے سے کہتے ہین خدا ملتا ہو

شاہ کی ہمیشہ یہی پالسی تھی کہ اپنے ملک کی امامت کو بہت ہی نمایان صورت اور عطر بیز لپیٹ سے معطر رکھے۔

کیونکہ شاہ اس امر کو بخوبی سمجھتا تھا کہ ان لوگون کا اثر خلقت کے دماغون پر بہت ہوتا ہو اور عوام الناس انھین بہت ہی مانتے ہین بس یہی بہت بڑا فرق شاہ اور غیر محدود طاقت مین تھا۔ اس لیے شاہ نے میرزا عبدالقاسم کی اپنے دربار مین آنے کی دعوت کی اور جب یہ مجتہد کوم آیا تو شاہ سرتاپا کھڑا ہوگیا اور بہت عزت سے اپنے سامنے بٹھایا۔ شاہ نے پیدل تمام شہر کا گشت لگایا اور

جب تک یہان قیام رکھا غربا محتاجون کو بہت کچھ خیرات کی اور خصوصًا مجاورون
اور اُن ولی اللہ لوگون کو جو وہین رہتے تھے اور بظاہر دُنیا پر اُنھون نے لات
ماری تھی بہت ہی قیمتی نذرین دین۔ شاہ اور وہ لوگ جو اُسکے ہمرکاب تھے
کس استدعائی نظرون سے اِس متبرک مقام کو تاک رہے تھے اور یہ سُنکے مین بہت ہی
خوش ہوا کہ اِس غم آلود اور پُر آلام مصیبت مین مین تنہا گرفتار نہین ہون جس زمانہ مین کہ
مین ملازم دربار تھا تو مین نے یہ سُنا تھا کہ گو شاہ ظاہرا اس تشدد اور سختی سے ارکان
مذہب کا پابند ہو لیکن دِلی بہت بڑا صوفی ہو۔ اور یہ بات اور بھی پایۂ ثبوت کو یون
پہونچ گئی کہ شاہ کا سکرٹری ریاست جو ایک مشہور و معروف عقائد صوفیہ کے گنہگارون
مین سے تھا اُسے حکم ہوا کہ تو اپنے تمام ارکان مذہب صوفیہ کو بخشش و عفو کے رومال
مین لپیٹ لے اور سچے مذہب کی پوشاک پہنکے دربار مین حاضر ہو۔

اس صبح کو جب شاہ اپنی عبادت کرنے کے لیے مقبرے مین تشریف لائے تو مین نے
اس بارے مین جستی اور چالاکی کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا کہ ایک دفعہ مجتہد کی نگاہ مجھپر
پھر پڑ جاے اور میری رہائی دلوانے کا خیال پھر اسکے دماغ مین آجائے۔

ظہر کی نماز سے ایک گھنٹہ پہلے شاہ پا پیادہ کھڑے ہوے تھے اور تمام لوگ مجاور
اُمرا وغیرہ اُنکو گھیرے ہوے تھے۔ شاہ اسوقت سیاہ کپڑے پہنے ہوے تھے جس سے ایک
سنجیدگی اور متانت اُنکے چہرے سے عیان تھی ہاتھ مین ایک خوبصورت چھڑی تھی
جس پر پچی کاری کا کام ہو رہا تھا اور یہ لکڑی خود ہاتھی دانت کی بنی ہوئی تھی۔
اسوقت شاہ کچھ بھی زر و جواہر نہ پہنے ہوے تھے۔ جو دوسرے موقع پر ہمیشہ اُنکے
گلے کا ہار ہوتے ہین ہان صرف اسوقت ایک تسبیح تو شاہ کے ہاتھ مین تھی۔ یہ تسبیح
دُر شہوار کی بنی ہوئی تھی جنکی آب و تاب کے آگے تمام زر و جواہر خجل ہوتا تھا۔ یہ
تسبیح ہمیشہ اور ہر وقت شاہ کے ہاتھ مین رہتی تھی۔

مجتہد شاہ کی بائین جانب دو چار قدم پیچھے آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور جو کچھ شاہ سوالات کرتا تھا بہت ہی ادب اور تعظیم سے اُسکا جواب دیتا تھا اور بہت ہی توجہ اور غور سے شاہ کی ہر ایک بات کو سنتا تھا۔

جب شاہ مع اپنے جلوس کے میری کوٹھری کی طرف ٹہلتا ہوا آیا۔ تو مین نے یہ موقع بہت ہی اچھا دیکھا۔ اسوقت شاہ کے آگے کوئی افسر بھی نہین تھا لپک کے ایک سجدہ گھٹنون کے بل زمین پر کیا اور یہ غل مچایا پناہ ای شاہ شاہان پناہ۔ پناہ ای ماوا و ملجاے عالم پناہ۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام کے صدقے مین پناہ۔

شاہ (مجتہد کی طرف مخاطب ہوکے) یہ کون شخص ہی۔ کیا یہ کوئی تم مین سے ہی۔

مجتہد۔ حضور اسنے اس روضہ مین آکے پناہ لی ہی اور یہ اس امر کا استحقاق رکھتا ہی اور استغاثہ چاہتا ہی کہ جب شاہ شاہان زیارت درگاہ کے لیے آتا ہی تو سب کا قصور بخش دیتا ہی اس لیے مجھے بھی اُمید ہی کہ میری خلاصی ہو جائیگی۔ یہ اور ہم سب حضور پر قربان ہین جو کچھ شاہ حکم دین اور اسکے لیے تجویز کرین اسی پر عملدرآمد کیا جاے۔

شاہ (میری طرف خطاب کرکے) تم کون ہو اور کیا ہو تمنے یہان آکے پناہ کیون اور کس لیے لی ہی۔

مین۔ حضور پر میرا جان و مال تصدق ہو جائے حضور کا غلام افسر جلادان کا نائب ڈپٹی تھا میرا نام حاجی بابا ہی۔ میرے دشمنون نے حضور سے لگا بجھا کے میری طرف سے بدظن کر دیا حالانکہ جو جرم مجھپر عائد کیا جاتا ہی اُس سے مین محض بری ہون۔

شاہ (ایک منٹ کے بعد) ہان ہم سمجھے اچھا تو تم وہ حاجی بابا ہو۔ مبارک۔ پھر آیا یہ کون تھا جس نے یہ فعل کیا حکم ہو چاہے نائب ڈپٹی ہو دونون مین سے تو ایک ہونا ہی چاہیے (مجتہد کی طرف مخاطب ہوکے) کیا یہ بات نہین ہی ای دزراعبد القاسم کہ شاہ کی تمام نیکیان برباد گئین اور ذرا بھی اُسکا پاس و لحاظ نہوا۔

مجتہد۔ہان درست ہی حضور کے سر مبارک کی قسم عموماً ایسے عورت و مرد کے مقدمہ مین تو سچ ہی بولا جاتا ہی۔

شاہ لیکن اسمین ہمارا پاک مذہب کیا حکم دیتا ہی۔شاہ کی ایک لونڈی ہاتھ سے جاتی رہی اور خونبہا تو چاہے کیسی ہی پست اور کم درجہ کی مخلوق ہو اُسکی لینی ضرور ہی۔یہان تک کہ روسیون اور فرانسیسیون کی بھی خونبہا ہوتی ہی۔تو پھر ہم اپنی نیکیان ایک طبیب یا ایک ڈپٹی جلاد کے واسطے کیون چھوڑ دین۔

مجتہد۔یہ حضور کا فرمانا درست ہی کہ خونبہا سب کی ہی لینی چاہیے اور خدا کی کوئی مخلوق بھی اِس سے کمتر اور گئی گذری نہین ہی کہ اُسکی خونبہا نہ لی جائے۔لیکن ای عالم پناہ اور ای مظلومین کی فریاد کو پہونچنے والے آخر بخشش گناہ کی نظر بھی تو ایک مظلوم اور بیکس مخلوق کی طرف کرنی فرض ہی جسکی نسبت ہمارے پاک پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروکارون کو سخت تاکید فرمائی ہی تو ای شاہ اپنے پیارے نبی کی بجاآوری احکام کا اس سے بہتر اور کوئی نمونہ نہین ہوسکتا تو اب اُسکی خطا کو بخش اور اُسکے خون کو معاف کر اسکا اجر ای شاہ شاہان تجھے روز جزا ملے گا۔

شاہ۔بہت خوب (میری طرف متوجہ ہوکر) مُرخص (ایک زور کی آواز مین) خوب سمجھ لیجیو کہ تجکو اس ولی خدا کے صدقے مین رہائی ملگئی۔

جب مجتہد کی طرف اشارہ کیا تو اسکے کاندھے پر اپنا ہاتھ رکھدیا۔تم آزاد ہو۔اور اب تم بہت اچھی طرح سے آفتاب سے فوائد حاصل کر سکتے ہو۔برو۔اپنی آنکھون کو کھولو اور پھر کبھی ہمارے آگے کھڑے نہونا۔

دوسری جلد ختم ہوئی

تیسری جلد

پہلا باب

(حاجی بابا کا اصفہان پہونچنا اور اپنے باپ کی تجہیز و تکفین مین شریک ہونا)

مین نے روانہ ہونے کے لیے حکم ثانی کی بھی راہ نہین دیکھی۔ اول ہی حکم ہوتے ہی جو مین چھو ہوا تو مین نے پھر کے بھی نہین دیکھا کہ مقبرہ کہان رہ گیا اور مجاور کہان رہ گئے کوم اور اُسکے مجاور ون کو چھوڑ کے سیدھا اصفہان کی طرف روانہ ہوا کچھ ٹکے میری گانٹھ مین موجود تھے جس سے راستہ مین مین اپنی خوراک خرید سکتا تھا۔ اور کاروانسرا مین کسی کونے مین پڑ جانے کی بھی مجھ مین قدرت تھی۔ یعنی پیسہ ٹکا مہترانی کے ہاتھ مین رکھا اور اِدھر اُدھر سرا مین لڑھک رہے۔ اس جوانی مین مجھے دُنیا سے سخت نفرت ہوگئی تھی اور بہت ہی برداشتہ خاطر ہوگیا تھا اگر کچھ مدت مجھے کوم مین اور بھی رہنے کا اتفاق ہوتا اور جس طرح سے کہ مین نے اپنا طریقہ وہان اختیار کیا تھا کیے رکھتا تو حق تو یہ ہو کہ اپنی زندگی کا باقیماندہ حصہ مین مرزا عبدالقاسم کی وعظ پر صدقے کر دیتا اور ہرگز وہان سے دہرانہ نکلتا۔ اور ہمیشہ اپنے سکوت اور سختی سے جو اپنے اوپر جھیلتا تھا دُنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتا۔ لیکن "ما درچہ خیالیم فلک درچہ خیال"۔

یہان طبیعت کی یہ حالت ہونے کو تھی وہان قسمت میرے لیے کچھ اور ہی سامان کر رہی تھی اسوقت تک بھی زندگی کا میدان میرے لیے کشادہ تھا اور میری زندگی کے خنک تیز گام نے ابھی تک نصف جست بھی نہ لگائی تھی جس سے وہ مجھے ایک مستقل زندگی مین رہنے کے لیے مانع آتا۔

میرے دل مین یہ خیال آیا کہ جس قدر مجھپر مصیبتین پڑرہین بلکہ اس سے اور بھی زیادہ پڑتین تو مین اُسکے لائق تھا اسلیے کہ مین نے اپنے پیارے والدین کو بالکل دل سے بھلا دیا تھا۔

مین نے اپنی طرف خود مخاطب ہوکے کہا کہ مین بہت ہی کمبخت اور بدنصیب بیٹا ہون جب خدا نے مجھے حکومت وغیرہ سب کچھ دی تھی اور مین اپنی شہرت اور بڑی نیکنامی سے بہت فخر کرتا تھا افسوس مین اپنے غریب حجام باپ کو اصفہان مین بھول گیا اور ذرا بھی بھولے سے بھی وہ مجھے کبھی یاد نہین آیا۔اب مجھپر مصیبت آکے پڑی تو میری ہستی کے سبب وجود مجھے یاد آئے۔میرے اسکول ماسٹر کا ایک مقولہ جو وہ عربی مین اکثر کہا کرتا تھا مجھے یاد آگیا۔وہ کہا کرتا تھا کہ ایک پُرانا دوست اگر تمھارے پاس حاتم کے بھی خزانے ہون جب بھی تمھارے ہاتھ نہین لگ سکتا "خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا"!

تو اے نوجوان بچہ تو اس بات کو خوب یاد کرلے اور خوب اپنے دل مین سمجھ لے کہ تیرے پُرانے دوست اور بہی خواہ صرف تیرے والدین ہین۔

جون جون مین یہ کہتا تھا کہ کیا میرے والدین اب بھی خیال کرتے ہونگے کہ انکا کوئی بیٹا ہے۔میرے دل مین الفت ومحبت کا جوش بل کھاتا ہوا اُٹھتا تھا۔اور انشاء اللہ اگر مین گھر پہونچ گیا تو وہ ضرور طعن وتشنیع اور چشم نمائی کرینگے مگر پاس ادب رکھکر بہت ہی آہستہ سے ایک آواز میرے کان مین آئیگی کہ تو بہت مدت سے غائب رہا اسوقت اسی غم والم کا نشان جو زینب کے قتل ہونے اور طہران چھوڑنے پر ہوا تھا پھر میرے دماغ مین چکر کھانے لگا۔

جب مین نے کلاہ قاضی کے پہاڑ کی چوٹی دیکھی جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ صفہان قریب آگیا تو اب جو جو قدم اُٹھاتا ہون مجھے اندیشہ ہوتا جاتا ہے کہ دیکھیے مین اپنے کنبے کو کس حالت مین دیکھتا ہون۔دیکھیے میرا پُرانا اُستاد بھی زندہ ملتا ہے

دیکھیئے میرا پڑوسی حلوائی بھی زندہ ہوگا جس دکان سے جب میرا باپ حجامت بنانے کے بعد پیسے دیا کرتا تھا تو مین مٹھائی مول لیا کرتا تھا۔ اور دیکھیئے میرا دوست دربان جس نے ترکمانون کے حملے کے وقت مین نے دھوکا دے کے دروازہ کھلوا لیا تھا آیا اُسکی زندگی کا دروازہ بند ہوگیا یا ابھی کھلا ہی۔

مین اپنا راستہ ان ان خیالات سے طی کرتا چلا آتا تھا کہ مجھے سامنے سے صفہان کے مینار دکھائی دینے لگے۔ یہ مینارے دیکھ کے میرا دل مارے خوشی کے پھول گیا کہ خدا نے اتنی اتنی مشکلات کے بعد مجھے پھر میرے وطن کی بخیر و عافیت صورت دکھائی "الحمد للہ کہ پھر اپنے وطن مین آئے"۔

مین یہان نماز ادا کرنے کے لیے ٹھہر گیا۔ پھر مین نے ایک پتھر اُٹھایا اور دوسرے پتھر پر رکھا۔ اور پھر مین یون التجا کرنے لگا۔

ای مرتضیٰ علیؓ شیر خدا حیدر کرار اگر آپکا یہ بندہ عاجز اور غلامان غلام پھر بحفاظت تمام اپنے وطن مالوفہ کو پہونچ جائیگا تو آپ کی نیاز کی ایک بھیڑ ذبح کریگا اور اُسکا پلاؤ پکا کر اپنے دوستون اور کنبے والون کو کھلائیگا۔

جب مین شہر کے باہر کے کونون کی طرف چل رہا تھا تو کوئی مقام ایسا نہین تھا جسکو مین نہ جانتا ہون اب مین شہر مین داخل ہو کے محرابدار بازارون اور پیچدار شاہراہون مین گذرا اور ابھی راستہ مین کوئی غلطی آکر واقع نہ ہوئی یہانتک کہ مین نے اپنے کو اپنے باپ کی دکان اور کاروان سرا کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوا دیکھا۔

میرے باپ کی دکان کا دروازہ بند تھا۔ اور اُسکے کام کا ادھر اُدھر سان وگمان نہین معلوم ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کے مین سکتہ مین بہت دیر تک کھڑا رہا آخر پھر مین آگے بڑھا کیونکہ میرا یہ دیکھتے ہی ماتھا ٹھنکا تھا کہ خدا خیر کرے ضرور یہ صورت کچھ بُرائی کی خبر دیتی ہی مگر پھر مجھے خیال آگیا کہ یہ صباح جمعہ ہی۔ آج کے دن تو اسوقت دُکان بند ہی

ہوتی ہی۔ اور غالبًا میرا باپ اپنے زمانۂ پیری مین یہ گھنٹے ضرور عبادت خدا مین صرف کرتا ہوگا۔

مگر کاروانسرا کھلی ہوئی تھی۔ اسکی تو مجھے وہی صورت نظر آئی جو مین پہلے ہمیشہ دیکھا کرتا تھا۔ اسباب کے گٹھر اِدھر اُدھر ڈھیر لگے ہوے تھے اور ایک طرف خچر اونٹ اور اُنکے ہانکنے والے بیٹھے ہوے تھے۔ آدمیون کے غول کے غول مختلف صورتون اور شباہتون کے موجود تھے بعض تو یون ہی بیٹھے ہوے تھے بعض کچھ بات چیت کر رہے تھے اور بعض بے اعتنائی سے ادھر اُدھر نگران تھے اور بعض جلد جلدی جلدی آتے تھے اور جاتے تھے جن کے چہرون سے ہوشیاری برستی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب چیزین اُنکی نگاہ مین ہین۔ مین نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کہین حلوائی جو میرا جبین کا دوست تھا نظر پڑ جاے لیکن مین یہ دیکھ کے کہ اُسکی دُکان بند ہی چونکا ہوتا کہ اتنے مین میری نگاہ اُسکے چہرے پر پڑی کہ جو سامنے حقہ کولے کے اپنی چلم سلگانے کے لیے آگ تلاش کرتا پھرتا تھا۔

اُسکا سر اُسکے دھڑ مین بالکل غوطہ کھا گیا تھا اور اس زمانے مین جب مین نے اُسے دیکھا تھا اُس سے بہت ہی زیادہ چھاتی پر جھکا ہوا تھا۔ اُسکے جھکے ہوے گھٹنون سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ عمر گذران نے اسپر اپنا پورا جلوہ کیا ہی یعنی اسکی صورت سے یہ پایا جاتا تھا کہ یہ اتنی عمر کا ہی۔

جب مین نے اسکی طرف قدم اُٹھایا تو میری زبان سے یہ نکلا کہ کیا یہی علی محمدؐ ہی یہ وہی ناک ہی جو ہزارون مین ایک ترچھوان ہی اور مین نے ہی تو اسکے نیچے کے گلمچھون کی حجامت بنائی ہی۔

جب مین نے اسے اپنا وہ ہمیشہ کا سلام علیکم کیا وہ اپنا حقہ پیتا رہا اور اُس نے اوپر نظر اُٹھا کے بھی نہین دیکھا کیونکہ اُسے اجنبی کے ساتھ ذرا بات چیت کرنے کی

اتنی عادت نہین تھی۔

مین۔ ای علی محمد کیا تم نے مجھے نہین پہچانا۔

علی محمد۔ (اپنی ٹباسی آنکھ اوپر اُٹھا کے) دوست یہ کاروانسرا ہے تصویر عالم ہی آدمی اس مین آتے ہین اور جاتے ہین۔ انسے کچھ بھی مقصد نہین ہی۔ پھر مین تم سے کیونکر آگاہ اور واقف ہون۔

اصل یہ تھی کہ علی محمد کی عمر زیادہ ہوگئی تھی اور اُسکی قوت یاد مین فرق آگیا تھا۔

مین۔ لیکن یقیناً یہ تو تمھین یاد ہوگا کہ حاجی بابا چھوٹا سا حاجی بابا جو تمھاری حجامت بنایا کرتا تھا اور تمھاری داڑھی اور گلمچھے درست کیا کرتا تھا۔

دربان۔ خدا تو وحدہ لاشریک ہی (لیکن بہت ہی حیرانی کے ساتھ) کیا واقعی تم حاجی بابا ہو آہ ای میرے بیٹے مدت سے تیری جگہ خالی تھی۔ آخر تم آگئے۔ بہت اچھا منقبت بہ مرتضیٰ علیؑ مگر ای پیارے تیرا معزز باپ اپنے لڑکے کے فراق مین آخر کار اس جہان فانی سے دم توڑ رہا ہی اور اُسکے ہر دم بر دم واپسین کا شک ہوتا ہی۔

مین یہ کیا۔ آپ اتنا مجھے بتا دیجیے کہ وہ کہان ہی اُسکی دُکان کیون بند ہی آپ اُسکی موت کی نسبت کیا فرماتے ہین۔

دربان۔ ہان حاجی بابا بس جو اُسنے حجامت بنائی تھی وہ آخری تھی۔ اب تم ایک لمحے کا بھی توقف اُسکے گھر جانے مین نہ کرو۔ اور مجھے یقین ہی کہ تم اسکی زیارت دُنیا سے الوداع کہنے سے پہلے کرلوگے اگر خدا نے چاہا تو مین بھی بہت جلد اُسکا ساتھ دونگا کیونکہ دنیا ایک بہت ہی بیہودہ اور واہیات مقام ہی۔

مجھے کاروانسرا کا دروازہ کھولتے اور بند کرتے پچاس برس کا عرصہ گذر گیا لیکن اب مجھے معلوم ہوا ہی کہ میری تمام خوشیان رخصت ہوگئین میری کنجیون مین اب تک رنگ و روغن باقی ہی لیکن مجھکو بھپوند لگ چلی۔

مین جلدی سے اپنے باپ کے مکان کی طرف روانہ ہوا تو مین نے دروازے پر دیکھا کہ دو ملّا نے ٹال مٹول کر رہے ہین۔

مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ تم ای پرند و بہت بُرے شگون ہو شاید تجہیز و تکفین کا سامان ہو رہا ہی قطعی یہان موت ہو چکی۔

مین سیدھا کسی طرف بغیر نظر اُٹھائے مکان مین گھسا چلا گیا مین نے دیکھا کہ میرے خاص دالان مین کثرت سے لوگ جمع ہین اور ایک بوڑھے شخص کو آنگن مین ایک بستر پر لٹا دیا ہی جب پاس سے جا کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ میرا بوڑھا باپ ہی لیٹا ہوا ہی اور دم توڑ رہا ہی۔

کسی شخص نے بھی مجھے نہین پہچانا چونکہ ایران مین یہ قاعدہ ہی کہ میت کے گھر مین جا ہے جو کوئی اجنبی شخص چلا جاے تو اُس سے یہ دریافت نہ کرینگے کہ تو کون ہی اس لیے مجھ سے بھی کوئی خبر نہوا ایک طرف طبیب بیٹھا ہوا تھا اور دوسری طرف ایک بوڑھا شخص دو زانو سرھانے کی طرف بیٹھا ہوا معلوم ہوا مین نے پہچان لیا کہ یہ وہ میرا پہلا معلم ہی وہ اپنے مرتے ہوے دوست سے تسلی بخش باتین کر رہا تھا اور وہ باتین یہ تھین۔ افسردہ خاطر نہ ہو۔ اگر خدا نے چاہا تو ابھی دنیا مین اور بھی تم اپنی زندگی کے دن گذارو گے ابھی تو تم اپنے بیٹے حاجی بابا کو دیکھو گے۔ دیکھو حاجی بابا ابھی یہین آجاتا ہی لیکن چونکہ یہ ایک واجب اور خوش قسمت کام ہی کہ تم صرف اپنی مرضی سے اپنا کوئی وارث منتخب کر لو۔ کچھ اسمین بُرائی نہین ہی۔ اگر تمھاری یہی خواہش ہی تو ابھی اپنا وارث کسی کو بنا لو۔

میرا باپ۔ افسوس حاجی نے تو ہمین چھوڑ دیا اب بھلا مین اُسے کہان دیکھ سکونگا اُسمین تو کچھ اب ایسی شخصیت سمائی ہو گی کہ وہ اپنے غریب والدین کا خیال ہی کیون کرنے لگا اور وہ اس قابل کہان ہی کہ اب مین اُسے اپنا وارث بناؤن۔

یہ پُر اثر اور دردناک باتین میرے جگر کے پار ہو کر نکل گئین اور میرے مجروح

اور خستہ قلب پر اتنا اثر کیا کہ اب مین اپنے کو زیادہ دیر چھپا نہ سکا اور مین بہت اضطرابی کی حالت مین بول اُٹھا کہ حاجی یہین موجود ہی حضور کی قدمبوسی کے لیے حاجی آیا ہی۔ مین ہی تمھارا بیٹا ہون۔ آپ اسے برطرف نہ کیجیے۔

یہ کہہ کے مین بستر ے کی طرف دوزانو ہوا اور مین نے مرتے ہوے باپ کے ہاتھ کو چھاتی پر سے اُٹھاکر بوسہ دیا اور مین نے بہت ہی سخت واویلا اور آہ وزاری کی اور خون کے آنسو بہاے۔

یہ دیکھ کے تمام لوگون مین ایک تحریک سی پھیل گئی بعض تو کچھ مایوس سے معلوم ہوے اور بعض کچھ ناراض ہوے اور سب پر ایک حیرت چھاگئی۔

میرا باپ جسکی آنکھین قریب قریب بند ہی ہو چلی تھین جب اُسکے کان مین یہ بھنک پہونچی کہ حاجی بابا آیا ہی تو اُس نے اس خوشی مین بہت ہی مشکل سے میری صورت دیکھنے کے لیے آنکھین کھولین۔ اور اُسنے اپنے کپکپاتے ہوئے دونون ہاتھ ملاکر یہ کہا الحمد للہ مین نے اپنے چہیتے بیٹے کو دیکھ لیا اور اب میرا وارث بھی پیدا ہوگیا۔ پھر میری طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا۔

اے میرے بیٹے کیا یہ تمنے اچھا کیا کہ اتنے برس مجھ سے فراموشی اختیار کی۔ پیارے اس سے پہلے تم کیون نہین آئے۔

یہ کہہ کے وہ بیہوش ہوگیا اُسوقت کی خوشی نے اُسے اُس دمِ واپسین مین بھی اتنی فرصت دے دی تھی کہ اُس نے آنکھ کھولکر دیکھا اور کچھ الفاظ زبان سے کہے لیکن پھر وہ غوطہ زن ہوگیا۔

میرا پُرانا اُستاد (مجھے پہچان کر) ٹھہرو حاجی اِسے خود ہوشیار ہوجانے دو ابھی یہ اپنی مرضی اور بھی ظاہر کریگا۔

ایک کم سن لڑکا (میری طرف دشمنی کی نگاہ سے دیکھکر) ہان ہان ہم ابھی یہی

دیکھ رہے ہین کہ آیا یہ حاجی بابا ہی ہی یا نہین۔
پیچھے مجھے معلوم ہوا کہ یہ میرے باپ کی پہلی بیوی کا لڑکا ہی اور وہ اس امر کا امیدوار تھا کہ ملک کے بہت بڑے حصتے کا مین مالک بنون رجب مین نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ تھے جو وہان کھڑے ہوے تھے تو معلوم ہوا کہ یہ سب میری سوتیلی ہی مان کے کنبے کے لوگ تھے کہ میرے باپ کے مال پر قبضہ کرنا چاہتے ہین لیکن صرف مین نے سب کے ارادے کو توڑ دیا۔
وہ سب اسبات مین مشتبہ تھے کہ آیا یہ حاجی بابا ہی ہی یا نہین۔ اگر وہان میرا پرانا اُستاد نہوتا تو وہ مجکو شاید بالکل ہی اُڑا دیتے۔
مگر جس قدر یہ شبہات تھے سب ایک ہی بات سے رفوچکر ہوگئے اور وہ بات یہ تھی کہ جب میری مان نے سُنا کہ میرا بیٹا حاجی آگیا ہی تو بھلا اُسے کہان تاب تھی وہ پھڑکتی ہوئی اندرون سے نقاب اُٹھاے ہوے باہر نکل آئی اور اپنے دونون ہاتھ پھیلاے ہوے یہ کہ رہی تھی کہ وہ کہان ہی۔ ہاے میرا بیٹا کہان ہی۔ ای حاجی میری روح بیٹا تو کہان ہی۔
جون ہی مین نے اپنے کو اُسکے آگے ظاہر کیا۔ بس دیکھتے ہی وہ میرے گلے لگ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور جسقدر آثار شفقت مادری کو سزاوار ہین اُسکی ہر ہر بات سے عیان تھے اور یہ حالتین سواے ایک پیاری اور چہیتی مان کے کسی کو نصیب نہین ہوتین میرے باپ کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی غرض سے طبیب نے ایک یاقوتی تجویز کی کہ یہ اُسکے حلق مین ٹپکاؤ۔ جب اس مرتے ہوے پُر امید باپ کو اُٹھانے لگے اور اُسکے افسردہ جسم پر کچھ حرکت پہونچی تو یکایک اُسکو چھینک آئی۔ جو حاضرین کے خیال مین بہت بُرا شگون سمجھا گیا۔ اِسپر کوئی شخص بھی یہ جرأت نہ کرسکا کہ جب تک کامل دو گھنٹے نہ گذر جائین اُسے دوائی دے۔ اسلیے دوائی یون ہی کی یون ہی

پیالے ہی مین رکھی رہی۔

جب دو گھنٹے کامل گذر گئے تو پھر دوائی کے دینے کی تجویز کی گئی لیکن جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اُسکی روح عالم باقی مین جا چکی تھی۔ حاضرین دیکھ کے بہت ہی خوف زدہ ہوے اور اُن لوگون کی مایوسی اور نا امیدی کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہین تھا جنکو یہ اُمید تھی کہ یہ مرتا ہوا شخص ضرور ہی کچھ اپنی مرضی اور بھی ظاہر کرے گا۔

بوڑھا مُلّا۔ اُٹھو اور اپنی مرضی ظاہر کرو ہم لکھنے کے لیے موجود ہین۔

یہ کہ کے اُس نے میرے باپ کا سر اُٹھایا وہان وہ کبھی کا حضرت عزرائیلؑ کا شکار ہو ہی چکا تھا روئی کے گالے کو پانی مین بھگو کے اُسکے مُنھ مین نچوڑا اور اُسکے پیر بہت ہوشیاری سے قبلہ کی طرف پھیر دیے گئے۔ جب یہ قطعی معلوم ہو چکا کہ اب اُسمین زندگی کی کوئی رمق بھی باقی نہین تو بوڑھا مُلّا سرھانے بیٹھا ہوا قرآن شریف بہت ہی لہک لہک کر پڑھنے لگا۔ ایک رومال کو تہ کرکے تو اُسکی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیا اور ایک رومال ڈھاٹے کی طرح سے اُسکے سر پر باندھ دیا تھا اور دونون انگوٹھے باہم مضبوط کس دیے گئے تھے اُسوقت جس قدر لوگ کھڑے ہوے تھے سب کلمۂ شہادت پکار پکار کے پڑھ رہے تھے اسی درمیان مین ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا اُسکے سر پر رکھا گیا۔

یہ سب باتین ہو گئین۔ اب جس قدر کہ اُسکے دوست تھے اور جتنے رشتہ دار تھے سب جمع ہو گئے اور اُسکی نعش کو مرکز بنا کر آہ وزاری اور ماتم کرنا شروع کیا وہ دو مُلّا جنکا مین پہلے ذکر کر چکا ہون کہ باہر دروازے کے منڈلاتے پھرتے تھے اب وہ اپنا فرض پورا کرنے لگے مکان کی چوٹی پر کھڑے ہو گئے اور اُنھون نے قرآن شریف کی آیتین زور زور سے پڑھنی شروع کین اس سے یہ غرض ہی کہ عام مین روشن ہو جائے کہ فلان مریض چل بسا۔

ماتم و آہ وزاری سب مین پھیل گئی تھی۔ جب اِس نالہ وبکا کی آوازین عورتون کے کان مین گئین جو پاس ہی کے ایک درجہ مین بیٹھی ہوئی تھین اُنھون نے بھی اُسی طریقے سے پیٹنا اور بیان کر کرکے رونا شروع کیا۔

میرا باپ اپنی حلیم الطبعی اور مروت و اخلاق سے ہر کہ ومہ کا پیارا تھا اور سب اُسے عزیز رکھتے تھے لیکن میری مان جو ایسے موقع پر ایک خاص ماتم کُن اور تمام تجہیز وتکفین کی رسم ادا کرنا یہ اُسی کا فرض تھا اُسکی بھی بہت سی عورات سے شناسائی تھی اس لیے پورا مجمع لیے ہوے وہ بھی ماتم کر رہی تھی اسوقت میرے باپ کی نعش پر اسقدر لوگ ماتم کنندہ تھے کہ کسی خان کو بھی اپنی موت مین یہ سامان میسر ہوتا ہوگا۔

میری اگر پوچھو تو ایک عجیب حالت تھی زمانے کے ہچکولون سے پہلے ہی شکستہ دلی اور خستہ خاطری نے میری طبیعت مین اپنا گھر کر لیا تھا۔ اور پھر اس خون آلود دل پر اور بھی یہ ایک چرکا لگا"۔ اور چرکا دیا جلا ونے جاتے جاتے"۔

خدا کی پناہ۔ گویا اگر اصلی ماتمی تھا تو مین تھا جسکو ایک لمحہ بھی ایسی فرصت کا نہ ملا جو اپنے پیارے باپ سے ایک مدت کے بعد تو کچھ باتین کرتا۔

ایک صحبت نہ میسر ہوئی تنہائی کی		جی کی جی ہی مین رہی تیرے تمنائی کی

مین اپنا سر پکڑے ہوے ایک کونے مین بیٹھا ہوا تھا اور سخت نالہ وبکا کر رہا تھا میری وہ آہ وزاری نہ تھی جو اور حاضرین کی طرح سے بناوٹی ہوتی بلکہ اصلی آہ وزاری تھی جسنے میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تھے۔ کہ اتنے مین میرے پاس ایک مذہبی شخص آیا اور اُس نے کہا حاجی بابا یہ کیا کر رہے ہو تم نے اب تک اپنے کپڑے نہین پھاڑے اس سے کیونکر معلوم ہو گا کہ تم اُسکے جانشین بیٹے ہو اگر تم کہو تو اس رسم کو مین ادا کر دون۔ مین نے اُسے اجازت دی کہ یہ ادبر کا کپڑا تو پھاڑ ڈالیو لیکن میرا کوٹ نہ پھٹے۔

جو کچھ اُسنے چاہا وہی مین نے اُسے کرنے کے لیے اجازت دیدی اُسنے یہ سُنتے ہی جھرجھر میرا کوٹ سلامت چھوڑکر اوپر کا کپڑا جو چار انچہ لٹک رہا تھا پھاڑ ڈالا اور اُسنے یہ بھی ہدایت کی کہ اس امر کی بھی رسم ہوتی ہی کہ سر ننگا رہے اور پاؤن برہنہ ہون۔ غرض کل باتین ختم ہونے کے بعد تدفین ہو گئی۔

جو کچھ اُسنے کہا اور ہدایت کی تھی مین نے اُسی طرح سے ہر ایک بات انجام دی اور لوگون کا بعد ازان اس امر مین اطمینان کرا دیا کہ مین ایک نہایت ہی عمدہ ماتمی کی نظیر ہون۔ میری مان کے غم کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہین تھا۔ اُسنے اپنے تمام بال نوچ ڈالے تھے۔ اُسکا سر ایک سیاہ دوشالے مین لپٹا ہوا تھا اور جسوقت نہایت دردناکی سے اپنے خاوند کا بیان کر کر کے روتی تھی سامعین کے جگر پھٹتے تھے۔

اُسوقت تمام ہمسائے۔ جان انجان اشخاص ملاؤن کو گھر کی چھت پر باآواز بلند قرآن شریف پڑھتے ہوے سُنکر غول کے غول جمع ہو کے آئے کیونکہ صرف قرآن شریف ہی سُننے سے اُنھین یہ معلوم ہو جاتا ہی کہ مریض مر گیا۔ انہین سے بعض تعزیت یعنی تسلی دینے کی غرض سے بھی آئے تھے جو اپنی عمدہ عمدہ تقریر سے رونے والون کو صبر دیتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ "بتحقیق اللہ صبر کرنے والون کے ساتھ ہی" میرا پُرانا اُستاد جو کہ اصلی تعزیت کرنے والا تھا اُسنے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے پاس بیٹھ گیا اور مجھے مفصلۂ ذیل ہدایتین اور نصیحتین کین۔

"ہان آخرکار تمھارے والد کا انتقال ہو گیا۔ ایسا ہی ہونا تھا۔ کس قدر صدمہ پہونچا ہی کیا مرگ سب چیزون کی انتہا نہین ہی۔ وہ پیدا ہوا۔ پھر اُسکے ہان بیٹا بھی ہوا۔ پھر اُس نے اپنی عمر بسر کی اور مر گیا۔ اس سے زیادہ اور کون کر سکتا ہی۔ اب تم اس دُنیا مین اُسکی جگہ سنبھالو۔ تم ایک ہونہار جوان ہو اور لاکھون آدمیون مین سے تمپر سب سے زیادہ یہ چشمداشت ہو سکتی ہی کہ تم اس سرسبز کھیتی کو پورے طور سے

پکاؤ گے اور پھر اس پختہ اناج کو کاٹ کر اس سے منفعت اُٹھاؤ گے۔ اب تم کیا اس شخص پر رونا چاہتے ہو جو خوش نصیب ہو چکا۔ بجاے حجامت بنانے کے اب وہ دو حوروں کے بیچ مین بیٹھا ہوا ہوگا اور شہد اور دودھ پیتا ہوگا۔ اب تم کیا اُسپر آہ وزاری کرنا چاہتے ہو۔ ہان اگر روؤ تو اس بات پر روؤ کہ افسوس تم وہان نہین ہو۔ تم اگر سب باتون پر خیال کرو تو تمھین معلوم ہو کہ واقعی یہ مقام گریہ نہین ہی بلکہ خوش ہونے کی جگہ ہی۔ ہان یہ امر قابل گریہ وزاری تھا۔ اگر وہ مسلمان نہوتا اور بے ایمان ہوتا۔ اگر وہ ایرانی نہوتا۔ اگر وہ اسلام کا قانونی فرزند نہوتا اُسنے تو مرتے وقت کلمۂ طیب زبان سے نکالا اور جنت مین پہنچ گیا یہ سب باتین بہت ہی خوشی اور شادمانی کی ہین"۔

غرض اسی طرح کی باتین کر کے وہ چلا گیا اور مجھے نوحہ کنان گریہ کے ساتھ نالہ کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔

وہ اشخاص جنکو مردہ شو کہتے ہین اندر بلائے گئے اُنکے ساتھ ایک تابوت تھا جس مین مردہ رکھ کے دفن کرنے کے لیے لیجاتے ہین۔ مجھ سے اس امر مین صلاح لی گئی کہ آیا جنازے پر کوئی دوشالہ چادر پشمینی یا اور کچھ کپڑا پڑیگا۔ یہ گویا معزز لوگون مین دستور ہوتا ہی کہ مردے پر ڈالدیا کرتے ہین اور وہ قبر تک یون لیجایا جاتا ہی۔ لیکن مین نے اس امر کو اپنے پرانے اُستاد بوڑھے ملا پر منحصر رکھا اُسنے یہ سُنتے ہی فوراً کہا کہ عام مین اُنکی عزت بڑھانے کے لیے زیبا ہی کہ اُسپر دوشالہ ڈالا جاے غرض یہ امر طے پا گیا نعش باہر نکالی گئی اور اب غسل کے لیے تیاری ہوئی۔ نہلانے والے اپنے کام مین مستعدی سے مشغول ہوے۔

پہلے نعش کو صاف ٹھنڈے پانی سے دھویا اور پھر کھلی سے وہ صاف کی گئی نمک اور کافور کفن مین لپیٹا گیا۔ اور اس طرح سے تکفین ہو کر تابوت مین رکھی گئی اور پھر قبرستان کی طرف لوگ لے چلے۔

وہ لوگ جو کثرت سے اس بات کے خواہشمند تھے کہ ہم ہی اپنے کاندھون پر

تابوت کو قبرستان تک اُٹھائے لیے چلین اور ہر متنفس اسکی خواہش کرتا تھا یہ اس بات کا کتنا ثبوت تھا کہ وہ میرے باپ سے بہت ہی محبت کرتے تھے - اجنبی اشخاص بھی جو کاندھا دینا ایک قابل اجر کام سمجھتے تھے راستہ چلتے چلتے دوڑتے تھے اور دو چار قدم کاندھا دے دیتے تھے - اور جب یہ جنازہ مدفن تک پہونچا تو لوگون کا مجمع بہت ہی کثرت سے تھا -

مین بھی کچھ دور کے فاصلے پر نعش کے ساتھ ساتھ اُس گروہ مین جا رہا تھا جو اپنے کو اُسکا رشتہ دار اور دوست کہتے تھے - پھر ملا جنازے کی نماز پڑھانے کے لیے کھڑا ہوا سب لوگ جمع ہو گئے مجکو بہت ہی قریب بُلایا اور جنازے کو زمین پر اُتروانے کے لیے کہا - ملا کے آگے ایک کپڑا بطور جانماز کے بچھایا گیا اور اُسنے نماز پڑھائی پھر مین نے اور کئی لوگون نے ملکے جنازے کو قبر مین اُتارا اُسوقت ملاؤن نے بارہ اماموں کے نام لیے اور پھر کچھ پڑھا گیا اور اُسکے بعد قبر بند کر دیگئی -

پھر سب لوگون نے الحمد پڑھی - پھر قبر پر چھڑکاؤ کیا گیا اور تمام لوگ پھر متوفی کے گھر کی طرف روانہ ہوے -

اب مجھے بھی لوگون نے کام کاج کرنے کے لیے شریک کیا - مین ہی تو اِس واقعۂ جانکاہ اور سانحۂ اندوہ والم مین ایک خاص شخصیت کا شخص ہو گیا تھا - میرے ہی دماغ کے قلعہ پر افواج غم و آلام نے تاخت و تاراج کی تھی -

افسوس - (اپنے دل کی طرف مخاطب ہو کر) وہ دینی عہد و پیمان جو مین نے حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام سے شہر کے منارے دیکھ کر کیا تھا ضرور پورا کرنا چاہیے اسکے موافق میرا مطلب حاصل ہوا ہو یا نہو - مجھے بہت ہی دلیری اور بے جگری سے خرچ کرنا چاہیے ورنہ مین ایک نافطرتی بیٹا ہونگا - اس لیے جب مین گھر مین آیا تو مین نے اندھا دھند آنکھون پر پٹی باندھ کر یہ کہدیا کہ ہر شئے بہت ہی

عمدہ اور نفیس طریقے پر انجام پذیر ہو۔

دو کمرے ایک مردون کے لیے اور ایک عورات کے لیے مرتب ہوے رواج کے موافق مجکو چونکہ مین خاص ماتمی تھا ان سب لوگون کی دعوت کرنی پڑی جو بدفن تک ساتھ ساتھ گئے تھے۔ یہان مین اپنے پلاؤ اور اپنی اقرار شدہ بھیڑ کو بھی نہین بھولا تھا مین نے مُلّا بھی ٹھہرا لیے۔ اُن مین سے دو تو مردانہ کمرے مین قرآن شریف پڑھنے کے لیے بٹھائے اور تیسرا باقیماندہ قبر پر قرآن شریف پڑھنے کے لیے بٹھایا گیا۔ وہان اُسکے لیے ایک چھوٹا سا ڈیرا بھی کھڑا کر دیا۔ عورات کے رواج کے موافق رونے پیٹنے کی رسم تین پانچ سات دن اور ایک ماہ تک بھی رہتی ہے۔ مین نے پانچ ہی دن مین پوری کر دی۔ اس عرصے مین ہر ایک رشتہ دار کھانا کھلاتا رہا۔ اس مدت کے اختتام ہونے پر چند بوڑھے مرد۔ اور عورتین ہمارے یہان ماتمی کپڑے سلوا کے لائین۔ اُس دن مجھے پھر دعوت کرنی پڑی اور جسقدر لوگ جمع تھے سب کو ایک ایک پارہ قرآن شریف کا پڑھنے کو دیا گیا جب وہ پڑھ چکے تو یہ پاک مذہبی تقریب ختم ہوئی۔

اسکے بعد میری مان مع اپنے چند رشتہ دارون اور مستورات کے جنسے اُسکا تعارف تھا۔ میرے باپ کی قبر پر گئی۔ اور مٹھائی اور خمیری روٹیان بھی اپنے ساتھ لے گئی اور وہان جاکے غربا کو تقسیم کر دیا۔ پھر وہان سے روتی ہوئی اور نالہ وزاری کرتی ہوئی اپنے مکان پر آئی۔

تین دن کے گذر جانے کے بعد میری مان کی وہی دوست مستورات اُسے حمام مین لے گئین تاکہ وہان غم کو کلیجے پر سے دھو ڈالے۔ اور یہی وقت گویا غم کے آخر ختم ہونے کا ہے۔ وہان اُس نے نہا دھو کر صاف کپڑے پہنے اور اپنے ہاتھ پیرون مین مہندی لگائی۔

اب یہان زمانۂ ماتم ختم ہوا۔مجکو یون خوشی ہوئی کہ مین نے اپنے باپ کے
کُل کام سنبھال لیے اوراسوقت مجھے صاف اور شفاف میدان ملا جس مین
قدمزن ہوکر مین اپنی آیندہ قسمت کو ٹٹولون۔

دُوسرا باب

حاجی بابا کا اپنے باپ کی ایسی ملک پر قابض ہوجانا جو دریافت نہ ہوئی تھی
لیکن حاجی بابا کا اُسپر شبہہ تھا۔

میرا باپ تو بغیر کسی وصیت کرنے کے مرگیا۔ہان البتہ مین بغیر کسی مخالفت
کے اُسکا وارث کہلانے لگا تھا۔

وہ لوگ جو میرے باپ کے مال کے وارث ہونے کی تمنا رکھتے تھے۔اُنھون نے
میری مایوسانہ صورت دیکھ کر مجھے بُرا بھلا کہنا شروع کیا اور انھون نے مجھے ایک
کمبخت مشہور کیا اور یہ کہا کہ یہ ہمیشہ جنگل درجنگل پھراہی بدوؤن کے ساتھ رہا ہی بھلا
اسکا کچھ ایمان کاہیکو ہوگا غرض یون ہی خرافات بکا کرتے تھے اور اپنے جلے
پھپھولے پھوڑتے تھے۔

چونکہ میرا ارادہ اصفہان مین رہنے کا تو تھا نہین تو مین نے چاہا کہ یہ جو میری حقارت
کرتے پھرتے ہین اور مجھے خواہ مخواہ بدنام کرتے ہین تو مین انکو اسکا پورا مزہ چکھادون
کہ نہ تو انھون نے نہ انکے باپ نے کبھی یہ لذت چکھی ہوگی۔کیونکہ اس قسم کی ترکیبین
مجھے بہت کچھ آتی تھین۔اور وجہ یہ تھی کہ میری زندگی کا پہلا برس ایسے ہی خونخوار
گروہ مین گذرا تھا۔

جب مین اور میری مان تنہا ہوئی مان تو وہ غمگین مان کہ جسکا سرتاج جاتا رہا اور
بٹیا وہ بٹیا جسکا دامن اُلفت کے سائے مین پرورش کرنے والا عالم خموشان مین

جا سویا ہو تو ہم دونوں غمگین ماں بیٹیوں نے یہ گفتگو کی۔

مین۔ ای اماں جان مجھ مین تجھ مین کوئی پردہ تو نہین ہی تو مجھے قرب علی حسین کے تعلق کی بابت تو کچھ خبر دے۔ وہ تم سے بہت ہی محبت کرتے تھے اور تم پر بہت ہی فریفتہ تھے ضرور اپنی پوشیدہ جمع سوا تمھارے وہ کسی کو بھی نہ بتا گئے ہونگے۔

ماں۔ (بہت ہی گھبراہٹ اور اضطرابی کی حالت مین) مین کیا جانون بیٹیا اس بات کی مجھے کیا خبر۔

مین۔ آپ ذرا صبر سے میری تقریر کو گوش گزار کر لین۔ تم جانتی ہو کہ قانون کے موافق جو اُسکا وارث ہی اُسپر اُسکے قرضے کا بار پڑیگا تو پھر وہ ضرور ہی ادا کرنا ہوگا جو کچھ روپیہ تجہیز و تکفین مین اُٹھا وہ بھی بہت ہی بڑھ گیا۔ اب مین تو بالکل خالی ہاتھ ہون اگر مجھے وہ پوشیدہ پونجی ہاتھ لگ جائیگی تو میری زندگی ہو جائیگی۔

یہ تو ایک امر ظاہر ہی کہ ان سب کامون کے لیے روپیہ چاہیے یا اگر روپیہ نہوگا تو میرا اور میرے باپ کا نام لوگون مین بےعزت ہوگا اُسوقت میرے دشمن بھی مجھپر غلبہ پائینگے وہ ضرور دولتمند ہوگا ورنہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو زمانہ ساز گروہ بھلا اس مرگی بستر کو کیون گھیرے رہتے وہ تو میرے آنے سے دفع ہوے تو ای میری پیاری ماں تو مجھے بتا دے کہ نقدی کہان رکھی ہوئی ہی اور اُسکا قرض کس کس پر لینا ہی۔ اور جو کچھ ظاہرا آنکھون کے آگے رکھا ہوا ہی اسکے علاوہ اور اسکی کیا ملک ہی۔

ماں۔ ای اللہ یہ کیا باتین ہین۔ تمھارا باپ ایک نیک شخص اور غریب شخص تھا نہ اُسکے پاس زر نقد تھا نہ اور کچھ سامان تھا نہ روپیہ۔ بیشک صرف سوکھی روٹی کھانے کے لیے رہگئی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ اِس بیچارے کو آمد ہی کیا تھی جب کبھی کوئی کاروان آتا تھا تو کثرت سے اُسے حجامتین ملجاتی تھین تو اُسوقت تو ہم پلاؤ اور کباب کھاتے تھے لیکن جب وہ کاروان چلا گیا پھر وہی نوبت ہوگئی۔ اور

بھکاریون کی طرح سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ایک روٹی کا ٹکڑا۔ ایک پنیر کا پُرزہ ایک پیاز کی گٹھی یا اور کچھ شوربہ بس یہ ہماری روزانہ خوراک تھی۔ اور ان حالتون مین ای پیارے بیٹے کیا یہ ہوسکتا ہی کہ تم مجھ سے روپیہ کے لیے پوچھو اور روپیہ بھی زرنقد۔ شاباش "۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند "۔

دیکھو یہ گھر تو ہی جسکو تم دیکھ رہے ہو اور بخوبی جانتے ہو اُسکی دکان بھی مع سامان کے موجود ہی۔ تم ٹھیک ایسے وقت پر ای میرے بیٹے ہو پہنچے کہ اپنے باپ کے قدم بقدم ہو اور اُسکا کام سنبھال لو اور انشاءاللہ تمھارے ہاتھ خوش نصیب ہون پھر بھلا یہ تنگی کا ہیکو رہیگی ایک ہی سال مین سب دلدر پار ہو جائینگے۔

مین۔ بڑے ہی تعجب کی بات ہی۔ پچاس برس یا اُنسے کچھ اوپر گذرے کہ اسنے سخت اور شدید محنتین کین اور پھر اُسکے پاس کچھ بھی نہ نکلے تو اِس بات پر مین کسی رمال کو بلوانا چاہیے۔

میری مان۔ ذرا بھونچکی ہو کر۔ رمال وہ کیا کام دے سکتے ہین وہ تو یہ ہی کہ جب کہین چوری ہو جاتی ہی تو اُنھین بلاتے ہین۔ تم اپنی مان کو چور تو نہ بناؤ گے۔ کیا حاجی بناؤ گے جاؤ اپنے دوستون سے اس امر مین صلاح لو اور اپنے باپ کے دوستون اور خصوصًا آخون سے۔

مین۔ ای میری مان تو کیون غلط بیانی کرتی ہی۔ غالبًا آخون بھی نہین جانتا کہ میرے باپ کی آخری خواہشین کیا تھین ہان وہ یہ مجھ سے کہہ سکتا ہی کہ روپیہ اُسنے چھوڑا ہی یا نہین اور کہان ملے گا۔

مین سیدھا اُٹھا ہوا اُس بوڑھے آخون کو تلاش کرنے چلا گیا۔ مین نے دیکھا کہ وہ اُسی کہنہ مسجد مین بیٹھا ہوا ہی اور اُسکے گرد شاگردون کی جماعت موجود ہی جسمین بیس برس پہلے مین بھی تعلیم پاتا تھا۔

جون ہی اُسنے مجھے دیکھا خیر مقدم کہا اور سب شاگردون کو رخصت کر دیا۔
مین۔ آہ ای آخون تم میری داڑھی پر نہ ہنسنا۔ میری خوش قسمتی مجھے چھوڑے جاتی ہی۔

آخون۔ (اپنے دونون ہاتھ زانوون پر رکھے ہوے) واللہ جو کچھ تو ہی وہ تو ہی خوب جانتا ہی۔ (پھر میری طرف مخاطب ہوکر) ہان ای میرے بیٹے دنیا کا یہی حال ہی اور یہ ہمیشہ یون ہی چلی جائیگی نہ کچھ چاہو نہ کسی شی کی تلاش کرو نہ تمھاری کوئی خواہش کریگا۔ نہ تلاش کریگا ورنہ انسان کا تو یہ حال ہی کہ جب تک مرتا ہی اُسوقت تک بھی اُسکے دل کی خواہشون کا دروازہ بند نہین ہوتا۔

مین آپ کتنے دن سے صوفی ہین کہ اس قسم کی باتین کرنے لگے جب میری بری قسمت مجھے کوم (قم) لے گئی تھی تو مین بھی اسی قسم کی باتین کر سکتا تھا لیکن چونکہ اب مین اور ہی مقام مین ہون اس لیے اب یہ خیالات نہ ہونگے۔ اسکے بعد مین نے اُسوقت اپنے آنے کی غرض ظاہر کی اور اُس سے کہا کہ میرے والد کی پوشیدہ جمع کی اگر آپکو اطلاع ہوئے تو بتا دیجیے۔

یہ سُنکر آخون ذرا کھنکارا اور بڑا عقل و دانشمندی کا چہرہ بنا کر اور صدہا قسمین وغیرہ کھا کھو کر وہی کہا جو مین اپنی مان سے سُنکر آیا تھا۔ اور اُسنے مجھے یقین دلانے کی کوشش کی کہ تیرا باپ ہرگز کچھ نقد نہین چھوڑ گیا اور سامان کی بابت حاجی جو کچھ تم پوچھتے ہو وہ تمھاری آنکھون کے آگے موجود ہی۔ جسکو تم بخوبی جانتے ہو۔

مین نے اپنے دل مین کچھ مایوسانہ تفکر کرکے اپنا تعجب ذرا تیز لفظون مین ظاہر کیا مین بخوبی واقف تھا کہ میرا باپ بہت ہی خوبی کا مسلمان تھا اور اُسکی عمدگی یہ تھی کہ منافع پر اپنا روپیہ لوگون کو قرض دیدیتا تھا کیونکہ مجھے ایک حالت ایسی یاد آئی کہ جب مین بہت ہی بچہ سا تھا اور اُسوقت یہ معاملہ ہوا تھا۔ اس بات نے پورا پورا ثبوت دیدیا۔

ایک دفعہ میرے پہلے مالک عثمان آغا نے میرے والد سے بطور قرض روپیہ طلب کیا
تھا اور کہا تھا کہ اس قدر زیادہ سود دونگا۔ یہ سُنکر میرے والد نے سود لینے کا
مسئلہ ایک کٹ ملّا سے دریافت کیا اُسنے کہدیا کہ قرآن شریف مین اِسکی سخت ممانعت
آئی ہو اب یہ مین نہین کہہ سکتا کہ آیا اُسنے میرے باپ کے دل پر اثر کیا یا نہین اور اُسنے
عثمان آغا کو روپیہ دیا یا نہین دیا۔ لیکن یہ مجھے بخوبی یقین تھا کہ جب میرا باپ کوئی
کام کرتا تھا شریعت کو طاق پر رکھ دیتا تھا اور ہرگز اُسنے کبھی یہ راستہ ہی نہین چلا جب
چلا بے قانون شریعت مطلب یہ تھا کہ نفع ہو جس طرح سے پیدا ہوا تھا اسی طرح سے مرگیا
اور خاصہ ایماندار رہا۔ کوئی بات بے ایمانی کی پائی ہی نہین جاتی تھی۔
مین بہت ہی آزردہ خاطری سے اُٹھکر سیدھا اُس مقام کی طرف روانہ ہوا جہان
مین نے اپنی زندگی کا پہلا حصّہ گذرانا تھا یعنی اپنے باپ کی دُکان پر پہونچا اور راستہ مین
مین یہ خیال کرتا جاتا تھا کہ آیندہ زندگی کیونکر گذارنی چاہیے اور وہ کونسا طریقہ اختیار
کرنا زیبا ہو جس سے آیندہ قسمت درست ہو اصفہان ہی مین رہنا یہ تو محض بے سود تھا۔
کیونکہ مجھے اِس مقام اور اس شہر کے باشندون سے سخت ہی نفرت تھی تو اس خیال نے مجھے
اس طرف متوجہ کیا جو کچھ چیز میری ہو اُسکو مین سنبھالون اور سیدھا دارالخلافہ کی
طرف چلا چلون "چلو چلو تو سہی جو کچھ کرے میرا مولی کرے"
وہان آیندہ قسمت آزمائی کے لیے مجھے میدان ملے گا جسمین مین بخوبی راہ طے کرسکون
مگر یہ تو سب کچھ تھا یہ خیال اب بھی میری طبیعت سے نسیًا منسیًا نہین ہوا تھا کہ میرا
باپ ضرور زرنقد چھوڑ مرا ہی۔ اب مجھے اس امر کی کس قدر بیتابی تھی کہ تو بہ ہو۔ اپنے
دل مین خیال کرنے لگا کہ تجکو تو اس شہر مین کوئی جانتا نہین روپیہ حاصل ہونے پر
کامیابی ہو تو کیونکر ایک مصیبت مین جان ہو۔ دل مین آیا کہ چلو قاضی کے اجلاس مین
مقدمہ پیش کرو جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا۔ یہ خیال کرتا ہوا مین اپنے باپ کی دوکان کے

قریب پہونچا۔ سامنے وہی بوڑھا دربان کھڑا ہوا دیکھا۔

دربان۔ سلام علیکم آغا۔

حاجی آغا جیے ہزار برس		ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

اور اللہ کرے تمھاری بہتات کو ترقی ہو۔ تمھارے دیکھنے سے میری آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔

مین۔ اللہ کرے آپ کی عنایت مجھپر یون ہی ہمیشہ رہے اور خدا کرے آپکا بول بالا ہو کہ آپ مجھ سے اس طرح سے پیش آتے ہین۔ بہتات کی نسبت جو آپ نے دعا دی تو بہتات ہان بیشک غم والم کی تو زیادہ ہوتی جاتی ہی۔ دیکھیے میرا پتہ پانی ہوا جاتا ہی اور میری روح گھلی جاتی ہی۔

بوڑھا شخص۔ کہو تو سہی پیارے حاجی یہ کیا خبرین ہین تمھارے باپ کا (خدا اُس کو بہشت نصیب کرے) ابھی انتقال ہوا ہی وہ ہمارا بہت بڑا دوست تھا۔ تم اُسکے خاصے وارث ہو ماشاءاللہ تم نوجوان بھی ہو خوبصورت بھی ہو۔ تمھاری زیرکی بھی کچھ کم نہین ہی اب پھر اس سے زیادہ کیا چاہتے ہو۔

مین۔ مین اُسکا وارث ہون یہ تو سچ ہی لیکن پھر کیا۔ فرمائیے تو سہی مجھے نفع ہی کیا ہوا جب مین نے صرف ایک مٹی کا مکان۔ ایک پھٹی ہوئی دری۔ چند ظروف۔ اور کچھ پُرانا واہیات اسباب سامنے والی دُکان مین کیا ہی صرف ایک پیتل کی کٹوری ہی اور کوئی بارہ استرے ہین مین تو اس وراثت پر تھوکتا ہون۔

بوڑھا شخص۔ لیکن ای حاجی تمھارا وہ زر نقد کہان ہی تمھارا باپ (خدا اُسکی مغفرت کرے) مشہور تو یہی ہی کہ وہ بہت ہی روپیے والا شخص تھا۔ ہر شخص جانتا ہی کہ اُسنے بہت ہی کچھ اپنی زندگی مین فراہم کیا ہی اور کوئی دن ایسا ناغہ نہ جاتا تھا کہ جس مین وہ جوڑتا نہ ہو۔

مین۔ یہ درست ہی اے بوڑھے مہربان لیکن مجھے اُس روپیہ سے فائدہ کیا ہی مجھے معلوم نہین کہ اُسنے کہان رکھا ہی پھر میرے ہاتھ کیونکر لگ سکتا ہی میری بان کا تو یہ قول ہی کہ اُسکے پاس کچھ نہ تھا ہی آخون بھی رونا روتا ہی۔ مین کوئی افسونگر اور ساحر تو ہون نہین کہ سچ اور حق الامر ظاہر کر دون۔ میرا یہ ارادہ ہی کہ قاضی کے پاس جاؤن

بوڑھا شخص۔ قاضی کے پاس توبہ توبہ خدا ایسا نہ کرے ہرگز اُسکے پاس نہ جائیو نا بابا نا خدا اُسکے سائے سے بچاے وہ تو بڑا بیڈھب آدمی ہی۔ دیکھو تم ایسے موقع پر کاروانسرا کا دروازہ کھڑکاؤ کہ مین نہ ہون اور پھر اُس سے جاکر انصاف طلب کرو رنگر تمھارے معاملے مین مشکل تو یہ ہی کہ جو یہ جانتے ہین کہ تمھارے باپ کے پاس بیشک جمع تھی وہ تمھارے دشمن ہین تو کیا تم یہ نہین سمجھتے کہ وہ قاضی کو بھر کانے مین کمی کرینگے تو پھر یہ کیا ممکن ہی کہ قاضی تمھاری جانب داری مین فیصلہ سُنا دے۔

مین۔ تو پھر اب کیا کرنا چاہیے اور اس درد کا علاج کیا ہوگا۔ اچھا کچھ رمال بھی ایسے موقع پر کیفیت کھو لینگے۔

بوڑھا شخص۔ ہان پیارے اسمین کچھ نقصان نہ ہوگا۔ مین جانتا ہون جب سے مین یہان ملازم ہوا ہون اُنھون نے کاروانسرا مین کئی باتین ایسی کی ہین کہ واہ واہ۔ تجار کا اکثر روپیہ جاتا رہا ہی اور پھر جہان رمالون نے پانسا پھینکا اور روپیہ مل گیا۔ اور یہ بڑی بات تو جب ہوئی کہ جب ترکمانون نے یہان حملہ کیا تھا اور جسقدر کہ مال و اسباب برباد ہوا تھا سب پورا پورا ظاہر ہو گیا تھا۔ افسوس وہ ایک بہت بڑا عجیب موقع تھا مجھپر تو ایک مصیبت نازل ہو گئی تھی چند بدمعاشون نے کہین مجھپر یہ الزام لگا دیا کہ یہ چورون سے ملا ہوا تھا۔

اور ایک زیادہ عجیب تر بات تو یہ ہی کہ حاجی تم بھی قزاقون مین تھے کیونکہ یہ صرف تمھارے ہی نام کی وجہ تھی کہ کُتے کے بیٹے نے دھوکہ دے کر مجھ سے دروازہ

کھلوا لیا اور پھر تمام نقصان سہنا پڑا۔

میرے لیے بہت ہی خوش قسمت مقام سمجھیے کہ اوّل تو اس بوڑھے شخص ورباں کو کچھ دکھائی بھی کم دیتا تھا دوسرے میرے چہرے مین کچھ ایسا تغیر و تبدل آ کر واقع ہوگیا تھا کہ وہ مجھے پہچان نہ سکا ورنہ سخت ہی وقت کا سامنا کرنا پڑتا۔ غرض میری اور اُسکی تقریر اس بات پر ختم ہوئی کہ اُسنے مجھ سے وعدہ کیا کہ مین ایک ایسا رمّال تمھارے پاس بھیجونگا جو نہایت ہی مشہور و معروف شخص ہی اور جسکو اتنا بڑا علم ہی کہ اگر ایک سونے کا ٹکڑا بیس گز کی گہری زمین مین بھی مدفون ہو جب بھی وہ بتا دیتا ہی۔ اور وہ کاشانی مشہور ہی۔

تیسرا باب

حاجی بابا کا رمّال سے تلاش زر کرانا

دوسرے دن علی الصباح نماز فجر کے کچھ ہی دیر کے بعد ایک چھوٹا سا شخص میرے کمرے مین آیا جسکو دیکھکر مین سمجھ گیا کہ یہ رمال ہی۔ یہ ایک کوزہ پشت شخص تھا اور ایک بہت بڑا سر والا جسمین دو آنکھین اس طرح سے روشن چمکتی تھین کہ مجھے معلوم ہوا کہ یہ ایک ہی نگاہ مین سب تاڑ لیگا اسکی صورت سے عقلمندی اور روشن دماغی ہویدا تھی۔ یہ ایک کلاہ درویشانہ پہنے ہوے تھا جس پر کالے بالون کا گچھا لٹکا ہوا اُڑتا تھا اسکی آنکھین جو پپوٹے کی بھرتی سے (جو اصلی تھی یا نہین تھی اس سے مین واقف نہین) ستارون کی طرح سے چمکتی تھین جس سے یہ رمال دیو معلوم ہوتا تھا کہ ناک پر دو مشعلین ہین کہ روشن ہین۔

مجھ سے اِسنے بہت ہی تنگی سے سوالات کیے اور کہا کہ تم مجھ سے اپنی زندگی کے تمام واقعات بیان کرو اور خصوصاً وہ موقع بھی بیان کرو جب تم اصفہان مین واپس آئے ہو۔

تمھارے باپ کے بڑے بڑے ظاہر اور دست کونسے ہین اور تمھارا شبہہ اصلی کیا ہی
غرض جسقدر خاص خاص اور پتے کی باتین تھین سب اُسنے پوچھ لین اور اس طرح سے
کھود کھود کر دریافت کیا جیسے کوئی طبیب مریض سے کیفیت مرض دریافت کرتا ہی۔
جب مین اُس سے ساری باتین کہہ چکا اور وہ پوری پوری حالت سے واقف
ہوگیا تو اب اُسنے مجھ سے یہ کہا کہ وہ احاطہ بتاؤ جہان تمھارا باپ رہا کرتا تھا۔ میری
مان اُسدن صبح کو حمام مین نہانے چلی گئی تھی مین موقع دیکھ کر خاص اُسکے کمرے مین
اُسے لے گیا رمال نے مجھ سے یہ کہا کہ تم مجھے اکیلا چھوڑ کر یہان سے چلے جاؤ تاکہ مین کچھ
تحقیق و تفتیش کی فکر کرون اور معلوم کرون کہ زر نقد کہان رکھا ہوا ہی۔ مین باہر چلا آیا
رمال پاؤ گھنٹے کے بعد باہر نکل آیا اور کہا کہ جب تک تمھارے والد اور والدہ کے
جان پہچان ملکر مکان مین نہ بیٹھین گے یہ کام نہین ہوسکتا اور اُسی وقت مین اپنا عمل بھی
کرونگا جہان اکھٹے ہوے اور مین آیا۔ ابتو مین جاتا ہون۔
مین نے اپنی مان سے رمال کی بابت تو کچھ بھی نہین کہا بلکہ صرف یہ کہا کہ تم ان
عورات کو بھی بلالو جو تم سے دوستی و تعارف رکھتی ہین اور والد کے دوست آخون اور دربان کو
مین خود کہہ آیا کہ کل آپکی دعوت ہی یہی مین نے اپنی مان سے کہا سب کی دعوت کرنا چاہتا ہون
جب وہ علین وقت پر جمع ہوگئے تو کھانا وانا کھلانے کے بعد مین نے انسے اپنی رائے
ظاہر کی کہ شاید میرے اس درد و اضطرابی کے لیے کوئی مسیحا نکل آئے مگر نہین سب نے کانون پر
ہاتھ رکھا اور صاف انکار کیا۔ جب یہان سے بالکل امید منقطع ہوگئی اور یہ بات ذہن نشین
کرلی گئی کہ اب عقدہ کشائی یون ہونی مشکل ہی تو ناچار رمال تیز نگاہ نامے کو بلوایا وہ
ایک شخص کی ہمراہی مین جسکے ہاتھ مین کوئی چیز رومال مین لپٹی ہوئی تھی آیا۔ عورتون
کو حکم دیدیا گیا کہ سب اپنی اپنی گھونگھٹین ڈال لین کیونکہ بہت جلد مردون سے انکا
آمنا سامنا ہوجائیگا۔ اب مین نے رمال سے کہا کہ آپ اپنا عمل شروع کیجیے۔

تیز نگاہ نے پہلے تو سب کی طرف بہت نگاہ ٹھہرا ٹھہرا کر دیکھا لیکن سب سے زیادہ ٹکٹکی باندھ کر آخون کو دیکھتا رہا جب آخون نے دیکھا کہ میری طرف دیکھے جاتا ہی اور پلک جھکاتا ہی نہین تب تو اُسکے ہوش و حواس اُڑے اور گھبرا کر بول اُٹھا (آنکھین اور داڑھی نیچی کر کے) اللہ اللہ (اپنے دونون کاندھون کی طرف پھونک کر) توبہ خدا ے تعالی ارواح خبیثہ سے بچاے اِسکی اس حالت پر لوگ خندہ زن ہوے مگر آخون کو ذرا بھی ہنسی نہین آئی

اسکے بعد تیز نگاہ نے اپنے ساتھی کو آگے بلایا اُسنے اس لپٹے ہوے رومال مین سے ایک پیتل کا پیالہ نکالا جس پر چارون طرف آیات قرآنی کندہ تھین اور جو چوری وغیرہ ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتی تھین - یہ شخص تیز فہم صرف چند الفاظ سے زیادہ کہنا جانتا ہی نہین تھا کیا تو یہ کہتا تھا - ان اللہ علیم خبیر - یا - ان اللہ سمیع بصیر - یعنی اللہ کو سب کا علم ہی اور سب سے باخبر ہی اور اللہ سنتا بھی ہی اور دیکھتا بھی ہی - پھر یہ پیالہ یا کٹوری تیز نگاہ نے آنگن مین رکھی اور کچھ اپنے کرتب کیے بڑبڑایا بھی اور ہاتھ پیرون سے بھی کام لیا -

پھر اس تیز نگاہ نے تمام ناظرین سے کہا - انشاء اللہ تعالی اب یہ کٹوری از خود وہان چلی جائیگی جہان مرحوم و مغفور قرب حسین کی دولت مدفون ہی -

یہ سُنکر ہم سب ایک دوسرے کی طرف نظر کرنے لگے کوئی متعجب تھا کسی کو یقین نہ آتا تھا اور کوئی کچھ سمجھتا تھا - یہ تیز نگاہ اُسکی طرف جُھکا اور اُسنے اُسے ہاتھ سے کچھ ریل کر آگے کی طرف بڑھایا اور یہ کہتا رہا کہ دیکھو وہ چلی وہ چلی اب کوئی چیز بھی اُسے نہین ٹھہرا سکتی اب میری رہبری پر چلے گی - ماشاء اللہ ماشاء اللہ -

ہم اُسکے ساتھ ساتھ چلے یہان تک کہ وہ حرم کے دروازے پر پہونچی مین نے اندر آنے کے لیے دروازے کو کھٹکھٹایا - تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھلا - دیکھا کہ کثرت سے عورتین بیٹھی ہوئی ہین اور بہت سی بہت ہی بے صبر ہین کہ دیکھیے یہ عجیب و غریب

کٹوری کیا سانگ کرتی ہی جب یہ اس دالان کے کونے مین چلنے لگی تو رمال نے اُن عورتون سے کہا جو دروازے پر کھڑی ہوئی تھین کہ اس کٹوری کو راستہ دیدو۔ اسپر کمرے کی تمام کھڑکیان کھُل گئین (رمال کہتا جاتا ہی) راستہ دو دیکھو میری راہنما کو کوئی بھی نہین ٹھہرا سکتا۔

بار بار مین نے دیکھا کہ کوئی عورت رمال کو آگے بڑھنے سے مانع آتی ہی جب کئی دفعہ مانع آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ میری ماں ہی جو اُسے آگے بڑھنے نہین دیتی یہ دیکھ کے رمّال نے نصیحتاً کہا مگر کچھ تلخی سے کہ میرا راستہ صاف کیون نہین کرتی۔

رمّال کیا تم نہین دیکھتین کہ اسوقت ہم خدا کا کام کر رہے ہین۔ انصاف ہوگا اور کیا تم چاہتی ہو کہ انصاف نہو اور برائی ہو جائے۔

غرض وہ اُس کونے مین اُس کٹوری کی رہنمائی سے پہونچا جہان یہ تو صاف ہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ زمین کچھ کھُدی ہی اور یہین حضرت یہ کہکر ٹھہر گئے۔

بسم اللہ آپ سب لوگ میرے ارد گرد کھڑے ہو جائین اور جو کچھ مین کرون اُسے بغور ملاحظہ کرین۔

رمّال نے اُس زمین کو اپنی چھُری سے کھودا اُسکی مٹی الگ الگ اُٹھا کر رکھی جب بہت کھُدی تو چند برتن مٹی کے نکلے اور جگہ اسقدر خالی تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہان اور بھی برتن مٹی کے رکھے ہوئے ہونگے۔

رمّال۔ دیکھو دیکھو یہان روپیہ تھا لیکن اسوقت نہین ہی۔

یہ کہہ کے اُسنے اپنی کٹوری کو اُٹھا لیا اور اسپر شفقت کرنے لگا اور اُسکے چھوٹے چچا اور روح کو بلا یا۔

یہ دیکھ کر ہر شخص بہت ہی چونکا اور سب غل مچانے لگے کہ عجائب عجائب اب اس بوڑھے کوزہ پشت پر نگاہین پڑنے لگین کہ بھئی یہ تو کوئی اور ہی شخص ہی

آدمی تو ہرگز نہین ہی۔

دربان جوکہ ایسے مشاہدون اور تحقیقات کا عادی تھا آخر اس دریافت کرنے کی دلیری کر ہی بیٹھا کہ جناب یہ تو بتائیے کہ چور کہان ہی۔ یہ تو تمنے دکھادیا کہ یہان خزانہ مدفون تھا لیکن ہم تو اُس شخص کو جسنے خزانہ اُڑا لیا ہی گرفتار کرنا چاہتے ہین بس یہی ہماری خواہش تھی۔

رمّال بہت نرمی سے ۔ اے میرے دوست دربان تو اسقدر جلدی جرم سے مجرم تک جست لگانے کی فکر نہ کرے ہر مرض کی ہمارے پاس دوا ہی ہان اُسکے لیے کچھ وقت درکار ہی۔ پھر اس تیز نگاہ نے اپنی نظر حاضرین پر ڈالی اور چمکتی ہوئی آنکھون سے سب کی طرف دیکھکر کہا مجھے یقین ہی کہ ہر شخص شبہہ سے بالکل صاف ہوگا اور جس کام کرنے کا میرا ارادہ ہی اُسکو پسند کریگا عمل بہت ہی سادہ ہی اور بہت جلد ختم ہو جائیگا۔

البتہ۔ بلے۔ این چہ حرف است ہر شخص کی زبان سے یہ حرف نکلے ۔ اب مین نے رمّال درویش سے آگے بڑھنے کی درخواست کی۔

درویش نے پھر اپنے خادم کو بُلایا اور وہ کٹوری تو اُسکے حوالے کی اور اس سے ایک تھیلی لی۔

درویش۔ (رمّال) اس تھیلی مین کچھ پُرانے چاول ہین تو تھوڑے تھوڑے چاول اسمین سے ہر شخص کو چبانے پڑینگے۔ دیکھو کوئی صاحب اسکے توڑنے مین پرہیز نہ کرین کیونکہ ابلیس بہت ہی قریب موجود ہی۔

یہ کہکر اُسنے تھوڑے تھوڑے سے چاول لیکر ہر شخص کے مُنھ مین بھرے اب وہ اُسے چبانے لگے۔ مین چونکہ مستغیث تھا تو مجھکو تو یہ چاول نہین چبانے پڑے مگر میری مان بھی اس پھیر مین نہین آئی یکایک درویش کی نگاہ اُسپر جا پڑی وہ فوراً بول اُٹھا کہ یہ زر نقد تمھارا نہین ہی جو تم چاول نہین چباتین بلکہ تمھارے بیٹے کا

ہی۔ہان اگر تمھارے خاوند کا مال جاتا تو یہ بات دوسری تھی۔
آخر میری مان نے بھی پسند کر لیا اور چاول لے کر چبانے شروع کیے اُسوقت سب کے جبڑے برابر چل رہے تھے بعض تو یہ دیکھ کر خندہ زن تھے اور بعض اسے ایک سخت اور شدید امتحان سمجھتے تھے۔اور اُنکے چہرون پر گونہ کدورت بھی تھی۔
جب ہر شخص نے چبا چبا کر وہ چاول زمین پر ڈالے تو اُسوقت فقیر کو بلایا گیا کہ دیکھے چاول کیا کہتے ہین۔
سوائے میری مان اور آخون کے سب بیگناہ ثابت ہوے کیونکہ آخون نے تو وہ چاول چبائے ہی نہین تھے اور مُنھ مین ہلا رہا تھا جب اُسکے تھوکنے کی باری آئی تو اُسنے ذرا آواز بدل کر کہا کہ آپ بھی عجیب ہین مجھ ایسے بوڑھے کو جسکے مُنھ مین دانت اور نہ پیٹ مین آنت یہ چاول چبانے کو دیے ہین بھلا مجھ سے یہ کب چب سکتے ہین یہی میری مان نے کہا کہ میرے دانت ایسے کمزور ہو گئے ہین کہ مجھسے یہ سخت چاول نہین چب سکتے یہ سُنکر سب کی نگاہین دونون کے چہرون پر پڑنے لگین اور اب انھین لوگ اور ہی نظر سے دیکھنے لگے۔میری مان ایک زمانہ ساز اور بڑی ہوشیار بڑھیا عورت تھی بآواز بلند یہ کہنے لگی۔یہ کیا بچون کا کھیل کر رکھا ہی۔کسی نے آجتک سُنا ہی غضب خدا کا کہ مان کی اُسکا بیٹا یون سر مجلس بے عزتی کرے اور اسکے علاوہ اپنے پُرانے بوڑھے اُستاد کی۔ شرم شرم معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود ہی چور رہی۔
درویش۔کیا ہم گدھے ہین احمق ہین کہ ہم اس طریقے سے اپنا عمل کرتے ہین۔ آیا اس کونے مین روپیہ تھا یا نہ تھا۔آیا دنیا مین چور ہین یا نہین ہین۔(میری مان اور آخون کی طرف اشارہ کر کے) اس عورت اور اس مرد نے نہین چبابے اور سب نے چبا لیے ہین۔۔شاید یہی سچے ہون۔چونکہ یہ ضعیف ہین اس سبب سے نہین چبا سکتے ہون یہ بھلا کون شخص کہتا ہی کہ اُنھون نے روپیہ چُرا لیا۔یہ اپنی طبیعتون مین اُسکا بخوبی علم

رکھتے ہین مگر وہ مشہور رمال ہزار فن نامے جو فرس عظیم کو اپنا دلی دوست کہتا ہی اور سیارۂ زحل پر اُسکا بہت بڑا بھروسہ ہی۔ وہ وہ شخص ہی جو بے تکلف جو کچھ آدمی نے پہلے خیال کیا یا جو کچھ اپنی طبیعت مین رکھتا ہی بخوبی بتا سکتا ہی اُسکا یہ قول ہی کہ صرف ایسے موقع پر امتحان کے لیے جادوون سے زیادہ کوئی چیز بھی مفید نہین ہی۔ تو اب اے میرے دوستو یہ تو بہت ہی آسان بات تھی کچھ شیرون کا قتل کرنا تو تھا نہین کہ تمھارے اندام مین رگ رگ مین ڈر پھیل گیا اگر تمھین میرے ہنر اور فن اور عمل پر کچھ شبہہ ہی تو میرا ارادہ ہی کہ مین دوسرا عمل اس سے بھی زیادہ آسان تمھین کرکے دکھادون تمھین کچھ بھی نہ کرنا پڑیگا صرف تمھارے دماغون پر کچھ افسون پڑھا جائیگا اور وہ وہ افسون ہوگا کہ چور سب کے آگے بڑھکر خود کہے گا کہ مین نے وہ زر نقد یا مال و اسباب لیا ہی۔ رات بھر مین اس کونے مین اپنا عمل رکھونگا مجھے یقین کامل ہی کہ کل علی الصباح اسی گڑھے مین حاجی (میری طرف اشارہ کرکے) اپنا گم شدہ روپیہ پائے گا۔ گو یہ بات عجیب ہی لیکن مین فی مثقال اپنی داڑھی کے بال دیتا ہون اگر کوئی چیز ظاہر نہ ہوئی۔

اَب یہ اس کونے مین اپنا عمل کرنے بیٹھ گیا۔ لوگون کی نگاہین برابر مجھپر اور درویش پر پڑ رہی تھین بعض کا تو یہ خیال تھا کہ درویش اور حاجی بہت ہی نابکار اور نالایق ہین اور بعض کا خیال میری مان اور آخون کی طرف جاتا تھا۔

سب لوگ پھر رخصت ہوے اُن مین سے بہت لوگون نے وعدہ کیا کہ ہم مقررہ ساعت پر صبح کو یہان آئینگے کہ دیکھین فقیر نے کیا کرتب کیا۔

چوتھا باب

(درویش کا اپنے عمل مین کامیاب ہونا اور حاجی بابا کا اس سے نتیجہ پیدا کرنا)

اگر اسوقت میرے دل کی کوئی حالت پوچھے تو مین تو اپنے روپیے سے ناامید ہی

ہوچکا تھا مجکو یہ امر بعید از قیاس معلوم ہوتا تھا کہ مین اس بازیچۂ طفلان سے اتنی رقم کثیر پر کامیاب ہوجاؤن گا۔ مگر خوش قسمتی سے رمال کے عمل نے وہ مقام بتادیا جہان روپیہ رکھا ہوا تھا اب مجکو تو دو صورتون پر شبہہ ہوا کیونکہ بجز اُنکے کسی کا بھی کام نہیں تھا اسی وقت تو وہ اپنا عمل وحل کر کرا کر چلتا بنا۔ صبح کو رمال مع بوڑھے دربان اور سب اُن لوگون کے جو روز گزشتہ آچکے تھے اُسی مقام پر آیا آخون صاحب ندارد تھے اور نیز میری مان بھی کسی مریض کی عیادت کے بہانے چلتی بنی تھی ہم سب اس عملی پشتہ کے پاس مع درویش کے پہونچے۔ درویش نے بڑی عزت اور تپاک سے پڑھ پڑھا کر اس پشتہ کو کھودنے کا ارادہ کیا۔

درویش۔ اب ہم دیکھینگے کہ آیا جن اور پریون نے شب کو اپنا کام پورا کیا یا نہیں بسم اللہ کہکر اس پشتہ کو کھودا۔ جب کچھ مٹی کھُد گئی تو ایک بڑا پتھر معلوم ہوا۔ جب یہ پتھر ہٹایا گیا تو ایک بیگ ولائتی ٹاٹ کا کھچا کھچ بھرا ہوا نکلا۔ سب کو اُسے دیکھکر تعجب ہوا لیکن مجھے جسقدر خوشی ہوئی ہے اُسکا کیا عالم پوچھتے ہو

درویش۔ ای میری روح ای میرے دل (بیگ کو پکڑ کر) دیکھو ای حاضرین خلسہ مین وہ شخص نہیں ہون کہ اپنی داڑھی کا ایک بھی بال ضایع کرون۔ یہ ہے۔ یہ ہے۔ ای حاجی (میرے ہاتھ مین دیکر) جاؤ اور شکر کرو کہ تمھاری ملک تمھین ملگئی۔ دیکھو میرا حق سعی نہ بھولنا

جب مین اُس بیگ کو لے کر اُسکی مومی مُہر کھولنے لگا تو سب لوگون نے مجھے گھیر لیا کھولتے ہی اول میرے باپ کی مہر نکلی۔ مین یہ دیکھکر بہت ہی خوش ہوا۔ مگر یہ خوشی میری صورت غم مین دم بھر مین بدل گئی۔ جب مین نے بجاے اشرفیون کے روپیے دیکھے۔ یہ تعداد ًا پانچسو تھے۔ اُن مین سے مین نے پچاس لے کر اُس پونجی پیدا کرنے والے کو دیے۔

مین۔ لیجیے حضرت خدا کرے تمھارا گھر بھرا پُرا رہے۔ اگر مین امیر ہوتا تو کچھ اور بھی زیادہ دیتا گو یہ ایک بدیہی امر ہے کہ جو کچھ میرے والد کی پونجی تھی اُسکا تو یہ بہت ہی تھوڑا

حصّہ ہی مگر مین پھر آپ سے یہ کہتا ہون کہ خدا آپ کو بھرا پُرا رکھے اور اُسکے ساتھ مین نے بہت ہی شُکریے کیے۔

یہ لیکر درویش مطمئن خاطر ہوگیا اور خوشی خوشی رخصت لیکر چلدیا۔ درویش کے جانے پر اور لوگ بھی سب کے سب چلے گئے صرف مین اور بوڑھا دربان رہ گیا۔

بوڑھا دربان۔ دیکھو مین کہتا نہ تھا کہ یہ رمّال بہت ہی چلتا ہوا ہو دیکھیے اُسنے آپ کے گم شدہ زر نقد کو نکال دیا یا نہین۔ کیون کیسی تعجب انگیز بات ہو۔

مین۔ ہان بیشک یہ بہت ہی تعجب انگیز بات ہو۔ مجھے تو ہرگز یہ خیال ہی نہین تھا کہ اسکے عمل کوئی نتیجہ پیدا بھی کرینگے۔

مجھے تو اب بھی صبر نہین آیا کیونکہ میرے دل مین تو یہ خیال تھا کہ اسکا روپیہ بہت تھا یہ تو کچھ بھی ہاتھ نہین لگا ہو گو چمکتا ہوا ڈھیر میرے آگے رکھا ہوا تھا لیکن مین نے بوڑھے دربان علی محمد کے آگے پھر اپنی شکایتین دُہرانی شروع کین کہ مین نے تو اپنے باپ کی پونجی مین سے کچھ بھی تو نہین پایا۔ مین تو عدالت مین ضرور ہی اس مقدمے کو لے جاؤنگا۔ جب مجھے یہ پانچسو روپیہ اپنے باپ کی ملک کے پہونچے تو باقیماندہ جو کچھ ہو وہ بھی ازخود میرا حق ہوا اور اس امر کو تم بھی بخوبی جانتے ہو کہ میرا باپ بہت ہی روپیہ والا تھا۔

بوڑھا دربان علی محمد۔ اے میرے دوست۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

جو کچھ تجھے ملگیا ہو بس اسی کو اپنی گرہ مین رکھ اور شاد رہ۔ اول ہی جب تم قاضی کے پاس جاؤگے تو پہلی بات یقین کیا کرنی پڑیگی کہ جو کچھ تمھارے پاس ہو سب وہ رکھوالیگا تو پھر لعنت ہو کہ ایک موہوم ملک پر ہاتھ سے رقم کھو دینی۔ یہ تو اسکا تم یقین کامل ہی کر رکھو

چارسو پچاس روپیے جو اسوقت تمھارے پاس ہین وہ تشریف لیجائینگے اور اسیقدر فریق ثانی کے بھی خرچ ہونگے اور پھر قاضی یہ کہدیگا۔ جاؤ باہم صلح کرلو۔ باہم جھگڑ کر شہر کو تکلیف و مصیبت مین نہ ڈالو۔ تمھین تو اتنی مدت دُنیا مین رہتے ہوے گذر گئی کیا تمنے یہ مشہور قول بھی نہین سُنا ہی۔

"ہر شخص کے دانت کھٹاس سے بیکار ہوجاتے ہین مگر صرف قاضی کے دانت ہین جو مٹھاس سے بیکار ہوتے ہین"!

غرض ٹبری بحث مباحثہ کے بعد مین نے علی محمد ہی کی رائے پر عمل کیا کیونکہ مجکو یہ خیال آیا کہ فرضًا باللہ مین نے اپنے استحقاق حاصل کرنے کے لیے تحریک بھی کی تو وقت تو یہی آکر واقع ہوگی کہ صرف میری مان اور آخون صاحب ملزم گردانے جائینگے۔ تو یہ بہت ہی سخت بُرائی کا باعث ہوگا اور لوگ میرے بہت سے دشمن بنجائینگے چارون طرف سے پھٹ پھٹ پڑیگی کہ دیکھو حاجی نے اپنی ماں مامتا بھری مان اور اپنے پُرانے اُستاد آخون سے کیا سلوک کیا ہی پھر جان بچانی بھی مشکل ہوگی۔

مین نے اپنے دل مین کہا کہ جس قدر میری چیزین اصفہان مین ہین اُنکا مین بخوبی بندوبست کرلون اور پھر یہان سے نکل کر چلا جاؤن اور جب تک کہ میری حالتین درست نہ ہوجائین ہرگز واپس ہوکر نہ آؤن۔ یہ شہر مجھے پھر کبھی بھی جانے کے بعد نہ دیکھے گا ہان جب تک کہ مین اسکا حاکم بنکر نہ آؤنگا۔

جب یہ بیہودہ تقریر میرے دل مین سمائی تو مجھے کچھ اسکا بھی خیال آگیا کہ حاجی تیرے کیا اچھے ستارے تھے اور تو کیسا خوش قسمت تھا کہ تیرے ہاتھ یہ بھی رقم لگ گئی ورنہ توبہ توبہ پتہ بھی نہ لگتا۔

میری رضامندی اور رائے سُنکر علی محمد بہت ہی خوش ہوا۔ اور اُسکو زیادہ خوش ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اُسکا بھی ایک لڑکا نائی تھا تو اُسکی یہ غرض تھی کہ جب حاجی بابا اصفہان

سے چلا جائیگا تو وہ دُکان جسمین میرا مظلوم و غریب باپ بیٹھ کر بہت کامیابی سے اپنی روزی پیدا کرتا تھا اُس دُکان پر اپنے بڑے بیٹے کو بٹھاؤن کیونکہ وہ دُکان کاروانسرا کے نکڑ ہی پر تھی اور وہان آمد بہت ہوتی تھی۔

اُسنے یہ تجویز پیش کی کہ تم اپنے یہ کُل اوزار وغیرہ میرے پاس چھوڑ جاؤ مین نے یہ منظور کر لیا اور جسقدر سامان تھا سب اُسکے حوالہ کر دیا۔

اب اپنے باپ کے گھر اور اسباب پر جو مین نے نظر کی گو مجھے میری مان کا مجھ سے یون آنکھون پر ٹھیکری رکھنا اور ایسی بے اُلفتی سے پیش آنا بہت ہی کھٹکا تھا مگر پھر مجھے یہ خیال ہوا کہ لوگ کیا کہینگے بہتر ہی کہ نیکنام ہی ہونا چاہیے تو مین نے خود مکان اور جس قدر کہ مکان کا سامان تھا سب اپنی مان کو بے کم و کاست دیدیا جس اسباب کا مین اصلی مستحق تھا۔

یہ سب باتین باہم پسند خاطر ہو گئین اور پھر ختم بھی ہو گئین۔ اب مین نے اپنا کام کرنا شروع کیا۔ اپنی دُکان کے عوض مین بوڑھے دربان سے پانچسو طالیہ کے سکے چاندی کے لیے یہ شخص علی محمد نامے بھی بہت بڑا جوڑنے والا اور روپیہ کا جمع کرنے والا تھا اسکو ہر شخص نے یہی صلاح دی کہ یہ دُکان ایسے موقع پر آکر واقع ہوئی ہی کہ اس مین برابر دولت اُمڈی چلی آتی ہی اس مین جو کوئی بیٹھیگا واقعی اُسکا بہت بڑا کام پھیل سکتا ہی اسوقت میرے پاس ایک سو دس اشرفیان سب ملا ملوکے ہو گئین۔ تانبے کا جسقدر سکہ تھا اُسکو مین نے روپیون سے بدلوا لیا کیونکہ راہ مین اتنے وزن کا لیجانا یہ بہت ہی وقت تھا کچھ روپے کے تو مین نے کپڑے خریدے اور انمین سے کچھ روپیون کا ایک خچر لیا کیونکہ اسباب کے لیے خچر کا ہونا ضرور تھا فطرت کی ایک بہت بڑی رد و قدح کے بعد مین نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ صاحب شمشیر نہ بنون بلکہ صاحب قلم بننے کو مین نے اسپر ترجیح دی تھی۔ گو صاحب شمشیر بھی مین بہت ہی رہا لیکن اپنی بدقسمتی اور نصیبے کی گردش سے جو مین کوم مین چلا گیا تھا اور وہان مجھپر اُس صحبت نے اپنا جلوہ کیا تو اب میری طبیعت کا پیشۂ قلم کی طرف بہت ہی رجحان معلوم ہوا

مین نے اپنے دل مین کہا کہ مجھے اب یہ صورت سزاوار نہ ہوگی کہ مین ہر طرح سے مسلح بنون کہ ایک طرف شمشیر آویزان ۔ کمر مین دو پستول گھرسے ہوے ۔ پیٹھ پر قرابین پڑی ہوئی ہین نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ پہلے کی طرز پر اپنی ٹوپی بھی ایک طرف سر پر بانکون کی طرح سے رکھون اور میرے کانون پر بل کھاتی ہوئی سیری زلفین آویزان رہین ۔ بجاے پستولون کے تو مین ایک گڈا کاغذ دان کا اپنی کمر مین گھرسونگا اور بجاے کارتوسون اور توشدان کے بکس کے مین اپنے پہلو مین قرآن شریف لٹکاؤنگا ۔ علاوہ اسکے مین اب کبھی پنجون کے بھل نہین چلنے کا اور نہ رفتار کے وقت اینٹھونگا اور نہ سینہ تانونگا اور نہ اپنے کاندھون کو آگے کی طرف کرونگا ۔ اور نہ چلتے وقت اپنے ہاتھ آگے پیچھے ہلاتا ہوا چہل قدمی کرونگا ۔ غرض وہ باتین سب اڑا دونگا کہ جب مین افسر جلادان کا سب یا ماتحت ڈپٹی تھا اور اُس وقت یہ باتین کرتا تھا نہین بلکہ آئندہ یہ ہوگا کہ چلتے وقت گردن جھکی ہوئی ہی کمر خم ہی ۔ نظرین زمین پر پڑ رہی ہین ۔ ہاتھ پیٹی کے آگے پڑے ہوے ہین یا عمود کی طرح سے دونون میرے پہلوؤن مین آویزان ہین اور میرا پیر بہت ہی سہولیت مین ایک کے بعد ایک اُٹھے گا کہ کسی قسم کی تیزی اور پھرتی اُس سے آشکارا نہوگی ۔ شاید اگر کوئی موقع پڑے تو مین کوئی بیوقوفانہ بات کہہ سکون ۔ کیونکہ جب کوئی بات ایک متین اور فروتن صورت سے نکلتی ہی تو وہ چاہے بیوقوفی کی کیون نہ ہو لیکن جب بھی ایک عقلمندی کی بات سمجھی جاتی ہی ۔ ملاؤن کی طرح سے سر پر ایک عمامہ شال کا باندھونگا ۔ اور خصوصاً اُس عمامہ کے ساتھ ٹھنڈھی ٹھنڈھی سانسین نکلتی ہون اور ہر دم صلے اللہ ہو ۔ اور اللہ اکبر آتی ہو پھر تو اور بھی اس عمامہ کی عزت بڑھ جائیگی ۔ اور جسوقت مین سکوت اختیار کرونگا اور زبان کو بند کرونگا تو خواہ مخواہ عقلمند ہی عقلمند معلوم ہونگا ۔

علاوہ اس کے مین لکھ بھی سکتا ہون اور جو طریقہ کہ مین نے پسند کیا ہی اُس سے لکھنے مین بھی مجھے کامل مہارت پیدا ہو جائیگی اور وہ طریقہ یہ تھا کہ قرآن شریف کی

نقل کرڈالون جس سے علاوہ خط صاف ہونے کے اسلامی دُنیا کے نزدیک میری
عزت بہت ہوگی۔

اس خوض و تصور مین جب مین نے اپنا وقت صرف کیا تو اب مجھے یہ بھی خیال آیا کہ
اس امر کو بھی طے کرنا چاہیے کہ مین اصفہان سے کس طرف روانہ ہون۔ تو اب مین نے یہ
ارادہ کیا کہ کوم مجتہد کے پاس چلنا چاہیے کیونکہ جو کچھ یہ حال ہوا ہی سب اُسی کا طفیل
ہوا اور یقیناً وہ بطور کاتب کے کسی ملا کے پاس مجھے رکھوا دیگا جس سے اس منزل کا راستہ
معلوم ہو جائیگا جہان میرا اسوقت قدم اُٹھانے کا ارادہ ہی دوسرے جسوقت کہ مین کوم
کے قید خانے سے روانہ ہوا تو ایسے اُجڈپن اور گنوار طریقے سے بھاگ کر آیا کہ اُسکو صورت
بھی نہین دکھائی حالانکہ اور کچھ نہ تھا تو اُسکی عنایتون کا شکریہ تو واجب بلکہ اوجب تھا
اب گویا مجھپر اُسکی شکر گزاری کا بھی تو ایک قرض ہی جو ادا کرنا فرض ہی۔ اور مین نے دل
مین یہ بھی خیال کیا کہ ضرور اُسکے لیے یہان سے کچھ بطور تحفہ کے بھی لیچلون تاکہ اُسے یہ
کہنے کا موقع نہ ملے کہ یہ شخص بہت ہی احسان فراموش ہی۔

پھر وہی خیال ایک جا نماز پیش کرنے کا میرے دل مین آیا کیونکہ میرے خیال مین
اُسکے لیے اس سے بہتر کوئی تحفہ ہی نہ تھا بہت ہی خوبصورت مین نے خرید لی اور تہ
کرکے خچر کے پیچھے باندھ دی۔ چلو اس سے چھٹی پائی۔

اب مین گویا تقریباً پورا پورا تیار ہو گیا تھا۔ اور مین اپنے سفر کے لیے پورم پور مستعد
تھا۔ اُسوقت مین نے اپنی یہ صورت دیکھ کر ذرا بہت ہی دل مین تعریف کی کہ مین تو
بالکل ایک جید یا کٹا مُلّا معلوم ہوتا ہون۔ مین نے اپنے لیے کوئی لقب مقرر نہین کیا
اور اُسکو صرف مختلف حالتون پر چھوڑ دیا لیکن میرا جینے کا نام حاجی جو ایک معقول نام اور
خصوصاً اس شکل کے لیے وہ گویا پورا پورا اچھا تھا کافی تھا۔ پھر اور نام کی حاجت ہی کیا تھی
ہان ایک غرض ابھی مجھے پورا کرنا اور بھی رہگیا تھا یعنی اپنے والد مرحوم کی تجہیز و تکفین

کے اخراجات کی ادائی پہلے تو مین نے اسے بہت ہی شدید اپنے اوپر خیال کیا کہ بھلا میرے پاس اتنی سی پونجی اور مین ہی تجہیز و تکفین کا قرضہ چکاؤن۔ بہتر ہے کہ چپ چپاتے اصفہان سے چلا جاؤن تاکہ کسی کو خبر بھی نہ ہو اچھا جب مین چلا جاؤنگا۔ تو ضرور ہے کہ اسکا بوجھ میری مان اور آخون پر پڑیگا اور جو بخوبی ادا کر سکتے ہین۔

مگر میرے عمدہ خیالات اور صفائی قلب نے یہ گوارا نہ کیا کہ لوگ مجھے بعد مین پدر سوختہ کے نام سے نامزد کرین۔ مین ہر ایک شخص کے پاس گیا کہ جسکا دینا واجب تھا۔ یعنی ملاؤن۔ واویلا و بکا کرنے والون اور مردہ شوؤن۔ اور جو کچھ اُنکو دینا تھا بطیب خاطر کوڑی کوڑی ادا کردی۔

پانچوان باب

(حاجی بابا کی مان سے مفارقت اور ایک مشہور فاضل اجل کا کاتب ہونا)

بغیر کسی اور صدمے کے مین اپنی مان کے پاس سے روانہ ہوا اور نہ میری مان نے مادرانہ اُلفت و محبت سے میرے جانے پر کچھ افسوس کیا۔ میری مان کے لیے اسکی تدابیر تھین اور میرے لیے میری تھین۔ نہ وہ میری محتاج تھی اور نہ مین اُسکا تھا۔

دن نکلنے پر مین اپنے خچر پر سوار ہوا اور آفتاب جب تک کہ نصف النہار تک ہوکر گذرے مین نے بہت کچھ قوم کا راستہ طے کر لیا تھا۔ مین نے اپنے سفر مین بہت ہی کم تساہل کو کام فرمایا گو کاشان مین کچھ دیر قیام سے مجھے بہت ہی دلچسپی ہوئی اور ہر چند اور بھی دل چاہا کہ یہان قیام کرون لیکن پھر بھی پھرتی کر کرا کر مین نو دن مین قوم جا پہونچا۔ مین شہر قوم کی چھوٹی سی سرا مین اُترا۔ اور مین نے اپنے خچر کو پوری طرح سے لدا پھندا پایا مین نے ارادہ کیا کہ نذرانہ لیکر مجتہد کے مکان پر چلون۔ اُسکا دروازہ سب کے لیے کھلا ہوا تھا ڈیوڑھی پر نہ کچھ شوکت اور عظمت جتانے کے لیے پہرا تھا اور نہ اور کچھ سامان تھا

جو فارس مین بڑے بڑے آدمیون کی ڈیوڑھیون پر ہوتا ہی مع اپنے جوتون کے مین نے دروازے پر اپنی ددی چھوڑ کر قدم رکھا۔ ایک کونے مین یہ نیک شخص بیٹھا ہوا تھا اُسنے مجھے پہچان لیا اور میرے آنے پر مبارکباد دی پھر مجھ سے بیٹھنے کے لیے اشارہ کیا۔ مین بہت ادب سے بیٹھ گیا۔ مگر بچھے ہوے غالیچے کے کونے سے سرآگے نہ بڑھے تھے مجتہد نے مجھ سے اُس زمانے سے جب مین کوم سے روانہ ہوا تھا اب تک کے کل حالات دریافت کیے مین نے حرف بحرف جو کچھ مجھپر آکر واقع ہوا تھا سب سُنادیا کیونکہ میری قسمت کی تاریخ سے اُسے گونہ دلچسپی ہوئی تھی۔

مجتہد نے کچھ دیر تامل کرکے مجھ سے یہ کہا علی الصباح طہران سے ایک قانونی مشہور شخص ملا نادان کا خط میرے پاس آیا ہی اُنکو ایک ایسے کاتب کی ضرورت ہی کہ جو نصف تو کتابت کا کام کرے اور نصف خدمت کرے تو ایسے شخص کو ملا نادان آپ ہی اس کام مین جتنی ضروری چیزین ہین اُنکی پورے طور سے تعلیم کر دے گا۔

یہ سُنکر میرا دل مارے خوشی کے اور کئی اُنگل بڑھ گیا۔ میرا خاص یہی خیال تھا جب مین گھر سے روانہ ہوا تھا۔ اور پھر وہی شے بطور پیشکش کے از خود میرے روبرو پیش کی جاے تو پھر کیون نہ خوشی ہو۔ مین نے اپنے دل مین کہا کہ ایک دفعہ نصف مُلا بنجاؤن پھر کیا ہی پورا بننا تو بہت سہل ہی۔

مین نے بغیر ایک بھی لحہ کے تامل کے اُنسے صاف اپنی خواہش ظاہر کی کہ آپ اس ملازمت کے لیے میری سفارش کر دیجیے اُسنے اقرار کر لیا اور اُسی وقت اپنے ہاتھ سے ایک خط اُسنے ملا نادان کو لکھا۔ وہ خط لفافہ مین بند بھی نہین کیا۔ یون لپیٹ لپٹا کر مجھے دیدیا۔ ہان اُسپر اپنی مُہر ثبت کر دی اور وہ خط مجھے دے کر کہا کہ تم ابھی طہران چلے جاؤ اسمین شبہہ نہین کہ وہ جگہ خالی ہوگی اور ملا نادان بیقین آجگہ پر مقرر کرنے کے لیے راضی ہوگا۔

مین اس قدر خوش ہوا کہ مین نے اس نیک شخص کے ہاتھ چومے اور اُسکے جامہ کے دامن کو بوسہ دیا اور ہزارون لاکھون شکریے اور احسانات گوناگون کی ممنونی ظاہر کی اور کہا "در شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو"۔ مین نے بہت ادب سے اُس سے عرض کیا کہ پہلے مین آپ سے معافی چاہتا ہون اور پھر بہت ہی عاجزی سے جانماز پیش کرتا ہون مجھے امید ہی کہ میرا آقا اپنے غلام کی دلدہی کے لیے اسے قبول کریگا اور مجھے یہ بھی یقین ہی کہ جبتک یہ حضور کے برتنے مین رہیگی حضور ہرگز مجھے نہ بھولینگے۔

مجتہد۔ (بہت ہی مہربانی سے) خدا کرے حاجی تمھارا گھر ہمیشہ بھرا پُرا رہے مین تمھارا بہت ہی مشکور ہون کہ تمنے مجھے یاد تو رکھا اور یہ تحفہ خوشی خوشی میرے پاس لائے اچھے پاک مسلمان ہو۔ ہمیشہ کفار کے خلاف دست بشمشیر رہو اور بدکارون کو سنگسار کیا کرو اور تم حاجی شاد رہو کہ اس طرح سے تحفہ لانے سے تم ہمیشہ میری یاد مین رہو گے اور مین تمھین کبھی فراموش نہین کرنے کا۔

پھر مین نے پیشکش حاضر خدمت کی وہ لیکر بہت خوش ہوا اسکے بعد مین رخصت ہو کر اپنی کاروانسرا مین آیا کہ جہانتک جلدی ممکن ہو مین دارالخلافہ کی طرف رُخ کرون مین نے خود اپنے کو اتنی فرصت بھی تو نہین دی کہ اپنے پُرانے دوست سے کوم (قم) مین ملتا یا اپنے مقبرے مین ناخوش کوٹھری کو دیکھتا۔ مین نے کاروانسرا مین آتے ہی اپنے خچر کو کسا اور اُسی شب کو طہران کی طرف روانہ ہوا۔

شام کو مین طہران پہونچا۔ تاکہ مجھے وہ مقام نہ ملے جہان مظلوم خون آلود زینب ملی خون تھی مین سیدھا ملبند سڑک پر ہو کر شہر مین کیسبین دروازے سے داخل ہوا۔ مین اس امر سے بہت ہی خوش ہوا کہ مجکو دروازے پر پہرہ دینے والون نے ذرا بھی نہین پہچانا کیونکہ اگر وہ پہچان لیتے تو بیشک بہت ہی چونکتے لیکن واقعی یہ کچھ تعجب انگیز بات نہین تھی کہ ایسا خونخوار سخت دل کڑا جلاد ایک عاجز اور مظلوم مجاور یا پجاری یا مُلا بنجائیگا۔

جیسی کہ اب میری حالت تھی مین بہت دیری سے طہران کے بازارون مین آیا اور
شہر کے بہت ہی مشہور مقام مین میرا گذر ہوا جہان پہلے صرف میرا چہرہ دیکھا گیا تھا۔
مین بہت ہی خوش ہوا جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ ہر شخص مجھے بھول گیا۔ مین نے اپنا
سید حا رُخ ملّا ناداں کے مکان کی طرف کیا۔ ملّا ناداں ایک مشہور و معروف شخص تھا
اُسکا مکان بخوبی ہر شخص جان سکتا تھا لیکن دوسرا خیال اپنے آرام اور راحت کا میری
طبیعت مین یہ آیا کہ بہتر ہی پہلے ایک چھوٹی سی کاروانسرا مین ٹھہروں جو میرے پہلے
مالک کے مکان کے پاس ہو اور بہت دن چڑھے ملّا ناداں کے مکان پر چلون کیونکہ میرا
یہ بھی خیال تھا کہ شب کو میری صورت و شکل کچھ اچھی طرح معلوم نہوگی اپنے خچر کی پوری
نگہداشت کر کے مین سناٹے مین سویا کہ سفر کی تکان تو اُتر جائے۔ صبح اُٹھتے ہی مین
حمام مین گیا۔ وہان خوب نہایا دُھویا اپنی داڑھی درست کرائی اور ہاتھ پیرون مین
حنا ملی۔ اور اب اپنی صورت دیکھکر مجھے اُمید ہوئی کہ حاجی تو کامیاب ہوجائیگا۔

ملّا ناداں کا مکان شاہی مسجد اور شترخانے کے قریب واقع تھا اور بازار مین داخل
ہوتے ہی معلوم ہوتا تھا۔ مذکورہ بالا مسجد کے دروازے سے اسمین راستہ جاتا تھا اور دوسرا
دروازہ شاہی کھائین کی طرف کھُلا ہوا تھا۔ اسکے سامنے ایک بہت ہی ہلکینہ مقام تھا۔
اس لیے کہ جون ہی کورٹ کے احاطے مین قدم رکھو تو سامنے کی جگہ صاف اور چھڑکاؤ کی
ہوئی معلوم ہوگی کچھ دری وغیرہ کا سادہ فرش بھی کیا ہوا ہوگا لیکن جب اُس کمرے کیطرف نظر
پڑتی تھی جو اُسکے اندر بنا ہوا تھا۔ گو اُسمین صرف سفیدی پھری ہوئی تھی اور ایک جوڑا دری
وغیرہ کا بچھا ہوا تھا۔ مگر مجموعی صورت سے افلاسی کے آثار معلوم ہوتے تھے۔

اس کمرے مین ایک شخص مرضین شباہت کا بیٹھا ہوا تھا۔ اُسکی صورت دیکھ کر
آنا تو مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ اس گھر کا مالک ہی لیکن مجھ سے غلطی ہوئی۔ یکین تو اپنے
اندرون مین تھا لوگون نے کہا کہ وہ ابھی آتے ہونگے۔

ذرا اپنے کو ایک خادم سے زیادہ ادنیٰ ظاہر کرنے کو مین نیچے بیٹھ گیا اور مین
اُس شخص سے جو وہان بیٹھا ہوا تھا باتین کہنے لگا۔ اُسنے چاہا کہ مجھ سے یہ دریافت
کرے کہ ملا نادان سے تیرا کام کیا ہی لیکن وہ مجھ سے اچھی طرح اسکا پتہ نہ لگا سکا۔ اگرچہ
اُسنے نہایت ہی متعجبانہ اور حیرت انگیز سوالات مجھ سے کیے۔

شخص۔ تم معلوم ہوتا ہی نئے نئے طہران مین آئے ہو۔

مین۔ ہان حضور والا۔ بجا درست ہی۔

شخص۔ تم کچھ دن یہان قیام کروگے۔

مین۔ یہ کچھ ٹھیک نہین بتا سکتا۔

شخص۔ (کچھ دیر تامل کرکے) یہ شہر کچھ ایسا سُست ہی کہ اس مین تو ایک
ہفتہ بھر بھی بیکار رہنا دوبھر ہو جاتا ہی۔
ہان یہ شہر تو خوشیون کا بھرا ہوا ہی اگر یہان کوئی خدمت ملگئی پھر کیا ہی مزے ہین
اب جیسے مین ہون کہ خوب کیفیت اُڑاتا ہون۔

مین۔ آپکی عنایتین کبھی کم نہ ہون میرا کام تو صرف مُلّا نادان سے ہی۔

شخص۔ مجھ مین اور مُلّا نادان مین کوئی فرق بھی نہین ہی۔ جو کچھ کام تمھارا ہو
وہ مین بھی نکال سکتا ہون اور الحمد للہ تم اپنے دل کی مرضی کے موافق اسے راست
پاؤگے۔ ہمارے اختیار مین سب قسمین کی ہین اور ہر طرح کی قیمت بھی ہی۔

مین۔ جناب مین سوداگر تو ہون نہین۔

شخص۔ یہان تاجر ہونے کی کوئی ضرورت نہین ہی یہ کیا کافی نہین ہی کہ تم
ایک آدمی ہو اور پردیسی ہو۔ تمھین معلوم ہوگا چاہے ایک سال۔ ایک مہینا۔ ایک
ہفتہ۔ ایک دن اور نیز ایک گھنٹہ بھی تمنے اپنا وقت بہت ہی پسندیدگی سے گذارا
مین اُسکی اِس عاجزانہ تقریر سے بہت ہی حیران ہوا اور میرا ارادہ ہوا کہ مین اُس سے

یہ التجا کرون کہ آپ ذرا اس سے مجھے واقف کردین کہ اتنے مین دیکھتا کیا ہون کہ مُلّا خود آموجود ہوے۔

یہ شخص نہایت ہی خوبصورت جوان اور لانبے قد کا تھا۔ اور تقریبًا چالیس برس کی عمر ہو گی۔ سیاہ چمکتی ہوئی گھُندار داڑھی تھی اور دو آنکھیں بہت ہی تابان اور روشن معلوم ہوتی تھین سفید ململ کا عمامہ سر پر بندھا ہوا تھا اور ایک عراقی یا عربی جُبہ پہنے ہوے تھا کہ جس پر آگے پیچھے کاندھون یعنی مداخل و مخارج سفید سوتی کام کی پٹی لگی ہوئی تھی گو اسکی مجموعی ہیئت پر سپہ گری خوب پھبتی تھی اور شرعی کپڑے زیادہ زیب نہ دیتے تھے۔ لیکن برخلاف اسکے اُسکے چہرے پر ذرا کچھ بردباری اور فطرتی مادہ بہت پایا جاتا تھا مگر اس مادہ مین ایک تہ خوش طبعی کی بھی برابر جھلک رہی تھی۔

اسکے آتے ہی مین اُٹھ بیٹھا اور فوراً وہ رقعہ جو مجتہد نے مجھے دیا تھا اُسکے آگے پیش کیا اور قرعہ دیکر پھر بھی مین کھڑا ہی رہا جب اُسنے رقعہ لے کر کھولنا شروع کیا تو کبھی تو میری طرف سر تا پا دیکھتا تھا اور کبھی رقعہ کی طرف۔ اور وہ حیران تھا کہ دیکھیے یہ کہتا کیا ہو۔ مگر جون ہی اسکو کھولکر پڑھا اور مجتہد کی مہر دیکھی۔ نہایت ہی خوش و مسرور ہوا اور مجکو خندہ پیشانی سے بیٹھنے کے لیے کہا

مُلّا نادان۔ مبارک ہو۔ کہو ہمارے قبلۂ و کعبہ جناب مولانا مقتدانا مجتہدنا کی طبع مبارک کیسی ہے۔

مین۔ حضور بہت ہی اچھی طرح سے ہین۔

مُلّا نادان کو مجتہد سے دلی عقیدت تھی۔ بہت ہی توجہ سے مجتہد صاحب کے رقعہ کو تو پڑھا لیکن اپنی مرضی کا ایک لفظ بھی نہین کہا۔ پھر مُلّا نادان نے بہت ہی معذرت کی اور اس امر کی معافی مانگی کہ میرے پاس آپکے پیشکش کرنے کے لیے قلیان نہین۔ اور سبب یہ ہو کہ مین تنباکو نہین پیتا۔ ہم لوگ جنکو خداوند تعالیٰ نے اپنی خاص ودیعت عنایت کی ہو یعنی سجادین۔ تو اس لیے ہمارے ہان جسقدر دُنیاوی عیش و نشاط اور مُسکرات کی چیزین

ہین سب حرام ہین۔ ہمارے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیروان
دین سے ہدایت کی ہو کہ جس قدر نشیلی چیزین ہین سب حرام ہین۔ مگر تنباکو جو تمام
ایران مین اُسی طرح سے شدت سے جاری ہو جیسے ٹرکی مین لیکن مجھے یہ معلوم ہوا ہو کہ قوت
مدرکہ کو یہ تیرہ وتار کرتا ہو اس لیے مین نے اسے بھی چھوڑ دیا ہو۔

غرض وہ یون ہی بڑی دیر تک اپنے روزہ رکھنے کفارہ دینے اور اپنی ریاضت کی
باتین کرتا رہا یہانتک کہ مین نے یہ ارادہ کر لیا کہ جس طرح سے یہ کہتا ہو یون زندگی کی کیفیت
اُڑاؤن اور جو ارادہ پہلے ہوا تھا کہ مولویانہ زندگی بسر کرونگا وہ خیال جاتا رہا۔ جب مین نے
اسکی صورت دیکھی کہ سُرخ وسفید بن رہا ہو جسم ہو کہ اُٹھا آتا ہو بازو خوب بھرے ہوے ہین۔
سینہ اُبھرا ہوا ہو مین نے اپنی اس اُمید سے ڈھارس بندھوائی کہ یہ اپنی شریعت مین بہت
توضیح کے ساتھ غلو رکھتا ہوگا اور شاید مجھے بھی ایسا مکان دستیاب ہو جائے کہ جیسا ملّا نادان
کے پاس تھا۔ دو کمرے تھے ایک تو دربار عام کے لیے اور ایک وہ کمرہ تھا جسمین وہ تنہا کیفیت
اُڑایا کرتا تھا۔ اور یہ کمرہ مکان کے اندر کی طرف بنا ہوا تھا۔

چھٹا باب

مُلّا نادان کا دولت پیدا کرنے کی نئی تدبیر بیان کرنا

جب مین اور صرف مُلّا نادان رہگئے اور وہ شخص مجاور جس سے میری پہلے باتین ہوئی
تھین اُٹھ کر چلا گیا تو مُلّا نادان نے وہ خط اپنی چھاتی پر سے نکالا اور کہا کہ ایسی اچھی سفارش پر
مین نے تمھین اپنی ملازمت مین لیکر بہت ہی خوشی سے منظور کیا۔ پھر اسنے میری خاص خاص کچھ لیاقت
وقابلیت کی بابت حالات پوچھے انکا مین نے اُسکو جواب اس عمدگی سے دیا کہ وہ مطمئن خاطر ہو گیا۔
ملّا نادان۔ مجھے تم جیسے شخص کی مدت سے تلاش تھی لیکن ابتک مجھے کامیابی نہین حاصل
ہوئی تھی جو شخص ابھی اُٹھکر گیا ہو یہ میرے چند فرائض مین میری مدد کرتا رہتا ہو لیکن یہ ہرگز میرے

مطلب کا نہین ہی کیونکہ ناپاک بہت ہی مجھے تو ایسے شخص کی ضرورت ہی جس کی نظر میرے فوائد پر ایسی ہی ہو جیسے اُسکی اپنے فوائد پر ہو وہ شخص بطمانیت میرے ساتھ بیٹھکر کھانا کھا سکتا ہی اور جس قدر کہ اسکے قابل ہی اُس سے بھی زیادہ فرا پائیگا۔

مین۔ گو مین نے بہت کچھ دُنیا کا دیکھا ہی لیکن مین امید دلاتا ہون کہ آپ مجھے اپنے کام اور خدمت مین ایماندار پائینگے۔ اور آپ ملاحظہ کرینگے کہ مین اپنے فرائض کسطرح ذہن نشین کرتا ہون اور اُسکے بجالانے کے لیے کیسا مستعد ہون جب میرے دل مین یہ آیا کہ نئی زندگی کے میدان مین بھی قدم زن ہون تو مین سیدھا مجتہد صاحب کی خدمت مین چلا گیا اُنھون نے مجھے اس قدر تعلیم کی اور میرے دل کو دُنیاوی کدورتون سے ایسا صاف کیا کہ اب مین گویا سچے مسلمان کا ایک آئینہ بن گیا۔

مُلاّ۔ خوش ہوکر۔ تو اب اے حاجی تم خیال کرو کہ مین خوش قسمتون مین ایک خوش قسمت ہون کیونکہ مین محمد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے پیروانون کی ایک مثال ہون۔

غرض کہ مین متواتر کلام اللہ پڑھتا ہون اور جس طرح سے کہ مین باقاعدہ مستعدی سے نماز ادا کرتا ہون اور کوئی بھی نہین کر سکتا جس طرح سے کہ مین حمام مین جاتا ہون اور ناپاکی سے بچتا ہون اور ہر وقت صفائی میرا اوڑھنا بچھونا رہتی ہی ایسی کوئی بھی پابندی نہین کرتا۔ دیکھو نا نہ تو تمھین یہ معلوم ہوگا کہ میری پوشاک مین کہین بھی ریشم کا نام ہی اور نہ تمھین کچھ سونے کی انگوٹھیان میری انگلیون مین دکھائی دینگی۔ دیکھو میرے وضو اس تقید کے ساتھ ہوتے ہین کہ طہران بھر مین کوئی کرنا نہین جانتا نہ تو مین آدمیون کے آگے حقہ پیتا ہون اور نہ پانی پیتا ہون اور نہ مین گنجفہ اور کوئی اور اسی قسم کا کھیل کھیلتا ہون۔ وہ بازیان جو شریعت مین منع ہین میرے پاس ہوکر نہین گزرین مین روزون کا بھی ایک سانچا ہون جب رمضان شریف آتا ہی تو ہر قسم کے لوگ میرے پاس آتے ہین کہ کسی طرح سے قانون شریعت کی اس سختی سے پناہ ملے لیکن مین ہرگز اُنھین کسی آسانی کی رخصت نہین دیتا۔ نہین بلکہ مین اُنسے یہ کہتا ہون کہ اگر ایسے ہی اکل شرب پر جان دیتے ہو تو مرجاؤ

رمضان مین کھانے پینے سے مرنا اچھا۔ میری طرح زندگی بسر نہین کرتے کہ یہان جمعہ سے جمعہ تک مُنھ بند ہی رہتا ہے اور ایک ٹکڑا غیر شریعت حلم زبان پر نہین رکھا جاتا۔
اگرچہ مین نے یہ سُنکر اُسکی روزرون مین سخت گیری کی تعریف نہین کی لیکن ہان جو کچھ اُسنے کہا وہ مین نے بدل پذیرا کیا اُسوقت کچھ ایسا سمان بندھ گیا تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ جس قدر یہ اپنے آپ خوش ہے ایسا ہی مجھ سے ہے۔
یہان پر مُلّا نے اپنی گفتگو ختم کی اور اس امر کا امیدوار رہا کہ دیکھون یہ جواب مین کیا کہتا ہے لیکن مین کامون کے اس وسیع میدان سے جو اُسنے میری نظر کے آگے کھولا تھا ایسا حیران و سرگردان تھا کہ تو بہ لیکن اس سے چند منٹ مین مجھے اپنی حالت یاد آگئی۔ مین جسنے یہ امید کی تھی کہ اپنی باقیماندہ زندگی کو گوشہ نشینی۔ قرآن کی تلاوت تسبیح پھیرنے مدرسون اور مسجدون مین وعظ و پند سُننے مین صرف کرونگا لیکن اب یہ حالت ہے کہ پھر وہی کیفیت نظر آتی ہے کہ اس دُنیا کی نیکیون سے حقارت کی جائے اور خواہشات کی طرف طبیعت متوجہ ہو اور اچانک مجھ سے خواہش کی گئی کہ گذشتہ زمانے کی طرح سے مین پھر بہت گہرے دل سے زندگی کے کام مین مشغول ہون اور ایسے شخص کے قدم بقدم چلون کہ جو کٹا دنیا دار ہو اور اُسے سوائے روپیہ جمع کرنے کے اور کچھ بھی خیال نہو مگر مین کوشش کر سکتا ہون لیکن میری حالتین اسطرح بے تحاشگی سے زیادہ سوچ و فکر کو قبول کر لیتی تھین کہ جسکی کوئی بھی حد نہ تھی غرض ان سب باتون کے بعد مین نے خیال کیا کہ ایسے بڑے مشہور و معروف شخص کا شاگرد ہونا جو طہران مین بہت بڑا نامی ہے کچھ بُرا اور قابل حقارت نہین ہے۔ یہ خیال کرتے ہی مین نے مُلّا نادان کی نوکری کو قبول کر لیا۔
پھر اس نے مجھ سے کہا کہ ابھی مجھے چند باتین تمسے اور بھی کرنی ہین لیکن اس وقت اُس نے یہ باتین ملتوی رکھین کیونکہ افسر العلما کا ایک شخص اسکے بُلانے کے لیے آگیا تھا جانے سے پیشتر اسنے مجھ سے یہ بھی کہدیا تھا کہ مین دُنیاوی شوکت جتانے کے لیے زیادہ نوکر نہین رکھتا ہان جنکی بہت ہی ضرورت ہو وہ رکھے جاتے ہین۔

اسکے پاس صرف ایک باورچی اور ایک آدمی تھا جو سارے کام خدمتگاری کے کرتا تھا۔ اور اسکے اصطبل مین صرف ایک ہی خچر سواری کے لیے تھا۔
مُلّا نادان کہنے لگا کہ جب مجھے بہت ہی تکلیف ہوئی تو مین نے ایک سرنگ گھوڑے کے مول لینے کا بندوبست کر لیا ہی۔ کیونکہ یہ تم بخوبی جانتے ہو کہ جانور ایسا ہو کہ سوار پر لوگون کی نگاہین ٹپرین اچھا جون جون میری ترقی ہوگی اور میرا عہدہ ٹبرھے گا میرا ارادہ ہی کہ مین ایک خچر اور بھی خرید ونگا۔
مین نے اُس سے اس امر کی اطلاع وہین دی مین ورا بھی توقف نہین کیا کہ میرے پاس ایک خچر ہی غرض کچھ دیر کی تقریر کے بعد یہ امر طی پایا کہ مُلا نادان دونون خچر اور گدھا اپنے ہی ہان رکھیگا ملا نادان تو خچر پر چڑھا کریگا۔ اور اگر کبھی ضرورت ٹپری تو حاجی بابا غریب گدھے پر سوار ہوا کریگا

ساتوان باب

حاجی بابا کا بازار مین جانا۔

جب مین اپنے عہدے ملنے کی کیفیت سے واقف ہو گیا اور سارے فرائض ذہن نشین ہوے تو مین نے پہلے بازار جا کر اپنے مولویانہ کپڑونکا بندوبست کیا۔ ایک جبہ خریدا جسکے ٹبن چھاتی پر سے بھی جبور کیے ہوے تھے۔ ایک سفید ململ کا دوپٹہ لیا اور اُسکو عمامہ بنا کر سر پر باندھا۔ اتفاقاً وہان مجھے میرے پہلے آقا کی خانم ملی۔
مین نے اپنے دل مین کہا کچھ جنون کا تو تصرف نہین ہی کہ خانم مرزا احمق کی بیوی یہان آئے۔
خانم۔ ہان جی ہان۔ تم وہی شخص ہو کہ تمنے میرے خاوند کو قتل کروا دیا اور اب تم یہان تلاش کے آئے ہو۔
مین۔ آپ کے خاوند کو مار ڈالا۔ یہ آپ مجھ سے کیا کہتی ہین۔ بھلا اسقدر بیجا جسکی

کوئی بھی انتہا ہیں ایسی باتیں تو زبان سے بھی نہیں نکالنی چاہئیں۔ میں نے بھلا آپ کے خاوند کی مرگ میں کیا کیا۔ ایک زمانے میں وہ میرا مالک تھا۔ مجھے اسکے ضائع ہونے پر بہت ہی صدمہ ہوا۔ جو کچھ واقعہ ہوا ہی۔ اُسکا جلدی پورا پورا حال تشریحاً بیان کرو تاکہ میری خاطر جمعی ہو میں اسوقت بہت ہی فکر میں ڈوبا ہوا ہوں۔

خانم۔ تم ایسے انجان کیوں بنے جاتے ہو یہ تو تمھیں بخوبی علم ہی کہ صرف تمھارے ہی سبب سے شاہ نے زینب کو فنا کر دیا اور اُسکی موت سے طبیب بیچارے کی داڑھی اکھیڑی گئی اُسکی داڑھی اُکھیڑنے سے اُسکی سخت توہین ہوئی اور توہین سے پھر موت اس لیے وہ آپ ہی حضرت ہیں جو سب باتوں اور نقصانوں کے سبب ہیں۔

میں۔ ای خانم تم میرے سر پر کیوں خاک ڈالتی ہو بھلا یہ بھی کوئی بات ہی۔ بھلا میں ایسے نام سے کیوں نامزد کیا جاؤں کہ میں کسی کا سبب مرگ ہوں جب میں اس سے ہزاروں کوس دور ہوں یہ کیوں نہیں کہتیں کہ تمھارا خاوند سوء ہضمی سے مر گیا اگر واقعی ایسا ہوا ہی تو یہ سمجھ لو یہ اس شخص کا گناہ ہی جسنے اُسکے آگے چانولوں کو لاکر رکھا۔

یوں ہی خانم سے بہت دیر تک باتوں ہی باتوں میں گتھم گتھا ہوتی رہی۔ خانم جوکہ ظاہرا بہت ہی غمگین معلوم ہوتی تھی اور اپنے خاوند پر بہت ہی آنسو بہاتی تھی مجھ سے کہنے لگی کہ تم میری پہلی شان و شوکت اور تر و تازگی پر نظر نہ کرو۔

تاہم ایک عزت اور توقیر کی راہ سے میں نے خانم سے یہ کہا کہ آپ اپنے کچھ حالات بیان فرمائیں۔

خانم۔ اسی طرح سے بخوبی جانتے ہو جیسے میں جانتی ہوں کہ ایک دن وہ تھا کہ میں شاہ شاہان کی بیوی تھی اور میں اُسکی حرم میں اول نمبر کی حسین تھی اور صدہا اپنی سوکنوں کے باعث رنج و ملال میں مبتلا رہتی تھی۔ لیکن بھلا ایک حالت پر کسیکا قیام رہ سکتا ہی۔ ایک نئی عورت شاہ کی حرم سرا میں آئی وہ کچھ مجھ سے بھی زیادہ دل کھینچنے میں قوی معلوم

ہوئی بس اُسنے شاہ کو اپنی طرف کھینچا اور اب میری طرف سے شاہ کا رخ پھر گیا۔
یہان تک کہ مین بالکل خارج ہوگئی لیکن پھر بھی اس عورت کو چین نہین آیا اور وہ میری دلربائیون سے ڈرتی ہی رہی یہان تک کہ شاہ نے افسرالاطبا کو مجھے دیدیا۔
ہاے مین کبھی وہ سکرات موت نہین بھولونگی جو اُسوقت میرے دل کو حاصل ہوا تھا جب شاہانہ شوکت اور جاہ وجلال سلطانی کی عظمت چھوڑ کر ایک طبیب کی ہمکنار ہوئی اور مجھے نسخون اور دوائیون کے مرتبانون مین رہنے کا اتفاق ہوا۔اب مین بیچاری زینب کی تاریخ نہ دُہراؤنگی۔
جب طبیب کا انتقال ہوگیا تو مین نے اس امر کی کوشش کی کہ شاہ مجھپر توجہ کرین اور میری طرف نظر التفات سے دیکھین لیکن اُسکے کانون کے دونون راستے بند ہوگئے۔اَب مین گویا ایک مصیبت آفت سے دوسری ایک قہرآلود آفت مین پھنسی اب اللہ تعالیٰ میرا معاون ہے۔ای حاجی اب مین وہ ہون کہ خاوند کی تلاش کرتی ہون۔
یہ کہکے وہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی اور اپنی اس حالت پر اُسنے خون کے آنسو بہائے مگر مین نے اُسے اطمینان دلایا کہ تم مطمئن خاطر ہو انشاءاللہ تعالیٰ تمھارے لیے کوئی پسندیدہ خاوند تلاش کردونگا۔
خانم۔تم دیکھو کہ اب تک مین خوبصورت ہون اور میرے بچپن کا دورہ ختم نہین ہوا ہے میری آنکھون کی طرف نگاہ ڈالکر دیکھو کیون کیا انمین روشنی باقی نہین ہے۔میری کمان ابروؤن کی تعریف کرو تمھین مجھ سا ثانی کہان ملے گا۔جو پورم پور میرا نظیر ہو سکے گا۔
میری کمر دیکھو جو ایک بالشت سے زیادہ چوڑی نہین ہے۔
غرض یون ہی اپنے حُسن اور خوبی کی خانم تعریف کرتی رہی لیکن جب مین نے دیکھا تو بڑھیا کھپر چہرے کی معلوم ہوئی جس سے مین نے چاہا کہ زینب کے ساتھ اسکے ظالمانہ برتاؤ کا بدلہ لون جو مظلومہ مقتولہ کے ساتھ اس ظالمہ نے کیا تھا۔

غرض خانم نے مجھے یقین دلوانے کی کوشش کی کہ مین بہت ہی خوب صورت در جوان ہون مین نے بھی اسکے حسن اور جوانی کا اس طرح سے یقین کیا کہ وہ خوش ہوگئی مین نے اُس سے اقرار کیا کہ جہان تک مجھ سے ہوسکیگا انکے نفع کے لیے کوشش کرونگا۔

خانم۔ دیکھو مجھے نہ بھولنا۔

مین۔ یہ کہہ کے مین نے دروازے کی طرف قدم رکھا۔

آٹھوان باب

حاجی بابا کا ایسے شخص سے ملنا جسکو اسنے مردہ تصور کر لیا تھا

مین یہان سے شہر کی مشہور کاروانسرا کی طرف روانہ ہوا جب مین اسکے قریب پہونچا تو مجھے معلوم ہوا کہ دونون طرف راستون پر خچر اور اونٹ اسباب سے کھچا کھچ بھرے ہوے کھڑے ہین انمین آدمی بھی بہت کثرت سے ہین بعض کی حاجیون کی سی پوشاک ہو کہ سر سے پائون تک سفید پوشاک پہنے ہین جیسے مشہد مین امام رضاؑ کی قبر پر زیارت کرنے کے لیے آتے ہین لیکن دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کاروان خراسان سے آیا ہی پہلے تو بڑی دیر تک دیکھتا رہا۔ تنگ شاہراہون سے یہ ہجوم گذر رہا تھا لیکن جب خچر ہنکانے اور خچر ہنکانے والون کی کریہ الصوتی میرے کانون مین آنے لگی تو مین نے چاہا کہ مربع عمارت کاروانسرا مین چلون۔

مین نے دل مین خیال کیا کہ شاید مجھے خوش قسمتی اور نیک طالعی سے وہ لوگ ملجائین جنسے میری مشہد مین ملاقات ہوئی تھی۔ مین نے ہر ایک مسافر کو بہت ہی غور کر کر اور ٹکٹکی باندھ باندھ کر دیکھا۔ یہ تو درست تھا کہ اُس زمانے کو جب مین نے مشہد مین پیرون پر لکڑیان کھائی تھین ایک مدت گزر گئی تھی اس سے لوگون کی شکل مین بہت تغیر و تبدل بھی پیدا ہوگیا تھا۔ لیکن مین جو ہر شخص کی اصلی ہیئت اپنے

دماغ مین رکھتا تھا اور جنہون نے کہ مجھ سے لیکر حقہ پیا تھا اُنکو بخوبی جانتا تھا مجھے اُمید ہوئی کہ اگر ان مین سے کوئی صورت بھی نظر پڑ گئی بھولونگا تو نہین۔
ایک نئی تحقیق کرنے کا موقع تو مجھے حاصل ہوا جب میری نگاہ ایک جانی ہوئی ناک ایک آشنا سا چوکور بیٹھے۔ اٹھی ہوئی تو ندپر پڑی تو یکایک میرا خیال اسطرف متوجہ ہوا۔ مین۔ یہ شکلین تو کچھ مجھے کھٹکتی ہین اور آشنا سا معلوم ہوتی ہین۔ انہین میرے اوائل عمر کے خیالات شامل ہین۔ اور واقعی یہ اسکی ملک ہین کہ جسکی شکل کے ساتھ میری واقفیت کا زیادہ سرمایہ شامل ہی۔ فوراً میرے خیال کرتے ہی میرا سب سے پہلا مالک عثمان آغا آیا۔ لیکن اسکے تمام خیالات میرے دل سے فوراً نکل گئے۔ کیونکہ اسکی ترکمانون کی قید مین رہکر عجیب حالت ہوگئی تھی اور یہ گوناگون حوادث سے بہت ہی چور ہوگیا تھا۔ وہ تروتازگی اور وہ حالت خواب مین بھی نہین رہی تھی۔
تاہم مین اُسکی طرف نظران رہا مین نے خیال کیا کہ شاید یہ کوئی اسکا بھائی ہوگا۔ مین اُسکے قریب گیا کہ اسکی کچھ باتین سنون۔ مگر یہ گم صم بیٹھا ہوا تھا میرے شبہہ کو اور بھی دونی ترقی ہوئی مین کچھ دیر تک راہ دیکھتا رہا کہ یہ باتین کرے تو اسکی آواز پہچانون لیکن یہ خاموش ہی بیٹھا رہا مگر پھر تھوڑی دیر کے بعد صاف آواز مین اپنے ایک سوداگر سے یہ دریافت کرنے لگا کہ قسطنطنیہ مین بھیڑ کے چمڑے کی کیا قیمت ہی۔
مین اتنے اپنے دل مین بہت ہی خوش ہوا اور کہا اُوہو قطعی تم عثمان آغا ہو مین نے ہرگز غلطی نہ کی تھی۔ مین فوراً اسکے پاس پہونچا اور اپنے کو ظاہر کیا۔
جب ہم باہم بہت دیر تک تعجب اور حیرت مین مبتلا رہے تو کچھ کچھ ہر ایک دوسرے کا آشنا سا بنا۔ مین نے اسکی داڑھی کی سفیدی پر کہا کہ بالکل پہچانے ہی نہین جاتے اور اسنے میری خوبصورتی اور سیاہی پر حیرت کی۔
اِسنے بہت ہی نرمی سے انقضاے وقت اور بے ثباتی دُنیا کا ذکر کیا اِسکی تقریر

سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ دُنیا کا یہ قاعدہ ہے کہ کبھی مصیبت بڑھتی ہے کبھی گھٹ جاتی ہے۔
غرض دُنیا کی حالت یکسان نہین رہتی مصیبت اور راحت یہ توامان پیدا ہوئی ہین
خوشی کے ساتھ رنج اور رنج کے ساتھ ہر جگہ خوشی ہے جب سے کہ مین اُسکے پاس سے جدا ہوا تھا
اور ہم دونون آقا خادمون مین مفارقت ہوئی تھی تو اُسنے معمولی طریقے سے ساری کیفیت بیان کی
جب مجھپر مصیبت آفت قید مین پڑی مگر یہ بعد ازان جاتی رہی تھی اور میرا وقت
خیال سے زیادہ بھی بہت ہی پسندیدگی سے گذرنے لگا۔کیونکہ میرا سوائے اسکے اور کوئی
کام ہی نہین تھا کہ اونٹون کے پاس ہتھیار رہون اور اُنکی بے شر فطرتی شکل کو تکا کرون
میری خوراک مختلف تھی لیکن پانی بہت عمدہ مجھے میسر ہوتا تھا ہان اگر مجھے تکلیف
تھی تو صرف تماکو کی تھی۔کیونکہ مین اسکا مدت سے عادی تھا اور یہ یکایک نہ ملنا تکلیف
کا باعث ہے اسی طرح سالہا سال گذر گئے۔مین نے تو یہ سوچ ہی لیا تھا کہ اپنی زندگی کا
باقی حصہ بھی انھین اونٹون کے ساتھ صرف کرونگا کہ یکایک میری قسمت نے دوسرا پلٹا کھایا
اور اب مجھے خوشنما امید ہونے لگی کہ مین رہا ہو جاؤنگا جو شخص کہ اپنے کو ولی بتاتا تھا ان
ترکمانون مین بھی آیا معمول کے موافق جیسا کہ اس قسم کے اشخاص کرتے ہین اُسنے دو تین
کرامتین دکھائین۔ان سریع الاعتقاد لوگون نے تو ان کرامتون کو بہت ہی کچھ سمجھا اور
اُنکو تسلیم کر لیا اُسکا ایک ایک لفظ کرامت ہو گئی۔بڑے بڑے مشہور اور تجربہ کار ڈاکوؤن نے
بڑی عاجزی سے اسکے قدم چومے اور اُسکے جھنڈے کے نیچے آگئے جو کچھ اُسنے کہا اُسپر
سر تسلیم خم کیا۔مین بھی اُسکے آگے گیا اور مین نے سُننے کے استحقاق حاصل کرنے کا دعوی کیا
اور مین نے یہ بھی اس سے بیان کیا کہ مین اسیر ہون غرض وہ وہ باتین ہوئین کہ جس سے
مجھے اپنی آزادی حاصل ہو گئی۔اور مجھے کچھ فدیہ بھی نہ دینا پڑا۔
بس جون ہی مین نے وہان سے رہائی پائی مین فوراً مشہد چلا گیا۔خوش قسمتی سے
میری چند بغداد کے تجار سے ملاقات ہوئی انمین سے ایک میرے متعلقین مین سے بھی

تھا اس سے مین نے کچھ روپیہ پیشگی لیا تھا کہ اس سے تجارت کرون۔
مجھے ترکی بازارون کی پوری پوری کیفیت اور ماہیت معلوم ہوگئی تھی کہ بخارا سے مال جاتا ہے اور وہان جاکر بکتا ہے تو مین اسیلیے خریداری کے لیے وہان چلا گیا تاکہ ترکی بازارون مین جاکر فروخت کرون۔ چونکہ ترکمانون مین رہتے ہوئے ایک زمانہ مدید گذر گیا تھا اس لیے مین اُنکے طرق اور عادات سے بخوبی واقف ہو گیا تھا خصوصاً خرید و فروخت کے معاملے مین تو ید طولیٰ حاصل ہو گیا تھا اور صرف اسی سبب سے مین نے بخارا اور فارس مین بہت ہی کامیابی سے تجارت کی یہانتک کہ مجھے اسقدر منافع ہوا کہ مین اپنے ملک واپس جانے کے قابل ہو گیا جب مین قسطنطنیہ کی طرف چلا میرے ساتھ بہت سے خچر بخارا سمرقند اور مشرقی فارس کی تجارتی اشیا سے کھچا کھچ لدے ہوے تھے تو راہ مین مجھے اپنا پیارا شہر بغداد یاد آگیا۔ تو اب میرا یہ ارادہ ہے کہ مین جب تک کہ موسم بہار کا کاروان جمع نہ ہو جائیگا یہین ہیین قیام کرونگا۔ کیونکہ اب ذرا اس شاہانہ شہر مین رہنے کو طبیعت چاہتی ہے۔ وحشیون مین رہتے رہتے تو دم اُکتا گیا۔ تو اب تم یہ بتاؤ کہ مین اپنا وقت دلچسپی اور پسندیدگی سے کیونکر صرف کرون۔
یہ سُنتے ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ شخص شادی کا بہت خواہشمند ہے۔ مین نے اس کہنے مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا کہ آپ کے لیے بیوی موجود ہے۔
مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ کیا خدا کی شان ہے تقدیری معاملے مین کہین پلٹتے تھوڑی ہی ہین بھلا کیا قضاؤ قدر کا کام ہے کہ میرا ایک مالک کتنی دور دراز سے آتا ہے کہ میرے دوسرے آقا کی بیوہ سے شادی کرے جسکو انتقال کیے ہوے بھی تو کچھ زمانہ نہین گذرا۔ اور مجھے دیکھو جنوبی اطراف سے آنا اور اسمین شامل ہونا۔
حکیم کی بیوہ بڑی ڈبل عورت تھی کہ تین عورتون کے برابر اُسکا گھیر تھا وہ عثمان آغا ہی کے لیے موزون بھی تھی جسنے سُنتے ہی میری درخواست کو قبول کرلیا کچھ

مین نے اُسکی تعریف کی کچھ ابرو کی صفتین کہین۔ غرض وہ باتین بنائین کہ عثمان آغا کے مذاق کی تھین اور اُسکو پسند کر کر باتون ہی باتون مین منظور کرا دیا۔

مین نے یہ خوشخبری جاتے ہی خانم سے بیان کی۔ خانم سنتے ہی بہت خوش ہوئی اَب خانم کا کیا کہنا یہ سمجھی واقعی میرا حُسن ہی ایسا ہی کہ سب سے افضل ہون اور خمدار بھوین تو اس غضب کی ہین کہ ممکن نہین جو اُنکو دیکھے سر تسلیم خم نہ کرے۔

خانم کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ خانم بہت ہی خوش ہوئی اور اُسے تُرک کے ساتھ متعہ کرنے مین کسی طرح کا بھی کلام نہین ہی۔

مین خانم کے پاس سے عثمان آغا کے پاس چلا گیا جو اس امر کے لیے مستعد تمام تھا اُسکی حالت دیکھکر معلوم ہوا کہ چونکہ وہ اونٹون کے ساتھ مدت تک رہا ہی اسلیے اُسے مشک اور عنبر کی خوشبو بہت ہی دل آویز معلوم ہوتی ہی اور وہ اُسکے سونگھنے کا بہت بڑا عادی ہی۔

عثمان آغا حمام مین نہانے گیا۔ اپنی ٹھوری داڑھی پر خضاب کیا۔ ہاتھون کو سُنہرے رنگ سے رنگا اور اُسکی زلفون کی رخسارون پر ہلال نما صورت بنگئی۔ بجاے اِسکے کہ پڑی لٹکا کرتین۔ اب اُنھون نے وہین کلون کے اوپر دائرہ بنالیا۔

غرض عثمان آغا بن سنور کر میرے ساتھ مُلّا نادان کے مکان پر آیا۔ چونکہ اسوقت ذرا نہایا دھویا تھا اور کپڑے وپڑے بدلے تھے اس لیے اُسکی اصلی عمر سے دس برس اور کم ہوگئے تھے جب دونون دولھا دُلھن کا آمنا سامنا ہوا تو اُسوقت وہ سمان تھا کہ بیغرض پاس کھڑے ہوے کو ان دونون کے دیکھنے سے بہت ہی لطف آتا تھا۔

دولھا تو اس کوشش مین تھا کہ کسی طرح سے یہ معلوم ہو جائے کہ جس سے میرا متعہ ہوتا ہی یہ کیسی صورت کی ہی۔ دلھن نقاب ہی نقاب مین کچھ وہ ناز و انداز اور کرشمے کر رہی تھی جس سے دولھا کو یہ یقین ہو جائے کہ عجیب دلفریب چہرہ نقاب مین ہی۔ لیکن اِدھر تو یہ ہو رہا تھا اور اُدھر مین یہ کیفیت دیکھ رہا تھا۔

میرے خیال مین فیس کے پچاس ڈیوکیٹ آئے اور یہ وہ تعداد تھی جو اسنے مجھے دی تھی اور پھر ہم ترکمانون کی قید مین چلے گئے تھے۔ مین نے دل مین خیال کیا کہ اگر پچاس ڈیوکیٹ کہے اور یہ خفا اور ناخوش ہوگیا تو کون جانتا ہی کہ عثمان آغا کتنی خاک میرے سر پر ڈالے گا۔

مگر انکی شادی ہوگئی اور اس امر کا مجھے کامل یقین تھا کہ جب تک مین نے یہ لفظ نہین کہا کہ مین نے پسند کرلیا اسنے خانم کے حسن کا ایک جز کارہ بھی نہین دیکھا۔ تو اس بصبری کے عالم مین اسنے اسکی نقاب الگ سرکا دی۔ مین نہین کہہ سکتا کہ خانم کی صورت دیکھ اُسے کس قدر صدمہ ہوا ہوگا

جب عثمان آغا نے دیکھ لیا کہ میری دلربا زلیخا صفت نہین ہی تو اُسنے مجھے پاس بلایا اور کہا۔ حاجی۔ مین نے تو یہ خیال کیا تھا کہ یہ نوجوان ہوگی اسپر تو اونٹ کی طرح سے جھرّیان پڑ رہی ہین۔ یہ بات کیونکر ہی۔

مین نے ہر حیلہ اور حوالہ سے اُسے یقین دلایا کہ آپ اسے جانتے نہین یہ ایک زمانہ مین شاہی حرم کا ایک پھول تھی یہ تو تقدیر کی بات ہی کہ اس کو آپ کی دلھن بننے کا اتفاق ہوا۔ صرف یہ تقدیر ہی بات ہی۔

عثمان آغا۔ افسوس ای حاجی کیا لفظ تقدیر ہر بات کا پورا جواب ہوسکتا ہی۔ چاہے تقدیر یا قسمت کا کچھ ہی اثر کیون نہو۔ لیکن یہ تو کبھی نہین ہوتا کہ کہین قسمت نے ایک نوجوان عورت کی ایک کھپٹر بڑھیا بنادی ہو۔

پہلے تو مجھے بڑا خیال ہوا کہ ایسا نہو عثمان آغا خفا ہوا اور اپنا روپیہ وغیرہ واپس پھیر لے لیکن نہین وہ خانم کو سرا ئین اپنے ساتھ لے گیا اور کہا کہ نیکبخت جب تک تیرا جی چاہے میرے یہان رہ اور جب جی مین آئے چاہے جہان چلدیجیو۔

نواںؔ باب

ملّا نادان کی ہوسناکی

جب مُلّا نادان کی بہت قریب سے میرے مالک سے ملاقات ہوگئی تو مجھے معلوم ہوا کہ یکایک اُسکی طبیعت ہوسناکی کی طرف رجوع ہوئی اور اُسکا اصلی منشاء یہ تھا کہ طہران کا افسر العلما مین ہوجاؤن۔

اس خیال مین اسنے بہت بہت جانکاہیان کین اور جہانتک اس سے ممکن ہوا اسمین کوئی کسر باقی نہین رکھی یہانتک کہ یہ بات روشن ہوگئی اور لوگ اسکے دشمن ہونے لگے۔ خصوصًا افسر العلما تو جانی دشمن اور خون کا پیاسا ہوگیا۔ خاص مسجد مین مُلّا نادان امام تھا یہ شاہی مدرسہ مین وعظ بھی دیا کرتا تھا اور گاہے گاہے فیصلے بھی اسکے یہان لوگون کے جھگڑون کے برابر ہوتے تھے ہر موقع پر اور خصوصًا نوروز کی تقریب مین جب تمام مُلّا شاہ کے آگے جاکر نماز پڑھنے اور اُسکی ترقی دولت اور سرسبزی ملک کی دعا کرتے تو وہان بھی مُلّا نادان سب مین ممتاز ہوتا اور اُسکی لہکتی ہوئی آواز سب مین سُنائی دیتی۔

اِن اِن وسائل سے اسے لوگون مین پوری شہرت حاصل ہوگئی تھی۔ مگر جو لوگ کہ اس سے بخوبی واقف تھے اسکی اچھی طرح تعظیم و توقیر بھی نہین کرتے تھے ایک موقع ہوا جس سے یہ بات صاف معلوم ہوگئی اور یہین سے پھر میری قسمت نے پلٹا کھایا۔

موسم سرما بسر گذر چکا تھا ہنوز موسم بہار اپنا خوش جلوہ دے رہا تھا کہ یکایک دار الخلافہ مین یہ خبر آ پہونچی کہ جنوبی حصص ملک خصوصًا لار اور فارس مین مینھ کی اسقدر ضرورت تھی کہ توبہ لیکن چونکہ پانی نہین ملا اس بلا کا کال پڑا ہی جسنے تباہ کردیا ہی۔ جب سال گذر گیا تو شمالی حصص مین بھی وہی آفت آکر واقع ہوئی اور امساک باران کا یہان بھی وہی حال ہوا شاہ نے حکم دیا کہ مساجد مین عبادت کیجائے اور مینھ کے لیے دعائین مانگی جائین مُلّا باشی اس حکم کی بجا آوری مین مشغول ہوا۔

مُلّا نادان نے یہ موقع بہت ہی اچھا دیکھا کہ اپنے مذہبی جوش کو دکھاے۔ اور

اس کام مین اپنے کو معروف و مشہور کرے۔ غرض اسنے ذرا اپنی نمود دکھانے مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا۔

ذرا اپنا اثر اور دباؤ ڈالنے کے لیے اسنے افسر العلما کی طرح سے چھوٹی قوم کے لوگ بہت جمع کیے اور ان سب کو سمیٹ کر ایک کھُلے ہوے میدان مین پہونچا اور وہان آپ اُنکا امام بنا۔ پانی کا پھر بھی پتہ نہین شاہ نے حکم دیا کہ بڑے بڑے لوگ بھی اسکے شریک ہون اور اسکے پیچھے بلاب بلک کر دعائین مانگین۔

ہر چند سب نے پھڑک پھڑک کر دعائین مانگیں لیکن تو بینہ کا کہین نام تک بھی نہین تھا پھر اسنے تمام مسیحون یہودیون گبریون کو بُلایا اور اُنسے اُنکے مذہب کی نماز پڑھوا کر دعا منگوائی مگر آسمان کچھ ایسے لوہے کا بنا ہوا تھا کہ سپر ابر کا ایک ٹکڑا بھی معلوم نہین ہوتا تھا ایک بہت بڑی مایوسی سی چھاگئی۔

جب یہ صورت ملانادان نے دیکھی تو ایک دن صبح کو اپنے مکان کے پاس ملا نادان نے لوگون کا ہجوم کیا اور مجمع کی طرف مخاطب ہوا۔

اے طہران کے لوگو اس بلاے بیدرمان کے دفع کرنے کے لیے اور بھی کوئی بات باقی ہے۔ وہ بلاے بیدرمان جو عراق پر چھانے کو مستعد ہے۔

یہ تو صاف ہے کہ آسمانون نے ہمارے خلاف کارروائی اختیار کی ہے کہ ایک قطرہ نہین برساتے اور یہ صرف اُن لوگون کی وجہ سے ہے جو سخت گناہگار ہین اور جن کے سبب سے ہمپر خدا نے یہ بلا نازل کی ہے۔ اچھا وہ کون لوگ ہین یہی کافر ہین جو ہمارے قانون شریعت کے توڑنے والے ہین یہ وہ کمبخت ہین جو کھُلم کھُلا شراب پی کر ہماری دیوارون کی صفائی کو کھوتے ہین۔ اور جو کچھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمادیا ہے وہی کرتے ہین اور ہماری شاہراہون کو اپنی برائیون سے مخزن بدی بناتے ہین ج اب مین یہ چاہتا ہون کہ ہم سب ملکر انکے میخانے مین چلین اور تم میری تقلید کرو اور

وہان چلکر انکی شراب کے خم دم سب توڑ والیں۔ بس پھر اللہ کا غضب جاتا رہیگا اور نہیں بھائیو یون تو جانا معلوم نہین ہوتا۔

یہ سُنتے ہی سب کو اسقدر جوش آیا جسکا کوئی ٹھکانا نہین مجھے یہ کبھی امید نہ تھی کہ وہ یکایک اس طرح بھڑک اُٹھینگے مگر وہ تو بپھر پڑے اور چلنے پر آمادہ ہوے۔

مُلّا نادان نے اپنے کو انکا پیشوا بنایا مجھے ساتھ لیا مین بھی اورون کی طرح سے دیوانہ ہو گیا۔ اب ہم شہر کے اس حصّہ کی طرف روانہ ہوے جہان آرمنین بستے تھے۔

آرمینیون نے جب یہ دیکھا کہ اسقدر غصیلے مسلمان پلے چلے آتے ہین وہ بیچارے حیران ہو گئے اور انھون نے امکے اُمنڈنے کا کچھ بھی سبب نہ جانا بعض نے تو اپنے دروازے بند کر لیے اور بعض بھاگ گئے اور بعض وہین موجود رہے۔ یہ شبہہ انھین بہت دیر تک نہ رہا کیونکہ جب مسلمان قریب آگئے تو اُنپر پتھر برسنے شروع ہوے اور ہر طرح سے اُنسے بُرائی کی گئی اور اُنکی توہین مین کوئی بات اُٹھا کر نہین رکھی پھر تو انھین معلوم ہو گیا کہ شاید قتل عام کا حکم ہوا ہو کہ تمام مسیحی قتل کر دیے جائین۔

مُلّا مع تمام بھیر و بنگاہ کے خاص خاص آرمینیون کے مکان مین گھس گیا اور بہت تشدد سے شراب تلاش کرنے لگا اسنے نہ تو مرد کے کمرے مین فرق کیا اور نہ عورت کے بلکہ بہت آزادی سے اندھا دھند سب کے دروازے چوپٹ کھول دیے آخر کار جب مُلّا کو وہ خم ملا جسمین شراب بھری ہوئی تھی تو اب مین ناظرین پر اس آیندہ واقعہ کو چھوڑتا ہون کہ پھر مُلّا کی غضبناکی اور اشتعالک کا کیا حال ہوا ہوگا جسقدر خم تھے اُنکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور شراب لنڈھا دی گئی۔ غریب مظلوم مالک سوا اسکے اور کیا کر سکتے تھے کہ اپنی روزی کو اس طرح سے ویران ہوتا دیکھین اور ہاتھ سے ہاتھ ملین۔ سب کی مایوسانہ نظرین پڑ رہی تھین اور سب ہاتھ سے ہاتھ مل رہے تھے۔

اسوقت جب یہ معرکہ ہر ایک گھر مین ہو گیا تو اب اور بھی گروہ مسلمانون کا غصّہ بھڑکا

گھرون سے وہ سیدھے ان بیگناہون کے معابد یعنی گرجاؤن کی طرف چلے۔ جبراً
اُنھین کھلوایا اور جو چیز وہان تھی سب ویران کردی۔ وہان کتابین۔ زیورات۔ اسباب
غرض کوئی چیز ایسی نہین بچی تھی کہ تباہ نہ ہوئی ہو۔ چونکہ کثرت سے لوگ نہین تھے کہ
ہر شے کو لیجاتے اس لیے یہ رائے قرار پائی کہ جو قیمتی قیمتی چیزین ہین وہی لیجائی جائین
گویا اب پورے طور سے برباد کردی گئی۔ کچھ بھی سلامت نہین چھوڑا صرف وہ
مظلوم تو انکی دست بُرد سے بچ گئے جنکا یہ مال لوٹ کرلائے تھے۔ اپر تو پھر دوبارہ حملہ
ہوتا اگر وہان چند خاص خاص آرمینین کے ہمراہ شاہی فراش نہ ظاہر ہوتا۔
جب مُلّا نادان کے پیروان نے یہ صورت دیکھی اسقدر ہڑ بڑا کر بھاگے کہ نہ یہ خبر
تھی کہان جاتے ہین اور کہان آتے ہین سر پر پاؤن رکھکر جو فرار شدن کا صیغہ گردانا
تو پھر کر نہین دیکھا صرف مین اور مُلّا نادان رہگئے جسوقت اُنھون نے کہا ہی کہ شاہ نے
آپ لوگون کو ابھی حاضر ہونے کا حکم دیا ہی تو اوسان باختہ ہو گئے۔ مُلّا نادان نے تو
میری طرف دیکھنا شروع کیا اور مین اُسکی طرف تکنے لگا۔ اور ایک دوسرے کی
صورت کو اِس طرح ٹکٹکی باندھکر دیکھا اور اس نظر سے ایسی حماقت برستی تھی کہ دُنیا
مین آج تک دو داڑھی بازون نے کبھی اس طرح سے نظر نہ کی ہوگی۔ یہ زمانہ سازی
کی باتین کرنے لگا اور سرکاری آدمیون سے کہا کہ آپ ہمین صرف اتنی فرصت دین
اور ہمارے ہمراہ ہمارے مکان پر چلین کہ مین اپنا سُرخ درباری جامہ پہنلون۔
فراش حضرت جامہ یا سُرخ جرابین پہننے کا کوئی موقع نہین ہی بس آپ سیدھے چلے چلیے
یہ سُنکر مُلّا نادان کے چھکے چھوٹ گئے اور گھبرا کر یہ کہنے لگا۔ لیکن یہ تو بتاؤ
خدا کے لیے مین نے کیا ہی کیا ہی۔ (فراش کی طرف مخاطب ہو کر) کیا یہ بات نہین
ہی کہ ہم اپنے ایمان کے دشمنون کو زیر و زبر کرین۔
فراش۔ خیر آپ وہان چلے چلین آپ کو خود کیفیت روشن ہو جائیگی۔

آخرکار ہم محل کے دروازے پر پہونچے معلوم ہوا کہ وزیر اعظم افسر جلادان کی بیٹھک مین مع افسر العلما بیٹھا ہوا ہی۔
جب ہم دروازے پر جاکر کھڑے ہوے تو وزیر اعظم نے مُلّانادان سے مخاطب ہوکر کہا۔ خدا کے لیے یہ تو بتاؤ کہ جو کچھ ہم نے سُنا ہو یہ اصل مین کیا معاملہ ہو۔ کیا تمھاری سمجھ پر پردہ پڑ گیا تھا کیا تمھین یہ معلوم نہ تھا کہ طہران مین شاہ بھی موجود ہو۔ ملّا باشی۔ (یعنی افسر العلما) مین کون ہون کہ تمنے کفار کے خلاف بلوہ کیا اور اُنپر چڑھ گئے آخر مین بھی تو موجود ہون۔
افسر جلادان (اپنے محکمہ کی جریب یا سوٹا ہاتھ مین لیکر) انھین شاہ کے آگے پیش کرو شاہ انتظار ہی کر رہے ہونگے۔
بس اب یہ حال ہوا کہ جان ہی نکل گئی اور موت آنکھون کے آگے گردش کرنے لگی۔ غرض اُسی حالت مین ہم محل کے اندر دو طرفہ درختون والے راستہ سے روانہ ہوے پہلے ایک چھوٹے دروازے مین پہونچے پھر وہان سے ایک باغ مین گئے سامنے سے دیکھا کہ ایک کمرے مین خود شاہ جلوہ افگن ہین۔
جب ہم قریب پہونچے تو مین نے دیکھا کہ شاہ اپنی موچھین مروڑ رہے ہین یہ گویا شاہ کے بہت ہی غضبناک ہونے کی نشانی تھی کہ جب وہ بہت ہی غضب مین بھرتے تھے تو موچھین مروڑا کرتے تھے۔ مین نے ایک نظر سے مُلّانادان کو بھی دیکھا۔ معلوم ہوا کہ سر سے پاؤن تک ہر مسام سے ندیان کی ندیان بہ رہی ہین۔ جون ہی ہم سے شاہ کی نظرین ملین ہمنے اپنے جوتے اُتار ڈالے اور ہم سنگ مرمر کے حوض کے پاس بڑھے اس وقت شاہ کے آگے مُلّا باشی یعنی افسر العلما۔ افسر جلادان۔ آنریلنین۔ اور مُلّانادان اور مین کھڑے ہوے تھے۔
افسر جلادان نے اپنے محکمہ کے ڈنڈے کو زمین پر رکھکر ایک فراشی سجدہ نما

سلام کیا اور یہ زبان پر لایا۔ پہلے جو کچھ شاہ کی معمولی تعظیم کے الفاظ تھے وہ ادا کیے گویا ہر بات کی تمہید مین انھین کہا کرتے ہین اور پھر یہ کہا کہ مُلّا نادان حاضر ہی۔ (میری طرف اشارہ کر کے) اور یہ اِسکا نوکر بھی موجود ہی ؂

شاہ (بہت ہی کڑاکے کی آواز مین) اے مُلّا نادان بتا کہ تو کتنی مدت سے میری رعیت کو تباہ و برباد کر رہا ہی بتھین یہ قوت کس نے دی ہی کیا تم پیغمبر ہو گئے ہو یا تم اپنے کو شاہ بنانے یہان نازل ہوئے ہو۔ بتا کہ یہ تو کیا کر رہا ہی۔

یہان میان مُلّا نادان کے چھکے چھوٹ گئے تھے تمام اندام مین لرزہ پڑ رہا تھا اور ہرگز ایک لفظ بھی زبان سے نہین نکل سکا۔ صرف بہت مشکل سے کچھ کنپکنپاتے ہوئے اور ٹوٹے ہوئے الفاظ مین کافرون کی بُرائی کی۔ شراب کو بُرا کہا اور مینھ کے برسنے کی خواہش ظاہر کی اور پھر گم صم کا مضمون ہو گیا۔

شاہ۔ (مُلّا باشی کی طرف مخاطب ہو کر) یہ کیا کہتا ہی۔ مین نے اصلا نہین سنا کہ یہ کیا کہ گیا۔

مُلّا باشی۔ مین حضور پر سے قربان ہو جاؤن یہ یہ عرض کرتا ہی کہ مین نے یہ صرف حضور کی رعیت کے آرام کے لیے کارروائی کی تھی۔ کیونکہ جب تک کفار شراب پئین گے مینھ ہرگز نہ برسے گا۔ اور طہران مین کال پڑ جائیگا۔

شاہ۔ تو کچھ آدمیون کے بچانے کے لیے تمنے میری رعیت کا بہت بڑا جزو تباہ کر دیا یہ تو بتا کہ میری دار الخلافہ مین میری کچھ بھی ہستی نہین رہی کیا ایک گروہ کفار کا میرے ہی ناک کے نیچے برباد کیا جائے اور مجھ سے کچھ نہ دریافت کیا جاے کہ آیا حضور کی مرضی بھی ہی یا نہین کہ ایسا کیا جاے۔ اے شخص بول کہ تو کس خواب خرگوش مین مخمور ہی۔ معلوم ہوتا ہی کہ تیرے دماغ مین خلل آ گیا ہی۔ یہ کہکر شاہ نے زور کی آواز مین ذرا گرج کر یہ کہا (اپنے ملازمین کو بلا کر) اسکی پگڑی سر سے اُتار لو اور اسکا چغہ اسکی پیٹھ پر سے علیحدہ کر لو۔ اسکی ٹھوڑی پر سے اسکی داڑھی اُکھیڑ لو۔ اِس کے

دونون ہاتھ پشت پر کس وو اُلٹے گدھے پر اسے سوار کرو اور تمام شاہراہون مین اسے یون ہی گردش دو اور پھر دھکے دے کر اسے شہر بدر کر دو اور ساتھ ہی اسکے نوکر کو بھی لے جاؤ۔

مین بہت بڑا ہی خوش قسمت تھا کہ مجھے کسی نے وہان یہ شناخت نہین کیا کہ یہ زنیب کا عاشق ہے اگر ذرا بھی معلوم ہو جاتا تو جان کا بچنا یہ محض ناممکن تھا میری اور میرے مالک کی قسمت گویا جنت تھی کہ جو کچھ اور جتنا شاہ نے حکم دیا تھا اُسی قدر ہمارے ساتھ عمل مین آیا۔

نادان کی داڑھی ٹھوڑی پر سے لوگون نے اس آسانی سے اکھیڑ لی کہ جیسے پرند کو صاف کرتے وقت اُسکے پر اُدھیڑتے ہین اسکے بعد میرے آقا مُلّا نادان کو گدھے پر اُلٹا سوار کیا اور تمام شاہراہون مین گردش دی مین بھی گدھے کے پیچھے بہت ہی غم کی حالت مین جا رہا تھا کیونکہ میرا مولویانہ شالی عمامہ اُتار لیا تھا اور چغے سے جُدا مجھے برہنہ کر دیا تھا۔

جب شہر کے دروازے پر پہونچے تو مُلّا نادان کو گدھے پر سے اُتار لیا اور مشکل سے ہماری پشتون پر ایک چیتھڑا چھوڑا ہوگا۔ جب ہم شہر بدر ہوئے ہین یہ بات قابل تحریر ہے کہ جون ہی ہمنے شہر چھوڑا اور جنگل کی طرف روانہ ہوئے تو اس قدر مینھ برسا کہ جل تھل کھڑے ہو گئے۔ گویا خود آسمان ہماری بغرتی کا منتظر تھا جب اس طرح سر بازار توہین ہو جائے تو مینھ برسائے۔

دسوان[۱۰] باب

حاجی بابا کا حمام مین ایک عجیب و غریب واقعہ دیکھنا اور اپنی اس مصیبت سے رہائی پانا۔

جب ہمکو سرکاری آدمیون نے چھوڑ دیا تو مین نے اپنے ساتھی سے کہا کاش اگر مجھے

یہ معلوم ہو جاتا کہ مجتہد کی سفارش یہ یہ نتائج پیدا کریگی اور یہ صورت دکھائیگی تو آپ حاجی بابا کو تو کبھی بھی نہ دیکھتے۔ بھلا آپ کو اس سے غرض ہی کیا تھی کہ مینھ برسے یا نہ برسے۔ آرمینین شراب پیتے ہین یا نہین پیتے۔ یہ آپ کے دخل در معقولات نے خراب نتیجہ دکھایا ہی۔

مُلّا نادان کی اسوقت وہ نوبت تھی کہ اسنے اسکا اصلا جواب نہ دیا ہم برابر خاموش ایک دوسرے کے پہلو مین چل رہے تھے۔ غم کے پہاڑ ہمپر ٹوٹے ہوئے تھے اور آلام سے چور تھے کہ اسی حالت مین ہم پہلے ایک گانون مین پہونچے جو اول ہی اوّل ہمارے راستے مین آیا یہان ہمنے قیام کیا تاکہ اس بات کو سوچین کہ اب کیا کرینگے اور آیندہ ہمین کیا کرنا ہی۔ میرا بدقسمت ساتھی تو شہر بدر کر دیا گیا تھا اس لیے یہ محض ناممکن تھا کہ جب تک کامل یہ طوفان نہ جاتا رہے اور غلغلہ نہ ٹھنڈا پڑ جاے وہ شہر مین جا سکے۔ لیکن جب ہم دونون یہ خیال کرتے تھے کہ ہماری ملک کے ساتھ کیا بیتی اور جائداد روپیہ کی کیا نوبت ہوئی تو ایک سانپ سا کلیجے پر لوٹ جاتا تھا۔ مُلّا تو اپنے گھر اور اس بےعزتی پر خون کے آنسو روتا تھا اور مین اپنے کپڑے، روپیہ اور خچّر جانے پر گریبان چاک کرتا تھا۔ یہ ارادہ ہوا کہ مین ہی پھر شہر مین واپس جاؤن اور خبر لاؤن کیا گذری۔

شام کو مین شہر مین داخل ہوا اور جہان تک مجھ سے ممکن ہوا مین نے اپنے کو چھپایا اور سیدھا شاہراہون مین ہوتا ہوا مُلّا نادان کے مکان کی طرف چلا۔ اول ہی نظر مین اتنا معلوم ہو گیا کہ ہمین بالکل تباہ کر دیا تھا۔ وہان یہ صورت دیکھی کہ جسکا جو داؤن چڑھا ہتھیا کر بیٹھ رہا۔ اوّل ہی مجھے وہ شخص نظر پڑا جو نادان کے مکان سے آ رہا تھا کہ جس نے ہمین پکڑ کر شاہ کے پاس حاضر کیا تھا یعنی وہی فراش جو میرے خچر پر سوار تھا۔ اس کے آگے ایک بقچی رکھی ہوئی تھی جس مین شاید میرے اور میرے مالک مُلّا نادان کے کپڑے ہونگے۔

اِسے دیکھکر مین اس قدر جکرایا اور یہ خیال کیا کہ اگر اسوقت ہم شناخت کر لیے گئے تو ظلم ہی ہو جائیگا مین نے بہت ہی جلدی مین اس مقام کو چھوڑا اور ایسا بولایا ہوا تھا کہ مین بڑی مشکل سے جان سکا کہ اپنے قدم کس طرف اُٹھاؤن کہین جگہ نہ ملی تو مین گھبرا کر ایک حمام مین گھُس گیا مُلّا باشی کے بہت ہی قریب مکان کے یہ حمام واقع تھا۔ یہ مُلّا باشی ظاہر ہی کہ ہمارا جانی دشمن تھا۔

اس وقت اندھیرا بہت ہو گیا تھا اب مین حمام مین چلا گیا شاید ہی مجھے ان لوگون نے خیال کیا ہوگا جو حمام مین تھے۔ مین پہلے کمرے مین سے ہو کر سب سے گرم کمرے مین چلا گیا اور ایک اندھیری جگہ پر بیٹھ گیا کہ کوئی مجھے نہ دیکھ سکا اور اَب مجھے خیالات کرنے کا آزادی سے راستہ ملا۔

مین نے دل مین خیال کیا اب مین اپنے ہاتھون کو زندگی بسر کرنے کے لیے کس کام کی طرف مائل کرون۔ کیونکہ خوش قسمتی نے تو مجھے معلوم ہوتا ہی ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا ہی اور بد قسمتی نے مجھے اپنا دل لبھانے والا کھلونا بنا لیا ہی کہ ہمیشہ میرے ہی ساتھ بازی کیا کرتی ہی۔

مین نے اپنے دل مین ذرا مُسکرا کر کہا۔ اے دل دیکھو مجھے عشق ہوا ہی تھا کہ شاہ میرا رقیب بنگیا اور میری دلربا کو قتل کر ڈالا اور میری ملازمت سے مجکو چھڑا کر میرا عہدہ چھین لیا مین ایسے شخص کا وارث ہون جو غیر مشتبہ دولت رکھتا ہی۔ مدت سے وہ شخص صرف میری آگاہی کے لیے زندہ ہی ہر شخص مجھ سے یہی کہتا ہی کہ تجھے دولتمند ہونا چاہیے۔ مگر یہان اور مفلسی گھیرتی جاتی ہی اور اب بھیک مانگنے کی نوبت آگئی۔ بھلا کس امید اور آرزو سے مین ایک قوی اور حامی قانون شریعت کے پاس پہونچا جس سے مجھے امید تھی کہ اپنی زندگی مین مین بہت کچھ چین اُڑاؤنگا وہان نوبت ہی اور ہوئی اُسکو اور اُلٹا دیس نکالا ملا۔ میرا آقا ہمیشہ

بُری ساعت مین خدا سے دعا مانگا کرتا تھا کہ اپنی رحمتون کو مجھپر نازل کرو ہان اور اُلٹی بات ہوگئی کہ وہ ایسا ذلیل و خوار ہوکر شہر بدر کیا گیا۔ بھلا جس قدر کہ مجھپر مصائب اور آلام پڑ در پڑ آکر واقع ہوے ہین آج تک کسی پر بھی یہ نوبت نہ ہوئی ہوگی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ ہمیشہ تک کیفیت رہیگی تو پھر اس سے تو مرنا ہی بہتر ہی تو مین نے چاہا کہ جہان بیٹھا ہوا ہون وہین مر کر رہجاؤن کہ اس عذاب سے تو جان بچے گی۔

چونکہ رات بہت گذر گئی تھی اس لیے لوگ حمام مین سے نکل نکل کر جانے لگے تھے مین اپنی اُسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ مین نے دیکھا کہ سامنے سے ایک شخص چلا آتا ہی اور ذرا پُر شوکت ہی جب وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ یہ خود مُلّا باشی ہی نہ تو اُسنے اور نہ اُسکے ہمراہیون نے میرا خیال کیا جب یہ افسر العلما اکیلا رہگیا تو یہ گرم حوض مین چلا گیا۔ جب یہ چلا گیا تو مین نے چھپ چھپ اور پانی کے چھینٹون اور پوری طاقت والی سانس کی آواز سُنی جیسے کوئی ہانپ رہا ہی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ جیسے کوئی پانی پر چھپکے مارتا ہی اور گلا پھلا پھلا کر ہانپ رہا ہی مین سمجھا کہ شاید یہ کچھ جسمانی کثرت کر رہا ہی اسی تعجب مین مین بہت آہستہ آہستہ وہان سے اُٹھا اور اس طرح سے پنجون کے بل چپکے چپکے چلا کہ اسکے کان مین میرے پیرون کی اصلا آواز نہ آئی کیونکہ مجھے یہ بھی تو ڈر تھا کہ اگر اسنے دیکھ لیا تو قہر ہو جائے گا۔

جون ہی مین وہان پہونچا تو مجھے معلوم ہوا کہ افسر العلما کو دورہ آیا ہی اور اب وہ سر کے بل ڈبک ڈون ڈبک ڈون کر رہا ہی۔ اس بدقسمت ساعت کا ڈر تمام میرے رگ و ریشہ مین بیٹھ گیا اور مین نے اپنے دل مین یہ کہا کہ حاجی اب تم کیونکر چھپ سکتے ہوا تو لامحالہ اسکے قاتل تمھین گردانے جاؤ گے۔ یہ تو ہر شخص جانتا ہی کہ میرا آقا مُلّا نادان افسر العلما کا کیسا مخالف تھا اور پھر مین اُسکا خادم ہون تو گویا آلۂ قتل مین ہی قرار دیا جاؤنگا

مین حوض کے پاس یہ کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ اتنے مین ملا باشی کا ایک ملازم حمام والے کو ساتھ لے کر ایک کتان لیے ہوے آیا۔ اُسنے جون ہی دیکھا کہ ایک شخص حوض سے نہا دھوکر باہر نکلتا ہی اسنے اپنے متوفی آقا کی جگہ مجھے ہی اپنا آقا سمجھا کچھ کہا نہ سُنا خوب میرا جسم اس کتان سے پوچھا اور مجھے وہی کپڑا اُڑھا دیا۔

اب مجھے یہ موقع اچھا ملا جسنے مجھے اِس بدقسمتی سے باہر نکال لیا جہان میری تقدیر نے مجھے جھونک دیا تھا مین بھی نہ بولا اور کچھ دیر کے لیے افسر العلما بننا مبارک سمجھا۔ صرف ایک دھندلا چراغ کپڑے پہننے کے کمرے مین ٹمٹما رہا تھا جس سے صاف صاف نہین معلوم ہوتا تھا۔ نوکرون کو ہرگز شبہہ نہ ہوا کیونکہ مین قد ڈیل ڈول مین ملا باشی کے کچھ کچھ مساوی تھا۔ اُنھون نے مجھے بہت اچھی پوشاک پہنائی چونکہ مین ملا نادان کے پاس رہا تھا اور جب تک میرا وہان قیام رہا تو مین نے ملا باشی کی بہت کچھ کیفیت دیکھی تھی اور مین اُسکے اطوار اور عادات سے بخوبی واقف تھا اور مین صرف اپنی واقفیت کی وجہ سے اُسکا پورا نقل بن سکتا تھا یہان تو ہمین کچھ ہی دیر ٹھہرنا پڑا یہانتک کہ اب ہم سب گھر آئے مگر یہ بہت ہی سخت اور مشکل کام تھا جب مین اندرون مین داخل ہون تو کیا طریقہ برتون جس سے کسی کو شبہہ نہو کیونکہ اس سے تو مین محض نابلد تھا کہ وہ حرم مین کیونکر پیش آتا تھا مگر ہان اُسکی نسبت بہت کچھ سُنا تھا کہ یہ خدا کی مخلوق پر مظالم بہت ہی توڑتا ہی اور اِسکا قاعدہ یہ ہی کہ اوّل تو خاموش رہتا ہی اور جب کبھی بولتا ہی تو بہت ہی ٹوٹے ہوئے فقرے اِسکی زبان سے نکلتے ہین۔

جب یہ اپنی زبان مین کچھ عربی الفاظ کی بھی آمیزش کرتا ہی تو اُسوقت الفاظ حلق سے نکالتا ہی اور یہ آوازین اُسکی بکروہ معلوم ہوتی ہین۔

جب تک مین کپڑے پہنتا رہا مین نے ایک بھی لفظ زبان سے نہ کہی جہان تک مجھسے ممکن ہوا مین نے اپنے چہرے کو سائے مین رکھا جب قلیان میرے آگے

لایا گیا تو مین نے اس طرح سے پیا جیسے گویا خود ملا باشی پی رہا ہی، اور بہت آہستہ آہستہ مین نے دو تین گھونٹ لیے۔

جب مین نے حمامی کو خدا حافظ کہا تو ایک شخص نے نوکرون مین سے مجھ مین ایک غیر معمولی بات دیکھی اور اس سے وہ چونکا مگر جسوقت اُنھون نے مجھے گھوڑے پر سوار کیا تو مین نے اُنپر اتنا وزن ڈالا کہ سارا شبہہ انکا دور ہو گیا۔

متوفی ملا باشی کے دروازے پر جا کر گھوڑے پر سے اُترا گو مین نے اِدھر اُدھر پھرنے یا جانے سے بہت پرہیز کیا مگر اتنے مین ایک شخص آیا اور مجھے سیدھا اندرون یعنی زنانخانے مین لے گیا مین نے دل مین خیال کیا کہ اگر مین اسے کچھ کام کرنے کو کہتا ہون اور وہ ایک غیر معمولی بات ہوئی تو دقت پڑیگی جو کچھ یہ کرے اُسے کرنے دو تاکہ بھانڈا نہ پھوٹے جب وہ مجھے اندر کے دروازے مین لیگیا تو اُسنے آواز دی کہ چراغ بیار۔ اور پھر یہ چلدیا۔

عورتون کی جوتیون کی آوازین آنے لگین مین نے دیکھا کہ وہ نوجوان لونڈیان میری طرف لپک کر آرہی ہین اور اسقدر تیز ہین کہ ہر ایک کی یہ کوشش معلوم ہوتی ہی کہ پہلے میرے پاس آکر پہونچے مکان کا بڑا درجہ خوب روشن تھا اور مجھے ایک سے زیادہ اس مین عورتین معلوم ہوئین۔

اب مین گویا بجائے ملا باشی کے اسکی بیوی کے کمرے مین جاتا ہون مجھے خوف ہوا کہ آخر کار یہ لونڈیان مجھے وہان لیجائینگی لیکن مجھے چاہیے کہ مین اس طرح سے جا کر پڑ رہون کہ جیسے میان بیوی مین جب لڑائی ہوتی ہی وہ اٹھواری کھٹواری لیکر پڑ جاتے ہین خدا کی شان کہ مین میری اس حالت اور اس نشا کو لونڈیون نے پہچان لیا وہ مجھے روشن مکان مین تو نہ لے گئین بلکہ مجھے ایک دروازے کی طرف لیکر پہونچین۔ جب مین وہان پہونچا تو یہ کمرہ خلوت کا دیکھا یہان مین بیٹھ گیا۔

اب یہ میری دوسری ہوشیاری تھی کہ انسے کیونکر محفوظ ہون کیونکہ وہ برابر میرے

آگے پھر رہی تھیں ضرور کبھی نہ کبھی تو میرے چہرے پر اُنکی نگاہ پڑ رہی جائیگی اور پھر سوائے موت کے چارہ نہیں میں نے ایک لونڈی کے ہاتھ میں سے تو چراغ لے لیا اور دوسری کو سر کے اشارے سے رخصت کر دیا۔ مجھے سخت اندیشہ تھا کہ کہیں انہیں سے کوئی لونڈی پہچان تو نہیں لیتی مگر بلکہ الحمد کہ وہ دونوں لڑکیاں پیٹھ موڑ کر دروازے کی طرف جاتی ہوئی معلوم ہوئیں۔

میری قسمت میں گذشتہ ساعت جو کچھ تغیر و تبدل ہوا تھا اُس سے تو میں ایسا مایوس ہو گیا تھا کہ میں یہ سمجھ گیا تھا کہ اب حضرت عزرائیل آئے اور انھوں نے مصافحہ کیا لیکن جب میں اتنی اہم راہیں طے کر کے یہاں پہونچا تو اب مجھے اپنی زندگی کی کچھ اُمید معلوم ہوئی صرف یہی موقع میرے فخر اور خوشی کا تھا اور جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا یہاں تک تو جان بچ گئی۔

گیارھواں باب

(اس سرگذشت کے نتائج۔ انسے خطرہ پیدا ہونا مگر آخر کار خوش قسمتی کا حاجی بابا کا ساتھ دینا)

جوں ہی وہ لڑکیاں اکیلا مجھے چھوڑ کر چلی گئیں میں نے دروازہ کو اندر سے خوب پیوست کر دیا اور موم بتی کو کمرے کے دور کے کونے میں اٹھا کر رکھدیا کہ شاید اگر کوئی دروازوں کے شیشوں میں سے دیکھنا بھی چاہے جب بھی میری صورت اُسے صاف نہ معلوم ہو۔

جب یہ سب کام ختم ہو گیا تو مجھے ایک بات کا خیال آیا کہ یہ تو ضرور ہی کرنی چاہیے یعنی پہلے ملاباشی کی جیب ٹٹولوں دیکھوں کیا نکلتا ہے اور اُن کاغذوں کو دیکھوں جو بستہ میں بندھے ہوئے تھے شاید اُن کاغذوں میں سے میری آئندہ تدابیر کی کوئی تاریخ نکل آئے۔ اُس کی داہنی جیب میں تو مہر اور تسبیح تھی۔ بائیں طرف کی جیب میں

ایک داوات ایک چھوٹا سا شیشہ اور کنگھا پڑا ہوا تھا۔ اسکی گھڑی چھاتی کی اوپر والی پاکٹ مین رکھی ہوئی تھی اور اُسکی بغل کے پاس ایک تھیلی تھی۔

جب مین نے اُس تھیلی کو کھولا تو اُس مین سے پانچ اشرفیان اور دو روپے نکلے گھڑی سونے کی اور انگریزی ساخت تھی۔ اُس داوات پر بہت ہی خوبصورت نقش و نگار ہو رہے تھے اور وہ بھی بہت قیمتی تھی۔ اُنکے ساتھ ایک مقراض۔ ایک قلمتراش اور کچھ قلمین پڑی ہوئی تھین۔

یہ سب چیزین مین نے اس طرح سے دیکھین کہ گویا میری ہی کی ہین اور مین نے ہر ایک کو اپنے جسم پر موقع موقع سے لگایا اب وہ کاغذ ملاحظہ مین آیا۔ یہ دو کاغذ ساتھ ہی لپٹے ہوے داہین طرف کی جیب مین برآمد ہوے تھے ایک رقعہ مین تو یہ لکھا ہوا تھا۔

"اے میرے جگری دوست اے میرے بھائی"!

"آپ جانتے ہین کہ مین آپ کو کس اُلفت و محبت سے لکھ رہا ہون اور مجھے امید ہے کہ ہماری باہم دوستی بڑھیگی اور اسکو دن بدن قوت ہوگی مین آپ کو چھ صفہانی سردے بھیجتا ہون جو ہمیشہ ہر روز نہین ملتے اور مین آپ سے ملتمس ہون کہ مجھے شربت روح افزا پینے کے لیے غیر محدود اجازت دیدین کیونکہ اطبا نے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ جب تک تو کثرت سے اسے نہ پیےگا زمانہ غیر محدود تک ایمان کے دشمنون کی بیخ کنی نہین کر سکتا یعنی بہت دنون تک زندہ نہین رہ سکتا"!

مجھے فوراً معلوم ہوگیا کہ ہو نہو یہ خط تو افسر جلادان کا معلوم ہوتا ہے۔ ایران مین صرف وہی شخص ہے جس نے اپنے اطوار کھلم کھلا ظاہر کر دیے۔ مثلاً مے نوشی اور شیخی بگھارنا اور خواہ مخواہ دون کی لینا۔ یہ اُسکی کا طریقہ ہے۔ مین نے اسے رکھا کہ اسکو تو مین پھر دیکھونگا۔ آؤ دوسری چٹھی تو دیکھو۔ مین نے اُس کو بھی کھولا۔ اس مین مفصلۂ ذیل لکھا ہوا تھا"

اے میرے مالک اور میرے آقا۔

"آپکا ادنیٰ خادم حضور کی خدمت مین جو حامی دین مبین ہین اور کفار کے لیئے ایک بہت بڑا خوف اور گنہگارون کی پناہ ہین یہ عرض کرتا ہے کہ بعد ایک سخت محنت اور بے تعداد مشکلات کے مین اپنی کوششون مین کامیاب ہوا اور مین نے بہت مشکل سے کسانون سے سو اشرفیان نقد حاصل کی ہین اور ان اشرفیون کے علاوہ پچاس خروار بھی ان سے لیے ہین (خروار غلے کے بھرے ہوے گدھے کو کہتے ہین) حسین علی نے کچھ بھی نہین دیا اگرچہ دو دو بار مین نے اُسے بندھوا بندھوا کر لکڑیون سے پٹوایا ہے مگر اُسکو کچھ بھی اثر نہین ہوا آخر مین نے بمجبوری اُسکی دو گائین لے لی ہین جہانتک مجھسے ممکن ہوگا انکا خوب کھایا ہوا اگلواؤنگا۔ اب مین یہ چاہتا ہون کہ حضور حکم دیکر اپنا کوئی آدمی بھیجدین تو مین نقد روپیے اُسے دیدون۔

اِس خط کا اختتام اِن ہی معمولی فقرون پر تھا جیسے چھوٹے درجے کے بڑے آدمی کو لکھتے ہین اور آخر مین ایک چھوٹی سی مُہر لگی ہوئی تھی جسمین عبد الکریم راقم کا نام کھُدا ہوا تھا۔

مین سوچا اگر میرے خوش قسمت ستارون نے مجھے بچادیا تو مین تلاش کرونگا کہ یہ عبد الکریم کون شخص ہے اور وہ گانون کونسا ہے جہان سے اس نے یہ نامہ لکھا ہے۔ پھر کیا ہے سو تمن یعنی اشرفیان میری ہو جائینگی مین نے اسے تو اسوقت رکھدیا کہ ذرا سہولت سے کام کرنا چاہیے جس سے نتائج خیر نکلین۔ پہلے مین نے قلم دوات اُٹھائی اور افسر جلادان کو یہ لکھا۔

اے میرے دوست اے میری روح۔

تمھارا خط میرے پاس پہونچا اور اُسکا مضمون مین نے سمجھ لیا جب اسلام کے پاک جھنڈے کے نیچے سے شیرون کا شیر وہ دودھاری تلوار والا جوان مردِ

قلعہ قوت جسکی حفاظت پہلے فرض ہی کھویا جائیگا تو پھر بات ہی کیا ہوگی اس لیے تھین بہت خوشی سے اجازت دیجاتی ہو کہ ای میرے دوست شربت روح افزا پیو پیو بلکہ بشدت پیو اور سچے دین کے تمام دشمنون کو دہلا ؤ خدا کرے تمھارا گھر بھرا پڑا رہے کیونکہ تم نے مجھے نایاب سردے بھیجے ہین جس قدر تمنے مہربانیان کی ہین اُن مین ایک اور بھی مہربانی کرو کہ مجھے سواری کے لیے عاریتًا ایک گھوڑا اور بھی عنایت ہوا اور مین اقرار کرتا ہون کہ جب میری تقدیر مجھے گھر واپس لیجائیگی تو مین تمھارا وہ گھوڑا واپس دیدونگا یہ رقعہ لکھکر اُس پر مین نے مہر لگادی اور مین نے ارادہ کیا کہ علی الصباح اسکے پاس سے لے کر چلو۔

دوسرے خط کا مین نے یہ جواب لکھا۔

میرے پیارے عبد الکریم۔

ہمین تمھارا خط پہونچا اور تمام حال معلوم ہوا۔ یہ خط تمھین ہمارے معتمد علیہ حاجی بابا بیگ سے ملے گا جو کچھ تمھارے پاس زرنقد ہو سب ایک ایک کرکے اسے دیدینا۔ اور جو کچھ لکھنا ہوگا پھر تحریر ہوگا۔ لیکن اب تو صرف یہی ہو کہ لوگون کو خوب ہی لکڑیون سے اُدھیڑو اور ہم اللہ سے دعا کرینگے کہ وہ تمھین اپنی پاک حفاظت مین رکھے گا۔

یہ تو مین نے سارا کام مکمل کر لیا اب مین اس خیال مین ہوا کہ کوئی مناسب ساعت آئے تو بچنے کی کوئی صورت نکلے کیونکہ یہ مقام جہان مین بیٹھا ہوا ہون ایسا پُرخطر مقام ہی جہان سواے مرگ کے چارہ ہی نہین معلوم ہوتا۔

اُس وقت ٹھیک آدھی رات تھی اور مین یہان سے بھگنے کے لیے تیار تھا کہ اتنے مین دروازے پر کسی نے بہت ہی ملائمت اور آہستگی سے دستک سی جیسے کوئی اندر آنا چاہتا ہو۔ یہ دستک سُنتے ہی میری روح نکل گئی اور مین یہ سمجھا کہ

شاید داروغہ یعنی سپرنٹنڈنٹ پولیس میری گرفتاری کے لیے آگیا اب جو کچھ مجھپر صدمہ پڑا وہی شخص بخوبی اندازہ کرسکتا ہی جو ایسے خطرے مین پڑ چکا ہی مگر تھوڑی دیر کے بعد سُنا کہ ایک عورت چُپکے چُپکے کسی عورت سے باتین کر رہی ہی خبر نہین کہ اِن عورتون کے اندر آنے سے کیا نتیجہ ہوتا مین نے تو سوا اسکے اور کچھ جواب نہ دیا اور واقعی کیا جواب دیتا کہ مین تو زور زور سے خراٹے لینے لگا وہ یہ سمجھین کہ ملاباشی سوگئے اب دروازہ نہین کھل سکتا کچھ دیر تو مین منتظر رہا جب مین نے دیکھا کہ ہر متنفس مکان مین چلا گیا اور اب کسی کا پتہ نہین تو مین نے خاص راستہ سے بہت آہستگی مین باہر کی طرف قدم اُٹھاے یہ راستہ گویا داخلہ کا تھا اور پھر مین سرپر پانون رکھ کے بھاگا کہ ایسا نہو میرا کوئی تعاقب کرکے گرفتار کرلے۔

مین نے اِس سے بہت ہی ہوشیاری کی کہ کہین پولیس مجھے نہ دیکھ لے اور پھر میری یہ تمام کوشش بیکار ہو جاے۔

دن آخر کار نکل آیا تھا اور بازار رفتہ رفتہ سب کُھل چکے تھے۔ اسوقت مین ملاباشی کے کپڑے زیب تن کیے ہوے تھا۔ اول مجھے خیال اُسی کا آیا کہ مین انکی وہ تبدیلی کردون کہ کوئی پہچان نہ سکے اور نہ مین مشتبہ گردانا جاؤن۔ ان کپڑون کو تو مین نے پُرانے کپڑے بیچنے والے کی دُکان کے بھینٹ چڑھایا اور مین نے پُرانے کپڑے زیب تن کیے لیکن اسوقت کپڑون کے اُتارنے چڑھانے مین مین نے اپنی قیمتی اشیا کا پورا خیال رکھا کہ کہین ظاہر نہو جائین۔

یہ صورت بناکر مین سیدھا افسر جلاد ان کے مکان پر گیا اور ایک شخص کو جس سے مین اصلا واقف نہ تھا وہ رقعہ دیا اور اس سے مین نے یہ کہا کہ یہ ملاباشی نے بھیجا ہی تم اپنے آقا کو ابھی دیدو اور یہ عرض کردو کہ ملاباشی نے ابھی اسکا جواب مانگا ہی کیونکہ ایک خاص کام کے لیے وہ شہر کے باہر جانے کو ہین۔

بڑی خوشی تو مجھے یہ بات سُنکر ہوئی کہ افسر جلا دان اپنے اندرون مین تھا وہین سے اُسنے رقعہ کا جواب لکھدیا اور اندرون ہی سے حکم دیدیا کہ اس شخص کو ایک گھوڑا خاصہ گھوڑون مین سے دے دیا جاے -

او ہو اُسوقت میری خوشی کا کچھ عالم نہ پوچھیے کہ جب مین نے اس جانور کو اصطبل سے آتا ہوا دیکھا سُنہری پاکھر پڑی ہوئی تھی - گلے مین سونے کی زنجیر پیشانی پر سونے کی چمپا کلی پانؤن مین جھانجن غرض وہ گھوڑا سر سے پانؤن تک زرق برق تھا اُسی وقت مجھے یہ بھی خیال آیا کہ یہ سب چیزین عنقریب میری تقدیر مین ہونگی یعنی میری ملک بنینگی - اور بہت ہی جلد مین اُنپر قبضہ کر لون گا - مین پہلے اپنے دل مین سوچا کہ اُس سے کچھ اسکی بابت سوال کرون پھر مین نے خیال کیا اگر ذرا بھی توقف کیا تو یہ تساہل ہی میری بربادی کا باعث ہوگا اس لیے مین بہت جلدی آنکھین بند کرکے اُسپر جا بیٹھا اور وہان سے روانہ ہوا - آنکی آن مین شہر کے دروازے سے باہر نکل گیا اور اب مین اُس سے بہت ہی دور تھا -

مین گھوڑے پر سوار اس بے تحاشگی سے جاتا تھا کہ نہ تو مین نے یہ پھر کر دیکھا کہ میرے پیچھے کیا ہو رہا ہے اور نہ مین کسی جگہ ٹھہرا یہان تک کہ مین دریاے برج کی ریتی مین پہونچ گیا ہان یہان مین نے قیام کیا -

مین نے یہ سُنا تھا کہ ملا باشی کا گانؤن ہمدان کی ادھر اُدھر سیدہ مین کہین واقع ہی تو مین نے یہ سوچ کر سیدھا وہین روانہ ہونے کا قصد کیا - مین جانے ہی کو تھا کہ یکایک اپنی تقدیر کے پلٹا کھانے سے مین بہت ہی خوف زدہ ہوا - مگر پھر مین نے اسے سوچا اور اپنے اطمینان کے موافق اس مین راے زنی کرلی مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ مین ایک چور سے نہ کم ہون نہ زیادہ ہون غرض خاصہ ایک چور بنا بنایا ہون ظاہر ہی اگر مین پکڑا گیا تو ضرور رہا دن یا او کھلی مین میرا سر کچلا جائیگا لیکن اسکے

برخلاف خیال کیا جاے کہ یہ حالت میری کس نے بدلی ہی اور مجھے ایسا کسنے بنایا ہی
یقیناً یہ عجب کام صرف تقدیر کے ہین یہ میرا قصور نہین ہی مین تو اس خطا و گناہ سے
بالکل مبرا ہون۔ مین نے ملاباشی کو نہین قتل کیا اور نہ مین نے اُسکے مرنے کی خواہش کی
اگر ایسا ہوتا کہ مین اُسکے بچانے کے لیے چلا جاتا اور اُسکا آخری دم میری گودی مین نکلتا تو
چاہیے واقعی مین کیسا ہی ہوتا بیشک مین پکڑ لیا جاتا اور لوگ یہی کہتے کہ حاجی بابا نے اُسے
قتل کر ڈالا تو اب یہ ایک بدیہی اور صاف امر ہی کہ تقدیر نے مجھے اسکا وکیل گردانا ہی
اب جو کچھ مین کرون وہ خلاف قانون اور قاعدہ نہین ہی یعنی اُسکے کپڑے میرے کپڑے
ہین اُسکے سوتمن (اشرفیان) میرے تمن ہین اور علاوہ اسکے جو کچھ مین نے اسکے نام سے
لکھا ہی وہ حق بجانب ہی۔ یہ خیال خوب دل مین جماکر اب مین سوار ہوکر چلا اور یہ دریافت
کرتا جاتا تھا کہ افسر العلما کا گانون کہان ہی اور یہان کوئی ادھر اُدھر عبدالکریم ہی۔
مجھے دوسرے ہی گانون کی حدود مین قدم رکھتے ہی معلوم ہوا کہ جسکو مین دریافت
کرتا ہون وہ شخص یہین ہی۔ عبدالکریم یہان موجود ہی اور اپنے آقا مُلاباشی کی تحصیل وصول
کر رہا ہی اور وہ مولوی ہی۔ یہ سُنتے ہی مین نے اپنے دل مین کہا کہ جب وہ مولوی کے لقب
سے مشہور ہی تو مجھے بھی اپنی تحریر کی طرز پلٹ دینی چاہیے اور اُسکو مولوی کے نام سے
پکارنا زیبا ہی۔ یہ خیال آتے ہی مین گھوڑے پر سے اُتر پڑا مین نے اپنی پاکٹ مین
سے دوات نکالی۔ اور بستہ مین سے ایک کاغذ لیا اور پھر نئے طرز سے نامہ کو تحریر کیا
اور پھر مین سوار ہوکر وہان چلا تاکہ مین سوتمن لون۔

بارھوان باب

(حاجی بابا کا ایماندار نہ بننا۔ مُلا نادان کی سرگذشت)

غرض مین اس نامہ کو بدلکر سید آباد پہونچا۔ یہی گانون کا نام تھا۔ سید کا مین

دروازے کی طرف چلا اور اس مین ایک حاکمانہ صورت بنا کر داخل ہوا جس کسان نے مجھے دیکھا جھک کر ضروری آداب بجالایا۔

مین (گھوڑے پر سے اُتر کر اور ایک شخص کو گھوڑا پکڑا کر) عبدالکریم کہان ہی۔ دم بھر مین لوگون نے اُسے جا کر اطلاع کی اَب وہ فوراً حاضر ہوا۔

مین۔ (معمولی سلام و دعا کے بعد) مین آیا ہون۔ افسر العلمانے مجھے ہی اِس خاص کام کے لیے بھیجا ہی جسکو تم بخوبی جانتے ہو اور اس گفتگو کے ضمن مین مین نے اُسے وہ رقعہ بھی ٹرھا دیا۔

عبدالکریم بہت ہی تیز نظر تھا کیونکہ اُسنے اپنی تیز آنکھ کے ایک کونے سے بہت ہی ٹکٹکی باندھکر مجھے دیکھا تھا۔ لیکن جب اسنے وہ خط ٹرھ لیا تو یہ الفاظ کہے۔ بچشم روپیہ تیار رہی لیکن آپ تازہ دم ہولین۔ آئیے اندر تشریف لائیے۔

مین تو بہت ہی جلدی مین تھا اور یہ جلدی نہ صرف اس لیے تھی کہ مین اسکی تیز چمکتی ہوئی آنکھون کے نیچے زیادہ دیر نہ رہون بلکہ یہ تیزی اور تعجیل اسلیے تھی کہ مجھپر کسی قسم کا شبہہ کسی کو نہو جاے مین نے دودھ اور میوے وغیرہ جا کر کھائے عبدالکریم۔ مجھے یاد نہین ٹرتا کہ مین نے تمھین افسر العلما کے پاس کبھی دیکھا ہو۔ (یہان اسوقت مُنھ پھاڑے ہوئے سروانگل رہے تھے) مین جسقدر انکے نوکر وملازم ہین سب سے بخوبی واقف ہون۔

مین نہین مجھے کچھ افسر العلما سے تعلق نہین ہی مین افسر جلادان کو خاص الخاص حاضر باشون مین سے ہون۔ اور مجھے یقین ہی کہ ملاباشی نے کچھ روپیے کا اُن سے لین دین کیا ہی۔

جب مین نے یہ کہا اُسنے سب مشکلین حل کر دین۔ اُسے کامل اطمینان ہو گیا پھر کسی قسم کا سوال نہوا۔ کیونکہ قیمتی گھوڑے زرین زین ولجام۔ اب ان سب چیزون

سے کوئی کھٹکا نہین رہا۔

سو تمن لے کر مین نے بہت حفاظت سے چھاتی مین رکھے اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر ظاہرا جو راستہ شہر کی طرف جاتا تھا اُسپر ہو لیا مین جس خوشی کے ساتھ اُس گانؤن مین داخل ہوا تھا اس سے کہین زیادہ خوشی مین اُسے الوداع کہا۔ لیکن جون ہی مین لوگون کی نظرون سے غائب ہوا مین نے اپنا خلاف راستہ اختیار کیا اور گھوڑے کو مہمیز کر کے زور سے ہانکا یہان تک کہ وہ اس وقت پوری تیزی مین تھا۔

مین نے ارادہ کیا کہ سیدھا کرمان شاہ چلا جاؤن اور وہان اپنے گھوڑے اور زرین زین و لجام کو فروخت کر ڈالون اور پھر سیدھا بغداد ہو لون تاکہ ہر آفت سے محفوظ ہون اور پھر وہان مجھے کوئی گزند نہ پہونچا سکے۔

مین راہ پر تقریبًا پانچ فرسنگ گیا ہونگا کہ مین نے راستہ مین ایک خوبصورت شخص کو کچھ گاتے ہوئے دیکھا۔ یہ خاصی صاف اور نفیس پوشاک زیب تن کیے ہوئے تھا سلیپر پائؤن مین تھی اور ململ اسکے تمام چہرے پر لپٹی ہوئی تھی بس اور کچھ نہین صرف اتنا معلوم ہوتا تھا کہ شاید یہ بھی کوئی راہگیر ہی جب مین اسکے قریب آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ مین نے اسکی صورت پہلے کبھی دیکھی ہی۔ یہ لانبا قد تھا۔ چوڑے چوڑے اسکے کاندھے تھے اور بہت ہی پتلی کمر تھی۔ مین نے خیال کیا کہ شاید یہ مُلّا نادان ہو لیکن پھر مین دل مین سوچا کہ چاہے جو کچھ ہو جب بھی وہ بہت بڑا مولوی ہی بھلا وہ گانے کیون لگا یہ تو اُسکی شان سے بعید ہی۔

رفتہ رفتہ مین نے اسے دیکھا گو اب بھی پوری اسکی صورت نہین دیکھی تھی لیکن ہان اتنا معلوم ہوگیا کہ مین غلطی پر نہ تھا واقعی یہ مُلّا نادان ہی ہی۔

مین نے اپنے گھوڑے کو ٹھہرایا کہ مین اپنے سے اسے آگاہ کرون یا نہ کرون یہ مین

(میرے گھٹنے چوم کر) کس آسمان سے تمنے نزول کیا ہی۔ اس عمدگی ٹیپ ٹاپ اس گھوڑے اس سونے اور اس زرین زین و لجام کے کیا معنی۔ کیا جنات اور دیوون سے تمھارا سابقہ پڑ گیا اُنھون نے تمھاری مدد کی ہی یا کسی جنی سے عشق ہو گیا کہ اسنے یہ سب سامان مہیا کر دیا۔

چونکہ مجکو بہت ہی خوشی تھی اور میرا دل بہت ہی بشاش تھا ملّا نادان کی اس تعجب آمیز گفتگو سے مجھے ہنسی آگئی۔ اور جب وہ یہ کہنے لگا تو مین بے اختیار مارے ہنسی کے لوٹ گیا۔

یہ بات کیونکر ہو گئی کہ تمنے اپنے خچر کو ایسے نفیس زرین زین و لجام والے گھوڑے سے بدل لیا۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ میری ملک کا کیا ہوا تمنے میرا گدھا بھی نہ بچا یا بھائی مین تو پیدل چلتے چلتے بالکل تھک گیا تمکین پیغمبرؐ کی ریش مبارک کی قسم کہ مجھسے ساری کیفیت کہو کہ یہ معاملہ کیونکر ہو گیا۔

مین نے یہ سوچا کہ اگر اپنی پوری پوری سرگذشت اس سے بیان نہین کرتے تو یہ شبہہ کرے گا کہ شاید میری کل املاک پر قبضہ کر کے اسکو اسنے کھڑے کھڑے بیچ ڈالی ہی اور پھر یہ نفیس اور عمدہ سامان مول لا یا ہی۔

مینے اس سے اقرار کیا کہ تم گھبراؤ نہین مین تمسے پوری کیفیت مشرح بیان کرونگا۔ پہلے ہم باہم گانون مین چل کر ذرا سانس لے لین پھر ساری سرگذشت اول سے آخر تک کہہ دیجائیگی۔

ہم دونون گانون کی طرف بڑھے اور وہان جا کر مہمان خانے مین اُترے مہمان خانے تمام ایران مین تقریبًا ہر جھونپڑے والے گانون مین بنے ہوے ہوتے ہین۔ وہان ہر دیسی مسافر آزادی سے قیام کر سکتا ہی۔ یہان گویا رات کے رہنے کی جگہ ہم نے اپنے لیے مقرر کی۔

سوچنے لگا کہ اس سے صاف نکلجانا اور اس سے خبر نہ ہونا یہ تو ایک بہت ہی بیرحمی ہوگی اچھا اگر اسکو ساتھ لیا جاتا ہے تو پھر اسکا بوجھ بھی مجھپر ہی پڑیگا اور بھی زیادہ بے آرامی ہوگی۔

اور اگر یہ بھی ہوا کہ مین اس سے بچ کر نکل گیا اور اسے معلوم ہوا کہ مین کون تھا تو ضرور یہ مجھے چور کے نام سے مشہور کرے گا۔ گو مین اس سے اسوقت بچ جاؤنگا یہ بھی سہی لیکن مین نے ہمیشہ کو اسکو اپنا جانی دشمن بنا لیا۔

ہم دونون ایک گانؤن کے بہت ہی قریب تھے جہان ہمین رات کو قیام کرنا زیبا تھا کیونکہ میرا گھوڑا ایسا شل ہوگیا تھا کہ جب تک اُسے شب کو آرام نہ ملتا تو وہ اس قابل نہ رہا تھا کہ مین اُسے آگے ہانکتا۔

مین نے اپنے گھوڑے کو بیچ کے راستہ مین ڈالا اور دل مین خیال کیا کہ اگر اسنے مجھے پہچان لیا تو خیر اور جو نہ پہچانا تو مین ظاہراً غیر پوشیدہ اسکی نظرون کے آگے سے بڑھا چلا جاؤنگا۔

مُلّا نادان۔ اُو آغا خدا کے لیے اس کمبخت شخص پر بھی ایک نظر ہو کیونکہ مجھے سوا تمھارے اور خدائے عزوجل کے اور کوئی پناہ نہین ہے۔

اسکے اِس دردناکی کے کہنے اور میری جناب مین اپیل کرنے نے میرے دل پر اصلا اثر نہ کیا اور مین چپکا دو چار قدم اور بھی بڑھائے چلا گیا۔ کچھ دور تو خاموش گیا ہونگا لیکن پھر مجھے ہنسی آگئی اور مین کھلکھلا کر ہنس دیا۔ میرا ہنسنا ایسا ہی بیمحل معلوم ہوا جیسا اسکا گانا۔ لیکن جب مین نے باتین کرنی شروع کر دین تو سارا شبہہ اسکا جاتا رہا اور اب وہ اِس خوشی اور شادمانی سے میری طرف لپکا جس سے بالکل دیوانہ پن پایا جاتا تھا جیسے بہت خوشی مین کوئی دیوانہ ہو جاتا ہے۔

مُلّا نادان۔ اے حاجی۔ میری روح۔ میرے چچا۔ میری آنکھون کی روشنی۔

میری جیسی شکل وصورت کا آدمی ہرگز پوشیدہ نہین رہ سکتا۔ کدخدا یعنی جمعدار زمینداران آیا اور اُسنے ہماری راحت کے لیے ہر شے جو ممکن ہوسکتی تھی مہیا کردی جب ہمنے ذرا آرام لے لیا تو مین نے جو کچھ میری اصلی اصلی سرگذشت تھی سب کہنی شروع کی اور اوّل سے آخر تک بے کم وکاست کہدی۔

جب مُلّا نادان نے یہ سُنا کہ میرا پُرانا اور جانی دشمن مر گیا تو اسقدر خوش ہوا کہ کیا عجب جو شادی مرگ ہو جاتا کیونکہ اسنے اسکے مرنے سے سب کچھ بھر پا لیا جب ہم باہم کچھ ایک دوسرے پر بھروسے کے معاملے مین گفتگو کرنے لگے تو مین نے اس سے یہ کہا کہ اس سے پہلے مین نے کبھی نہین معلوم کیا تھا کہ تمھاری طبیعت اس قسم کی صاف ہی اور تم یون صاف باطن ہو۔ بھلا ایسا خوش مزاج شخص جیسے تم ہو اور ہو کون سکتا ہی

مُلّا نادان۔ افسوس ای حاجی میری تقدیر ہمیشہ نامساعدت بخت سے کمبخت پلٹا کھاتی رہی ہی مین صرف اُس پھرکی کے موافق ہون جو ہمارے بازارون مین نوروز کے دن گردش کنان ہوتی ہی اور جو آسمان اور زمین کے بیچ مین معلق لٹکائی جاتی ہی۔ بدقسمتی سے مین اُن اشخاص مین سے ہون جنھون نے یہ مقولہ کبھی پسند نہین کیا کہ "اپنی چادر ایک گیلی جگہ مین نہ پھیلاؤ"

مین۔ آپ اپنی سرگذشت بیان کرین کیونکہ ہم چاہتے ہین کہ اپنا وقت خوش گذارین اور مجھے امید ہی کہ آپ مجھپر بھروسہ کرنے سے انکار نہ کرینگے۔

مُلّا نادان۔ آپ میری تاریخ مین کچھ بھی نہ سُنین گے سوائے انھین معمولی واقعات کے جو اکثر ایرانیون پر آکر پڑتے ہین جو ایک دن تو شہزادے ہین اور ایک دن بھکاری ہین لیکن چونکہ تم میری سرگذشت سُننے کا اشتیاق ظاہر کرتے ہو اور بہت ہی متعجبانہ دریافت کرتے ہو اس لیے مین تم سے اپنی سرگذشت بیان کرتا ہون۔ غرض مُلّا نادان نے مفصلۂ ذیل اپنی تاریخ بیان کرنی شروع کی۔

مُلّا نادان ۔ مین ہمدان کا رہنے والا ہون ۔ میرے والد کو وہ مرتبہ اور بلندی حاصل ہوئی کہ وہ ایران کے مجتہد بن گئے ۔ مگر بدقسمتی سے مذہب کی چند خاص خاص باتون مین مباحثہ ہوگیا اور اس مباحثے نے ایسا طول کھینچا کہ ایک گروہ دشمن ہوگیا اور اسکی دشمنی نے انکو بلندی پر چڑھنے نہ دیا ۔ میرے والد کے خاص اور سربرآوردہ اصولون مین سے ایک اصول یہ بھی تھا کہ خلاف مذہب والون کی حقارت کرین اور عموماً وہ اُنپر اُدھار کھائے ہوئے بیٹھے تھے ۔

کہ ہمارے باپ داداؤن مین سے کوئی صاحب اول فارس مین آئے تھے اُنکو مذہب شیعہ سے اس قدر محبت تھی کہ وہ شیعہ کے بچون کو بھی تعلیم دیتے تھے ۔

مین یہ امر دلیری سے کہتا ہون کہ آپ کو ہرگز اس قسم کا اتفاق زندگی مین نہ پڑا ہوگا جیسا مجھے پڑا ہے کہ جب ہوا ہے کسی غلیظ اور مکدر مقام مین کبھی مین نے بزرگان دین کا نام نہین لیا ہے میرا باپ اُن لوگون کو حقارت سے دیکھتا تھا ۔ کفار پر بہت سختی سے حملے ہوتے تھے ۔ میرے باپ کا کنبہ جسمین مین بھی شریک تھا کٹے دیندار ہو گئے اور سب کے دلون مین سختی کے اصول جم گئے اور وہ سمجھ گئے کہ اسلام کے دشمنون کو گالیان دینا یہی عین ایمان کی نشانی ہے ۔

اِسکے بعد تمھین میری اس کارروائی سے تعجب نہو گا جو مین نے طہران مین کی ۔ اور آرمینین کی مئے رنگین کے خم کے خم لنڈھائے اور برباد کر دیے لیکن یہ جوش کا جلوہ جو تم نے مجھ مین ملاحظہ کیا صرف مجھے اپنی زندگی مین یہی پہلا نہین اُٹھا ہے ۔ شروع جوانی مین جب مین طالب علم تھا اور ہمدان مین تعلیم پاتا تھا تو مجھ سے ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا تھا اور بہت ہی درہمی برہمی اور ہنگامہ کھڑا ہو گیا تھا اور جسکا ترقی دینے والا مین تھا ۔ پاشا بغداد کے پاس ایک ایلچی دربار شاہ مین جاتا تھا چونکہ ہمارے شہر مین ہو کر گذرا تھا اس لیے اُسنے مع اپنے ساتھی کے کچھ روز یہان قیام بھی کیا تھا ۔ یکایک ان سبقون سے جو میرے والد نے دیے تھے میری طبیعت بھڑک اُٹھی اور اب مین نے

اُنکو عملی طور پر برتنا چاہا۔ مین نے چند نوجوانون کو جو مجھ جیسے تھے جمع کیا اور اُن سے مین نے خاص خاص اس قسم کی باتین کہین۔ مین نے اس قسم کی باتین کر کر کے اُنکو اس قدر جوش دلائے کہ ہم سب اس امر پر آمادہ ہوے کہ اپنے مذہبی اصول کے موافق کام کرین ہمنے ارادہ کیا کہ اپنے مہمان ترکون پر حملہ آور ہون اور اُنکے آگے اُنکو بُرا بھلا کہین اور اُنکو اپنے مذہب پر لے آئین۔ ہم اس بات سے محض نابلد تھے کہ ایلچی سے کیونکر پیش آتے ہین ہمنے تو صرف یہ دیکھ لیا کہ سلیمان آفندی چونکہ ہمارے خلاف ہے اس لیے ہمارا دشمن جانی ہوگا۔

ایک دن وہ اپنے مکان سے گورنر ہمدان کی ملاقات کے لینے نکلا تھا کہ ہم کئی آدمی جمع ہو گئے اور ہمنے اُسکو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ یہ سنکر اُنھین سخت غصہ آیا۔ اور اُنھون نے اسکا جواب گھونسون سے دینا شروع کیا۔ ہمنے یہان سے تیر مارے۔ غرض یہ معاملہ بہت بڑھ گیا اور عوام مین اسکی آگ بہت ہی مشتعل ہو گئی۔ پاشاء بغداد کے وکیل کی پگڑی سر پر سے نوچ لی گئی جس سے اُسکی توہین ہوئی اور اُسکے کپڑے قریب قریب سب ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے گئے تھے۔

اس امر سے ایلچی بہت ہی خشمگین ہوا اسکا ارادہ ہوا کہ شاہ کے پاس ایک قاصد بھیجدے اور وہ اپنے آقاے بغداد کے پاس واپس پھرنے کو تھا کہ گورنر ہمدان کو اسکی اطلاع ہوئی یہ سُنتے ہی اُسکا دم نکل گیا کہ پاشاء بغداد کے ایلچی کے ساتھ اس طرح ہمدان کے لوگ پیش آئے اسنے اُنسے اقرار کیا کہ آپ بغداد واپس نہ جائین مین سب طرح سے آپ کا بہین اطمینان کردونگا فوراً جو لوگ کہ اس ہنگامہ کے بانی اور رہنما تھے گورنر کے آگے بلائے گئے۔

مجھے اپنے باپ کی منزلت اور رتبہ پر بہت بھروسہ تھا اور یہی تمام شہر کا حال تھا کہ اُنھین کسی بات کی پروا ہی نہین تھی لیکن گورنر ہمدان کا تو اِس سے دم نکلتا تھا

کہ اگر یہ خبر طہران کو جائیگی تو مین فوراً موقوف کر دیا جاؤنگا اِسنے فوراً مجھے اور دو میرے ساتھیون کو پکڑ کر ایلچی کے حوالے کر دیا۔

مین اپنے دل کی وہ حالت کبھی نہ بھولونگا کہ جب مین ان لوگون کے مُنھ بہ مُنھ آیا جنسے مین سخت تنفر تھا۔ اَب یہان مین نے اس دشنام دہی کی ندی کو اپنے دل مین بند کیا جو ابھی اُنپر ڈالی گئی تھی اور جسکی بوچھار نے اُنکو بھڑکا دیا تھا۔

اِس وقت معلوم ہوا کہ وہ ہمین اسکی مکافات دینے کو تیار ہین۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ہم واقف بھی ہو گئے کہ ہمین ہماری ہرزہ درائی کی یہ سزا ملے گی اُنھون نے ہمین خالی نہین چھوڑا بلکہ ٹکٹکی مین باندھکر لکڑیون سے پٹنے کی ہمین سزا دی۔ اب ہمپر جو پیر بندھکر لکڑیان پڑنی شروع ہوئین اَلامان تمام مذہبی جوش کافور ہو گیا تھا۔ غرض ترکون نے اپنا بدلا لے لیا اور ہم چھوڑ دیے گئے۔

اس سرگذشت سے برسون تک میرا مذہبی جوش ٹھنڈا رہا۔ جوش کی بھڑکتی ہوئی آگ لکڑیون کی مار سے سرد ہو گئی۔ ہان یہ بات تو اب بھی تھی کہ جیسا میرے والد نے تعلیم کیا تھا مین مذہبی ردو بدل اور مباحثہ برابر کیا کرتا تھا جب میری پچیس برس کی عمر ہو گئی اور میری داڑھی بھی نکل آئی تو مین اصفہان چلا گیا تاکہ مین اپنے مشہور علما کا فیض صحبت اُٹھاؤن اور اُنکی صحبت مین قابل مدح لیاقتین پیدا کرون کہ جو مجھے زیبا ہین مین اپنی ان کوششون مین کامیاب ہوا اور مین نے بڑی ناموری حاصل کی مین صرف یہ موقع ڈھونڈھتا تھا کہ کسی طرح سے مین اپنے کو ممتاز بناؤن۔ چنانچہ مفصلۂ ذیل صورتین جب آکر واقع ہوئین تو مین کامیاب ہوا۔

اسی زمانے مین مشہور شاہ صفی جو غیر متعصب تھا اصفہان مین اپنا قیام بہت ہی رکھتا تھا کہ تجارت کو کچھ ترقی دے۔ اِسنے تمام مسیحی علما کو آزادی دیدی تھی کہ وہ بہت دل کھولکر اپنے ارکان دین کو ہر جگہ اور ہر مکان پر ادا کرین۔ اسنے گرجے بنانے کے لیے

بھی اُنھین حکم دیدیا کہ وہان پادری رہا کرین - اور اسکے علاوہ یہان تک حکم دیدیا کہ وہ عبادت کرنے والون کے بلانے کے لیے گرجاؤن مین گھنٹے بھی بجایا کرین -
ان فرانسیسیون مین گرجا کا ایک اعلی افسر ہوتا ہی وہ بھی خلیفہ ہی کی قسم سے ہی جسکو یہ لوگ پاپا کہتے ہین - اسکا فرض یہ ہی کہ تمام دُنیا مین اپنے مذہب کی تلقین کرے مختلف مقامات پر انکے مذہبی مشن مقرر ہین کچھ خود اصفہان مین اور کچھ جلفا آرمینین مین -
ان مین سے بہت لوگ چھوڑ چھوڑ کر چلدیے اور اُنکی عمارتین پُرانی ہو ہو کر گر پڑین لیکن وہ شخص کہ جسکا خاص فرض تلقین دین مسیحی ہی وہ اب بھی موجود ہی اسکی بربادی کے لیے میری اور میرے ہم پیشہ چند مُلّالون کی بہت ہی کوشش ہوئی اور خدا کی قدرت ہی باوجودیکہ خود گورنمنٹ اُنکی مخالف ہی اور وہ نہین چاہتی کہ دین مسیحی کی ایران مین بنیاد جمے لیکن اسپر بھی یہی لوگ بہت دولتمند نظر آتے ہین اور انکی تجارت کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہی -
اس خانقاہ مین دو پادری رہتے تھے ان مین سے ایک تو گویا بجاے خود ایک آفت تھا جس نے دُنیا کو خوب سمجھا تھا - اسکی تدبیر بہت ہی صائب تھی اور اسکی فہم ایسی تیز تھی کہ اپنا آپ ہی نظیر تھا - یہ شخص بلند قامت دُبلا اور قوی تھا اسکی دونون آنکھین خوب روشن تھین اور اسکی آواز چلتی ہوئی اور تیز ہوا کے مانند تھی - یہ ہمیشہ ہمارے بڑے بڑے علما سے مذہب کی خاص خاص باتون پر خوب بحث کیا کرتا تھا اور خوب للکار کر دلیری سے اپنے مطالب کو ادا کرتا تھا - اور شیر کی طرح سے یہ ڈکارتا تھا اور یہان تک دریاے تعصب مین ڈوب گیا جیسے نوح اُسکا کشتیبان ہی اور صرف اس ہرزہ درائی ہی پر اُسنے تکیہ نہ کیا جو وہ کہا کرتا تھا بلکہ اُسنے ایک کتاب بھی اسی مضمون کی شائع کی -
بدقسمتی سے اس کتاب کا ہمارے علما مین سے ایک عالم نے جواب دینے کی کوشش کی جس نے یہ نہ سمجھا کہ آتش کے ساتھ بازی کرنے سے کچھ نتیجہ نہین ہوتا -

جب مین اصفہان مین پہونچا تو ایسی ہی باتون کا بہت ہی چرچا ہو رہا تھا۔ اور خاص اس معاملے پر بہت بحث تھی چونکہ مجھے تردد اس بات کا ہوا کہ مین بھی کچھ مباحثہ کرون تو مین نے یہ تجویز کی کہ پادری صاحب کو کہلا بھیجا جاے کہ آپ تن تنہا علماے اسلام سے مدرسۂ جدید مین روز مقررہ پر ملین وہان کامل طور پر مباحثہ ہوگا۔

پادری نے اسکو منظور کر لیا اول تو خوب خوب مباحثے ہوے آخر کار پادری کو کہین معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ آمادۂ فساد مین تو وہ پوشیدہ چھپ چھپا کر چلدیا اور ہماری کوششین خوب کامیاب ہوئین کیونکہ ایک مدت مدید کے بعد وہ پھر وہان آیا تھا مین نے اس موقع پر اپنا جوش وخروش ظاہر کیا تھا اور مختلف طرق سے وہ پیر نکالے تھے کہ مین گویا مولویون کے گروہ مین سر برآوردہ بنگیا۔ سر برآوردہ تو بنگیا۔ لیکن اس شہر مین رکھا ہی کیا تھا جو مجھے کچھ حاصل ہوتا۔ اب مین نے یہ چاہا کہ طہران چلو وہان ضرور فائدہ بخش اور مستقل صورت نکل آئیگی اب مین اسطرف متوجہ ہوا جب یہ معاملہ ختم ہوگیا تو مین قم چلا گیا کہ وہان مجتہد سے جاکر سفارش کراؤن کیونکہ مین یہ جانتا تھا کہ اسکی سفارش دس برس کی عبادت اور روزہ رکھنے سے بھی زیادہ ہی یعنی صوم وصلوٰۃ کا اس قدر اثر نہ پڑیگا جتنا اسکی سفارش کام دیجائیگی۔ مین پورے طور سے کامیاب ہوگیا کیونکہ جب مین نے ذرا جاکر کافرون پر اناپ شناپ ہاتھ پھینکنے شروع کیے تو وہ مجھ سے بہت ہی مہربانی سے پیش آیا اور وہ یہ دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا کہ یہ میرا ذہین متعلم ہی۔ جہان تک مجھ سے ممکن ہوا مین نے صوفیون پر خوب ہی جھاڑنا شروع کیا اور اس بات مین اسکی خوب ہی ہان مین ہان ملائی۔ آخر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مین اسکی سفارش علماے طہران اور وزیر اعظم کے پاس لے گیا

جب مین اسکے پاس سے جدا ہونے لگا تو اس نے بہت ہی رنج ظاہر کیا مگر مین نیک ساعت دیکھکر روانۂ طہران ہوا۔

مین آپ کو اس امر کا یقین دلاتا ہون کہ اگرچہ یہان اور آدمیون سے زیادہ

سب ہی کچھ شائین شون تھی اور رائین بھی صائب تھین لیکن جس قسم کی مین نے امید
کی تھی کہ دربار مین مجھے باریابی ہوگی نہ ہوئی۔ مجھ جیسے اور بھی بہت سے ترقی کی امید
مین پڑے ہوئے تھے اور بہ نسبت میرے دنیا کے کامون مین بہت ہی پیرے ہوئے تھے انکی
طرح سے مین بھی درباروداری کرنے لگا اور مین نے بھی ان لوگون کی اُمیدواری کی کہ جو درباری
تھے مجھے مجلس علما مین بیٹھنے کا جب استحقاق حاصل ہوگیا تو مین نے رفتہ رفتہ وزیر اعظم وزیر خزانہ
سکریٹری اسٹیٹ اور افسر جلادان سے روشناسی حاصل کرلی مین انکے صبح اور شام کے دربار
مین حاضر ہونے لگا مگر کیا کچھ بھی نہین مین رہا صرف وہی غریب مُلّا کا مُلّا مگر مین نے یہ کوشش
کی کہ عوام الناس کے مجمع سے اپنے کو نکالون اول میری وزیر اعظم سے ملاقات ہوئی کیونکہ ایک بار
مرثیہ خوانی کرنے کا اسکے مکان مین مجھے موقع ملگیا تھا مین نے لہک لہک کر مرثیے پڑھے کہ
سب کو رُلا رُلا دیا۔

اس سے آنا تو فائدہ ہوا کہ حضار مجلس اور وزیر اعظم واقف تو ہو گئے غرض مین نے لوگون
کی نگاہون مین بہت ترقی کی اور انکی نظرون مین توقیر ہونے سے مجھے بہت کچھ فائدہ ہوا لیکن
تم خود انصاف کرو کہ بھلا یہ لوگ کیا کر سکتے اور انکی طرفداری کیا کام دیتی کہ جب خود شاہ برگشتہ
ہو۔ صرف ان لوگون پر یہ بھروسہ کرکے کہ میرا اثر انپر بہت ہے افسوس ہے مین نے اپنے کو تباہ و برباد
کردیا۔ اب جو کچھ میری مصیبتناک حالت ہے وہ تم دیکھ رہے ہو جس طرح کہ بھوکے بنگالیون
کی صورت سے اپنے گھر سے نکلا تھا اُسی طرح خراب و خستہ پھر اپنے مکان کو جاتا ہون۔

تیرھوان باب [۱۳]

حاجی بابا اور مُلّا نادان کا باہم مشورہ کرنا

جب مُلّا نادان اپنی رام کہانی ختم کرچکا تو مین نے اُس سے یہ کہا کہ جس قسمت نے
آپ کو ایسی ذلیل جگہ سے وہان پہونچایا تھا اور ایسا اعلیٰ عہدہ دلوایا تھا اور جس قسمت نے

پھر ایسے نامعلوم غار ذلت مین جھونکا ہی تو پھر اُسی قسمت سے یہ امید ہو سکتی ہی کہ وہ پھر بھی ایکبار اُسی گم شدہ ممتاز جگہ پر پہونچا وے۔

گو کہ شب آخر ہوئی ای شمع تو زاری نہ کر	پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نہ کھا

کیونکہ ہم دونون نے ایران کی زندگی کو بہت کچھ دیکھا ہی سوہان سوائے ناپائداری اور تلون کے اور کچھ بھی نہین ہمیشہ ایک شے کو کبھی قیام ہی نہین رہتا۔

جس شخص نے تمھاری داڑھی جڑ سے اُکھڑوائی جس نے تمھین جلاوطن ہونے کا حکم دیا۔ ایسے بھی مواقع پڑ جاتے ہین کہ وہ پھر تمھین بُلالے اور تمھین تمھاری جگہ پر ممتاز کرے اسی بدقسمتی مین سرسبزی اور فراخی پوشیدہ ہی۔ دیکھو جب تنور جلتی ہوئی اور شعلہ دیتی ہوئی آگ پر پانی چھڑک دیتا ہی تو ظاہرا وہ بجھ جاتی ہی مگر اُس مین سے کچھ کچھ دھواں اُٹھتا رہتا ہی۔ جہان پھر اُسنے اپنی نلی سے ذرا سا پھونکا پھر اُسی طرح سے آگ بھڑکنے لگی۔

مُلّا نادان۔ بھائی اسی قسم کے خیالات سے تو مین اپنے کو ڈھارس دیتا ہون تمنے جو مجھے سڑک پر گاتے ہوئے دیکھا تھا اسی قسم کے اشعار گا رہا تھا۔

غالبًا شاہ نے اسے بہت ہی ضروری خیال کیا ہو کہ وہ ایک نمائشی انصاف کرین اس خیال سے کہ مسیحی تجار پر اُنکی عنایت ہاے گوناگون مبذول ہوئے وہ دن اب آئیگا کہ جب اُسے ارکان مذہب اسلام کے زیادہ دوست بنانے کی ضرورت ہوگی چونکہ لوگ مجھے بہت ہی محبت کرتے ہین اور مین سب کا پیارا ہون تو اس لیے مجھے امید ہی کہ مجھ جیسے لائق شخص کی نیک راے کی خواہش ہو۔

مجھے پہلے یہ خیال آئے تھے کہ مین اس مولویانہ مکر و فریب کو چھوڑ دون اور تاجر بنجاؤن لیکن پھر مجھے یہی خیال آیا کہ نہین اپنی اصلی ہی قسمت کو آزماؤن۔ اب مین تو شہید ہونے کو بیٹھا ہون اور مین جانتا ہون کہ شہادت میری دنیاوی نیکیان۔ میرے گھر اسباب میرے سفید گدھے سے بھی زیادہ قیمتی ہی۔

مین۔ تو اب تمھارا کیا ارادہ ہی آیا میرے ساتھ بغداد چلتے ہو یا اُسی دن کے امید وار رہو کہ جب شاہ تمھین یاد کرے گا۔

ملا نادان۔ میرا ارادہ ہی کہ مین اپنے وطن ہمدان چلا جاؤن جہان میرا باپ جو ابھی زندہ ہی بہت ہی نیکنام ہی اور اُسکی بہت ہی شہرت ہی تو مین اُسکے وسیلے سے دار الخلافہ تک کچھ تحریک کراؤنگا اور پھر مین اُمید کرتا ہون کہ مجھے ضرور میری جگہ ملجائیگی۔ لیکن تمنے بھلا کہان جانے کا ارادہ کیا ہی۔ جب انشاء اللہ مین اپنی جگہ پر پھر بحال ہوگیا تو پھر تمھاری وہی ملازمت موجود ہی۔

ذرّے کا بھی چمکیگا ستارہ		قائم جو زمین و آسمان ہی

مین۔ افسوس ای میرے دوست اس بدیہی فیروزمندی سے جو تمھین دکھائی دیتی ہی مین تمسے بھی زیادہ جلاوطن کیا گیا ہون۔ وقائع نے میری گو دمین بہت ہی خراب اور بُرے طریقے سے بازی کی اور مین اسوقت گویا ایک چور کی صورت مین ہون مین سوا اسکے کہ اپنی قسمت کی پیروی کرون اور کچھ نہ کرونگا جس قسمت نے کہ مجھے افسر العلما کے کپڑے پہنوادیے جس قسمت نے کہ اتنا زرنقد دلوادیا جس قسمت نے کہ ایسا عمدہ اور زرین زین و لجام والا افسر جلادان کا گھوڑا دلوادیا۔ اُسی قسمت نے مجھے میرے ملک سے نکالا اب مین نہین چاہتا کہ یہین رہکر اپنی شامت بلواؤن اور اپنے ٹکڑے کرواؤن نہین بلکہ مجھے اُمید ہی کہ کئی دن کے بعد مین ترکی عملداری مین پہونچ جاؤنگا اور وہان پھر مین اپنے کو حفاظت مین سمجھونگا۔ جب یہ بات طی پائی تو مین نے اُس سے کہا کہ تم مجھ سے کچھ لے لو تاکہ سفر مین تمھارے کام آئے اب تم بھی مفلس ہو۔ یہ درخواست اُسنے میری قبول کرلی اور مجھ سے دس تمن لیے اور یہ اقرار کیا کہ مین اپنی جگہ پر ممتاز ہونے کے بعد تمھین تمھارے تمن دیدونگا۔ جب مجھ سے یہ تمن لے چکا تو اسنے پھر مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ ہمدان چلو۔ اسنے بہت ہی سبز باغ مجھے دکھائے اور حد سے زیادہ ڈرایا اور یہ کہا

کہ تم جانتے کیا ہو بیشتر اسکے کہ تم شاہ کی حد سے گذر و گے فوراً شاہ کے آدمی گرفتار
کر لینگے اور ساتھ ہی اسکے وہ یون کہنے لگا۔ اُسی لمحہ ملّا باشی کی موت تو مشہور ہو گئی
ہو گی اور جون ہی افسر جلادان کو یہ معلوم ہوگا کہ گھوڑا ہاتھ سے نکل گیا وہ ایک لمحے کا
بھی توقف نہ کریگا اور سیکڑون آدمی ادھر اُدھر بھیجدیگا کہ تمھین تلاش کرکے گرفتار
کرین تو یہ تمھارے لیے بہت ہی بہتر ہوگا کہ تم میرے ساتھ پناہ لو۔ ہان جب یہ ہنگامہ
اور طوفان بے تمیزی فرو ہو جائیگا اُسوقت آزادی سے تم اپنی آرا کا استعمال کر سکتے
ہو ہمدان سے کچھ دور کے فاصلے پر میرے باپ کا گونؔ ہے وہان تم بآرام تمام رہ سکتے ہو
اور پھر تمپر کوئی شبہہ بھی نہ کریگا اور ہم تمھارا گھوڑا اور اُسکا سارا سامان اسطرح سے
پوشیدہ کر دینگے کہ خبر بھی تو نہین ہوگی۔

ہمدان یہان سے کچھ بہت دور نہین ہے اگر آدھی رات کو یہان سے روانہ ہون
تو ہم علی الصباح وہان پہونچ سکتے ہین اور یہ بہت ہی آسان ترکیب ہے کہ ہم دونون
گھوڑے پر سوار ہولین اور آناً فاناً مین منزل مقصود تک پہونچ جائین۔

یہان سے ترکی عملداری بہت دور ہے اگر گھوڑا تکان مان گیا اور نہ چل سکا تو
بھئی پھر کیا کروگے۔

مُلّا نادان کی گفتگو سے یکایک میرے خیالات بدلے اور مجھے معلوم ہوا کہ بات تو
عقل کی کہتا ہے فارس کے حصہ سے مین محض نابلد تھا اور مین نے اپنے دل مین یہ
خیال کیا کہ میری حفاظت کے لیے نہ صرف یہی ضروری ہے کہ مین بڑے بلند راستون
سے واقف ہون بلکہ اُن راستون کا بھی مجھے علم ہونا چاہیے کہ جہان آمدورفت کم
ہو تو مین نے دیکھا کہ جیسا مین نے خیال کیا ہے کہ بہت جلدی سرحد ایران سے پار
ہو جاؤنگا یہ کچھ ویسا آسان نہین ہے۔ اگر ملّا نادان مجھے دغا سے گرفتار کرانا چاہتا
ہے تو یہ دونون طرح سے کرا سکتا ہے خواہ مین یہان سے بھاگ جاؤن خواہ اسکی رائے

گانوُن

تسلیم کر کے اسکے ساتھ ہمدان چلون تو ان دونون باتون مین بہتر ہی کہ اُسی پر بھروسہ کرون وو چلو چلو توسہی جو کچھ کرے مرا مولی کرے ،،

مین نے اِسکی تدبیر کو پسند کر لیا۔ ہم دونون خوب کھا پی کر تازہ دم ہو گئے اور آدھی رات کو ہمدان روانہ ہوے کہ جلدی سے آفتاب نکلنے سے پہلے وہان پہونچ جائین جب ہم ایک بلند سڑک پر پہونچے جہان سے شہر ہمدان دکھائی دیتا تھا ہمنے وہان قیام کیا کہ جو کچھ اسوقت عمل کرنا ہی اُسکا مشورہ کر لین ملا نادان نے انگلی سے ایک گانون کی طرف جو ایک فرسنگ کی دوری پر تھا اشارہ کر کے یہ کہا۔ دیکھو وہ گانون ہی جہان تم رہو گے اور جب تک کہ ملا باشی کا معاملہ ٹھنڈا نہ پڑ جائیگا تمھین یہین رہنا پڑیگا۔ لیکن ہان نہ تو تم یہ فوق البھڑک کپڑے پہنے رہو اور نہ اس شاندار گھوڑے پر سوار ہو جس سے خواہ مخواہ لوگون کا تمپر شبہہ آ کر واقع ہو۔ لواؤ ہم اپنی پوشاکین تبدیل کر لین اور تم مجھے اپنا گھوڑا سپرد کر دو۔ جب تمھاری یہ صورت ہوگی اور اس صورت سے تم میرے باپ کے گانون مین جاؤ گے وہان تمپر کوئی شبہہ نہ کریگا پھر مین تمھاری پورے طور سے خبر گیری کرونگا اس انتظام سے بہت ہی نیک صورت پیدا ہوگی۔ تمپر کسی قسم کا شبہہ آ کر واقع نہو گا اور جیسی حقارت آمیز اور توہین خیز میری صورت ہی مین ویسا نہ رہونگا۔ اسمین شک نہین کہ میری جیسی طہران مین گت بنائی گئی ہی اُسکی خبر ضرور میرے کنبے مین پہونچ گئی ہوگی اور شاید وہ دنیا کی نظرون مین محقر ہوئے ہونگے۔ لیکن اس ملک مین جہان ظاہر ٹیپ ٹاپ بہت کچھ کام دیتی ہی جب وہ یہ دیکھینگے کہ ملا نادان ایسی قیمتی پوشاک بھی پہنے ہوے ہی کمر سے دوشالہ لپیٹے ہوے ہی ران کے نیچے ایک زرین زین ولجام اور سنہری سامان کا گھوڑا بھی ہی تو وہ یہ سمجھینگے کہ یہ اپنی جگہ پر بحال کر دیا گیا۔ بس اس صورت مین میری بہت بڑی عزت ہوگی۔ جب مین کچھ دن تک یون اس گھوڑے پر سواری کرونگا اور یہ پوشاک زیب تن کرونگا تو پھر اس سامان کو بہت آسانی سے فروخت کروا لونگا

اور جو کچھ اِسکی قیمت ہوگی وہ مین تمھین دے دونگا۔

اپنے ساتھی کی یہ تجویز سُنکر مین بہت ہی چونکا کیونکہ میرے ساتھی نے مجھپر کوئی اس قسم کا الہام والقا تو بھجوایا نہین تھا جس سے مین یہ ملک صرف باتون ہی باتون مین اُسے سونپ دیتا اور کچھ خیال دل مین نہ لاتا۔ لیکن پھر بھی جو کچھ اُسنے کہا وہی مین نے سچ جانا کیونکہ یہ میرے لیے ناممکن تھا کہ دس دن تک بھی یا ایک پندرھواڑا اس جاہ و جلال کے ساتھ گذارون اور مجھپر لوگ شبہہ نہ کرین قطعی مین مشتبہ گردانا جاؤن اور جاؤن بیچ ہی کہ اسوقت مین بالکل مُلاّ کے دست قدرت مین تھا جو کچھ اسنے کہا ہی اگر ایسا ہی انتظام کیا جائے تو گویا یہ بھی میرا ساتھی ہوتا ہی اور جب تک اسپر کوئی آفت آکر نہ واقع ہوگی یہ مجکو ملزم تو نہین بنا سکتا۔

مین۔ اچھا خیال کرو کہ کوئی افسر جلاد ان کا آدمی گھوڑے کو پہچان لے تو پھر ہمارا اُسوقت کیا حال ہوگا جسطرح سے کہ مین پکڑا جاتا فوراً تم بھی یون ہی گرفتار کر لیے جاؤگے۔

مُلاّ نادان۔ اِنَّ اللہَ علی کلِّ شیٔ قدیر۔ جس طرح سے کہ ہمنے جلدی سفر کیا ہی کوئی شخص اتنی جلدی سفر نہین کر سکتا اور جب تک کوئی افسر ہمدان پہونچے گا مین اپنے باپ کے گھر مین پہونچ جاؤنگا اور پھر تمام تدبیرین عمل مین آجائینگی۔ پھر یہ بہت ہی آسان ہوگا کہ ہم گھوڑے اور اُسکے سنہری سامان کو بہت اچھی طرح پوشیدہ کر دینگے اور مین تمام بلا اپنے سر پر لے لونگا۔

بس سوا اسکے اور کچھ بھی میرے لیے نہ خیال کیا گیا۔ ہم نے فوراً باہم کپڑون کی تبدیلی کر لی اسنے متوفی مُلاّ باشی کے مجھ سے کپڑے لے لیے۔ قبا۔ شال۔ جو کمر پر باندھا جاتا ہی اور اُسکا جبہ جو بہت سبز کپڑے کا بنا ہوا تھا اور مین نے اسکے عوض مین اُسکے پُرانے کپڑے لیے وہ کپڑے کہ جب وہ جلا وطن کیا گیا ہی تو لوگون نے اُسکے ٹکڑے اُڑا دیے تھے۔ مین نے اُسے اپنی کالی ٹوپی بھی دیدی جسکے ارد گرد

اُسنے مُلّا باشی کا شال لپیٹ لیا اور اُسکے بدلے مین اُسنے اپنی وہی پھٹی پھٹائی ٹوپی ویدی۔

مین نے مُلّا باشی کی تھیلی۔ باقیماندہ زر۔ گھڑی۔ مُہر کو تو دبائے رکھا مگر نادان کو آئینہ جیبی بتسبیح اور کنگھا ویدیا۔ اس نے بستہ کاغذون کا اپنی کمر سے کس لیا اور جب وہ کپڑے پہن پہنا کر تیار ہوا اور گھوڑے پر سوار ہوا تو ملا باشی معلوم ہوتا تھا مین اسکی یہ شان شوکت اور صورت دیکھ کر چونکا۔

ہم دونون ظاہرا بہت ہی خوشی خوشی علیحٰدہ ہوے۔ اس نے مجھ سے اقرار کیا کہ تم بہت جلدی میری خبر سُنو گے اور اسنے مجھے یہ بھی سمجھا دیا کہ شہر پہونچ کر یہ باتین بنائی جائین اور اسکے علاوہ جیسی تمھاری عقل گواہی دے وہ کرنا۔ ملّا نادان پھر سوار ہو کر چلدیا اور مجھ کو تن تنہا ایک مضطرب حالت مین چھوڑ دیا جب مین نے دیکھا کہ مین اکیلا رہ گیا تو اس وقت مجھے بڑا یہ تردد تھا کہ دیکھیے میری آئیندہ قسمت کیا ہوگی اور حال کی تقدیر مین کیا لکھا ہی۔ وہ متردد تو یہ شتبہ۔ مین سیدھا گانؤن کی طرف چلا اب مین یہ متفکر تھا کہ وہان جاکر مین اپنے کو کس صورت سے ظاہر کرون اور کیا کہون۔ اور اسکے باشندون سے وقت تعارف کیا بیان کرون۔ غرضکہ صورت تو میری ایسی تھی کہ جیسے خدا رسیدہ لوگون کی ہوتی ہی۔ نہ تو میری کمر سے شال لپٹا ہوا تھا اور نہ قبا تھی اور نہ پانؤن مین جوتیان سر پر ایک دریدہ ٹوپی۔ بہت سوچ سمجھ کر مین نے یہ ارادہ کیا کہ مین اپنے کو یہ مشہور کرون تو بہتر ہوگا کہ مین ایک سوداگر ہون مجھکو راہ مین کُرد قوم نے لوٹ لیا اور پھر مین اُنکو مریض ہونے کا دھوکا دونگا جس بہانے سے جب تک کہ ملا میرے پاس آئیگا اور مجھے کچھ خبر دے مین رہ سکتا ہون اور اس سے مجھے یہ معلوم ہو جائیگا کہ مین اپنی پوشیدہ جگہ مین کب تک رہونگا۔

یہی بات ہے کہ جس سے مین کامیاب ہو جاؤنگا اور بخوبی کامیاب ہونگا گانون کے نیک آدمی اپنی بہت بڑی سُستی کے حصہ مین اُس شخص کی رام کہانی بگوش دل سنلین گے جسکو خدا نے انکی طرف بھیجا ہے اور مجھ کو اپنی پناہ مین لے لین گے۔
یہ تو سب کچھ تھا مگر بڑی بے آرامی یہ تھی کہ ایک ضعیفہ عورت جو اس گانون مین بہت بڑی طبیب تھی میرے لیے بلائی گئی اور مجھکو اُسکے نسخے پینے کی ضرورت ہوئی۔

چودھوان باب

حاجی بابا کی آفت مین مُلّا نادان کا پھنسنا

مین نے اپنی پوشیدہ جگہ مین دس دن بڑے قہر کے گذارے اور اسوقت تک ملا نادان کی کوئی خوشخبری نہین معلوم ہوئی۔ مجھے شبہ ہوا کہ اسکا ستارہ اب تک پستی کی طرف مائل ہے کیونکہ جیسی امید کی گئی تھی یہ معاملہ ملا باشی فرو نہین ہوا شہر اور گانون مین بہت ہی کم آمد و رفت ہوتی تھی مین بہت ہی مایوس ہوا کہ دیکھیے مین کیونکر اپنے گھوڑے اُسکے دولتمند زرین زین ولجام اور کپڑون کی خبر پاؤنگا۔ کہ اسی رات کو ایک کسان ہمدان سے اِس گانون مین آیا۔ یہ کسان ہمدان اپنے کام کے لیے گیا تھا۔ یہ وہان سے مایوسانہ واپس آیا اور مجھے میرے مطلب کی یہ خبر دی۔
اسنے کہا کہ ایک بہت بڑا غضب نازل ہوا کہ ایک شخص افسر جلادان کی طرف سے ظاہر ہوا اُسنے ہمارے آقا کے بیٹے کو پکڑ لیا اور اُسکا گھوڑا چھین لیا اور اُس کو گرفتار کر کے طہران لے گیا اور اُسکو ملا باشی کا قاتل گردانا۔
اب مین اپنے ناظرین پر اس امر کو چھوڑتا ہون کہ وہ میرے خیالات کا اندازہ کر لین کہ اس خبر کے سُننے سے میری طبیعت کا کیا حال ہوا ہوگا مُلا کی طرف سے جو خاموشی ہو گئی تھی اس سے تو مجھے اطمینان ہوا گو اسوقت مین نے اپنے کو امن مین سمجھا لیکن اب

یہ خیال ہوا کہ مین اس حالت مین کب تک رہونگا۔

مین نے یکایک یہ مشتہر کیا کہ مین اچھا ہون۔ اور فوراً مین اس گانوئن سے ہمدان کی طرف چلا تاکہ اس امر کو بخوبی تحقیق کرون کہ آیا جو کچھ کسان نے کہا ہے وہ صحیح ہے یا نہین ناوان کا باپ شہر مین ایک مشہور و معروف شخص تھا مجھے اُسکے تلاش کرنے مین کوئی دقت نہین ہوئی۔ مین سیدھا اُسکے مکان مین تو نہین گیا اور نہ اس سے اپنے دوست کی خبر سُنی لیکن مین اُسکے مکان کے پڑوس مین ایک حجام کی دُکان مین ٹھہر گیا سبب یہ تھا کہ یہ شخص مجھے مطلق نہین پہچانتا تھا اور دوسرے یہ بات بھی تھی کہ مجھے اس نائی سے ضرور پوری پوری خبر ناوان کی ملے گی۔

یہ نائی ایک زیادہ گو اور ہر کام سے باخبر مجھے ملا۔ اور یہی میری خواہش تھی چنانچہ جب مین نے اُس سے دریافت کیا کہ آج شہر مین کیا گذری۔ اور مین نے اس خبر سے جس نے ہر فرد بشر کو متعجب و حیران کردیا تھا اپنی جہالت ظاہر کی تو اسنے ذرا قدم آگے اُٹھایا اور مجھ سے یہ کہنے لگا۔

تم کہان سے آتے ہو کہ اس مُلّا ناوان کی تمھین اصلا خبر نہین۔ وہ صرف افسر العلما کو قتل کرکے مطمئن نہین ہوا بلکہ اور بھی طرۃ یہ ہوا کہ اسکے کپڑے پہن لیے خیر کپڑے پہن لیے تو اسی پر صبر کرتا بلکہ اُسنے طرہ پر طرہ یہ کیا کہ افسر جلاوان کا گھوڑا چرالیا۔ اور اُسکا سامان وغیرہ لے آیا۔ مین نے اس سے یہ بھی کہا کہ آپ جو کچھ گذری ہے بتادیجیے کیونکہ مین اس سے محض نابلد ہون۔ کیونکر مُلّا ناوان گرفتار کیا گیا اور کیا ہوا۔ اِسنے یہ سُنکر ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا اور یہ مفصلۂ ذیل کہنے لگا۔

دس دن کا عرصہ گذرا کہ یہ ناوان ایک پُرشان و شوکت گھوڑے پر سوار اپنے باپ کے دروازے پر نمودار ہوا۔ بالکل صورت سے ایک خان معلوم ہوتا تھا یا ایک بہت بڑا امرد شمشیر۔ بھلا اپنی سیدھی سادی مولویانہ صورت کو چھوڑ کیا شکل

بنائی تھی یہ بہت ہی قیمتی شال پہنے ہوئے تھا اور افسر العلما معلوم ہوتا تھا۔ اسکی اس صورت اور فیشن سے تمام ہمدان میں ایک تحریک پھیل گئی کیونکہ تھوڑے وقت پہلے معلوم ہو چکا تھا کہ اسپر شاہ کا سخت عتاب ہوا اور وہ طہران سے بہت ہی خستہ اور بوسیدہ صورت میں جلاوطن کیا گیا ہی جب وہ گھوڑے پر سے اُترا تو اُسنے بہت کچھ دون کی لی اور اپنی بہت کچھ بڑائی کی اور جب اس سے یہ سوال کیا کہ ہمنے سُنا تھا تمھاری طہران مین یون آبروریزی ہوئی اور شاہ کا یہ عتاب نازل ہوا تو اُسنے یہ جواب دیا کہ ہان صرف ایک شبہہ مین میری یہ صورت پیدا ہو گئی تھی لیکن بعد ازان جب یہ ظاہر ہوا کہ یہ محض جھوٹ بہتان تھا تو مین پھر اپنے عہدے پر ممتاز ہوا اور اُس بیغیرتی کے عوض مین شاہ نے مجھے یہ گھوڑا بخشا جس پر مین سوار ہون۔

ہر شخص نے اسکی اس رام کہانی کو یقین کر لیا اور جب وہ اپنے باپ کے مکان پر پہونچا ہی تو بہت ہی عزت سے اُسکا استقبال ہوا لیکن دوسرے دن بدقسمتی سے ملا نادان گھوڑے پر سوار ہو کر صبح کو شہر مین ذرا اپنی شوکت دکھانے کے لیے جاتا تھا کہ اتنے مین ایک شخص افسر جلادان کا آدمی دروازۂ شہر مین داخل ہوا یہ بھی طہران سے آیا تھا وہ ٹھہر گیا اور اُسنے بہت غور سے گھوڑے کو دیکھا۔ اسکے زرین زین و لجام پر خیال کیا جب خوب ٹکٹکی باندھکر دیکھ چکا تو اُسنے یہ کہا لا الہ الا اللہ خدا ایک ہی۔ اُسنے آس پاس کے کھڑے ہونے والون سے دریافت کیا کہ یہ گھوڑا کسکا ہی اُنھون نے کہدیا کہ یہ گھوڑا ملا نادان کا ہی۔

افسر پولیس۔ بہت ہی غصے مین۔ ملا نادان کون شخص ہی یہ گھوڑا تو میرے مالک کی ملک ہی جو افسر جلادان ہی۔ تو پھر کون شخص کہہ سکتا ہی کہ یہ جھوٹ نہین ہی چاہے اس مین مُلّا ہو یا اور کوئی ہو۔ محض جھوٹا ہی۔

جب یہ معاملہ ہوا تو ملا نادان نے اپنے کو مجرم از خود ظاہر کیا کیونکہ اسی حالت کے

درمیان اُسنے چاہا کہ اس شخص کی نگاہ سے پوشیدہ ہوجاؤن۔ یہ وہ افسر تھا جس نے طہران مین جلاوطن ہوتے وقت اُسکو اُلٹے گدھے پر سوار کیا تھا۔ تو وہ دونون ایک دوسرے کو پہچانتے بھی خوب تھے۔

مگر پھر بھی یہ افسر ملا نادان کو یکایک شناخت نہ کرسکا کیونکہ افسر العلما کی ٹوپی اور کپڑے سب زیب تن کیے ہوے تھا یکایک ہوا اوڑ گیا۔ اگر ملا نادان اس جگہہ سے پیچھے چلا آتا تو ہرگز وہ شخص اسے نہین پہچانتا۔ لیکن جب برابر آنکھین ملین اور افسر نے پہچان لیا تو وہ یہ غل مچانے لگا اسے پکڑو اور اسکی روح لے لو کیونکہ یہ وہی شخص ہی۔ کیا ہی میری نیک اختری نے کام کیا ہی۔ قسم ہی کہ یہ وہی تو بدمعاش دیوالیہ شخص ہی کہ جسنے افسر العلما کو قتل کرڈالا اور افسر جلادان کا گھوڑا چراکر بھاگ آیا۔ اسوقت یہ مدعی افسر گھوڑے پر سے نیچے اُترا اور اسنے اپنے ساتھیون اور پاس کھڑے ہوؤن کی مدد سے ملا نادان کو گرفتار کرلیا۔ ملا نے قسمون پر قسمین کھانی شروع کین کہ مین چور ہون نہ قاتل ہون اگر تمھین یقین نہین آتا تو لاؤ مین قرآن شریف بھی اُٹھا جاؤن۔

نائی نے غرض ملا نادان اور اس مدعی افسر مین جو کچھ گذری تھی بہت ایمانداری سے صاف صاف کہدی۔ اسنے بیان کیا کہ نادان کے دوستون اور باپ نے ہرچند چاہا اور بہت کچھ مُنھ بھرائی بھی دینی چاہی کہ یہ مُلا نادان کو گرفتار کرکے طہران نہ لیجائے لیکن اسنے نہ مانا اور اُسے پکڑ کر طہران کی طرف لیے چلا گیا۔

جسوقت مین نے اپنے ساتھی مُلا نادان کی یہ کیفیت سُنی تو میری چھاتی کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے کہ خدا کی شان ہی کیا اُسکی قسمت آکر واقع ہوئی ہی۔

اوّل تو مجھے اپنے گھوڑے اور زرین زین مع لجام کا بہت ہی صدمہ ہوا کہ کس ترکیب سے جان پر کھیل کر تو حاصل کیا اور یون نکل گیا۔ اور پھر جب مین نے دوسرے پہلو سے نظر کی تو مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اچھا ہوا یہ بلا مُلا نادان ہی کے اوپر رہی

اگر اس غریب کا سر کاٹا گیا تو پھر ظاہر ہے کہ مجھ سے تو کوئی باز پرس نہ کریگا۔

اسوقت مین اپنے پر نظر کرتا تھا تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ نیک اختری میرے ساتھ ہے مگر ہان مُلّا نادان کا ستارہ پھر گیا کہ وہ یون بلاے بے درمان مین گرفتار ہوا بھلا ہم کیون کپڑے بدلتے۔ وہ مجھ سے اپنا گھوڑا کیون لیتا اور پھر ایسی صورت مین کہ مین اُسکی تجاویز کو منظور بھی تو نہین کرتا تھا۔ خدا کی قدرت ہے کرے داڑھی والا پکڑا جاے موچھون والا۔ گو یہ ایک بدیہی بات تھی کہ وہ وہ سزا بھگتے گا جسکا مین مستحق تھا لیکن پھر بھی مین نے یہ خیال کیا کہ حاجی جب تک تم یہان ہو یعنی ایران کی سرحد مین ہو اپنے کو ہرگز محفوظ نہ سمجھنا۔ اس لیے مین نے وہی اپنے سابق کے ارادے کو پورا کرنا چاہا مین نے گھوڑے اور اُسکے قیمتی سامان جانے پر اپنی ڈھارس بندھائی اور یہ کہا کہ اگر وہ جاتا رہا تو بچا نوے تمن تو باقی ہین جو میری حال کی احتیاجات کو کافی ہین۔ اور اسکے علاوہ بڑی ڈھارس میری اس فقرے سے بندھتی تھی کہ خدا بزرگ است کہ وہ مظلومین کی مدد کرتا ہے اور انکو ہر آفت سے بچاتا ہے۔

اندھے کا دیا ہوے تو لنگڑے کا عصا ہو — رانڈون کا ہو والی تو یتیمون کا خدا ہے
سُنتا ہے اپیل اپنے ہان وہ شاہ و گدا کی — دربار مین اُسکے نہ سفارش کا پتا ہے
گل خار کو اور خار کو گل اُس نے بنایا — بنجر کو اُسی نے ہی تر و تازہ کیا ہے
جب ایسا ہے حاجی تو دعا کر تو اُسی سے — شاید وہ سُنے غور سے جو تیری دعا ہے

پھر نرگس خونبار کو اپنی تو دکھا دے
اور اپنے کلیجے کو جو صد پارہ ہوا ہے

پندرھوان[۱۵] باب

حاجی بابا کا اپنی حمامی سرگذشت کا ایک عجیب غریب نتیجہ سُننا

مین نے اپنے کو تاجر قرار دے ہی لیا تھا اور مولویانہ طریقہ بالکل ترک کر دیا تھا کیونکہ اس مولویانہ صورت سے مجھپر کیا کیا آفتین نازل ہوئین اور جان کیسے کیسے خطرون مین پھنسی۔ مین نے ایک خچر کا معاملہ کرکے آپ بھی اُس قافلے کے ساتھ ہولیا جو کرمان شاہ جاتا تھا۔ یہ بیکار خچر تھا کیونکہ طہران سے یون ہی بے سامان آیا تھا اور چونکہ میرے پاس کچھ سامان وغیرہ نہین تھا تو مجھے میرے جانور نے بہت ہی آرام سے منزل مقصود تک پہونچا دیا۔

سات دن مین ہم منزل مقصود پر پہونچے اب یہان مین نے اپنا مرکب بدلنا چاہا لیکن مجھے اس امر کی اطلاع ملی کہ ایک مہینے کے اندر اندر تمھارا کام نکلے گا کیونکہ جب تک کافی تعداد مسافرون کی نہین ہو جاتی قافلہ نہین روانہ ہوتا راہ مین کردش لوگون کا بہت ڈر ہی جو حدود فارس کو ہمیشہ زیروزبر کرتے رہتے ہین اور مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ کل ہی ایک گروہ لوگون کا جنازہ کربلاے معلیٰ لیکر گئے ہین اگر تم چاہو تو اُنھین خوفناک اور پرخطر مقامات تک پہونچنے سے قبل لے سکتے ہو۔

یہ سنتے ہی مین نے تو چندان خیال بھی نہ کیا اور نہ کچھ سوچا نہ سواری کا راستہ دیکھا پیدل ہی روانہ ہوگیا۔ میرا زر نقد حفاظت سے میری کمر مین جکڑا ہوا تھا میرے پاس سوائے میری جریب یا عصا کے اور کچھ بھی نہ تھا بس یون ہی کرمان شاہ سے روانہ ہوا تیسرے دن کی شام کو مین تقریبًا ماندہ بھی بہت ہوگیا۔ میری نظرون کو دور سے جلتی ہوئی آگ کا خوش نظارہ معلوم ہوا جس آگ کا دھوان پہاڑی پر بل کھاتا ہوا اُٹھ رہا تھا جب مین قریب گیا تو معلوم ہوا کہ گھانس کی زمین پر مویشی چر رہے ہین اس طرح سے مین نے یہ خیال کرکے کہ یہ کاروان ہی غلطی نہین کھائی تھی۔ جہان اسباب سامان وغیرہ رکھا ہوا تھا جب اس طرف مین گیا تو مین نے دیکھا کہ ذرا دور کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا سفید ڈیرہ کھڑا ہوا ہی جب وہان جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دستوراتون

کا ڈیرہ ہی کیونکہ اسکے پاس ایک تخت روان اور میانہ بھی رکھا ہوا تھا۔ مین نے دیکھا کہ مہتمم کاروان میرے لیے مرکب کا سامان کررہا ہی میری تو ہرگز مرضی نہین تھی کہ مین اپنی کسی کو اطلاع کرتا بلکہ میرا ارادہ یہ تھا کہ مین چپ چپاتے چلا جاؤن کیونکہ میری حالت ہی ایسی تھی۔ مگر پھر بھی پچانوے تمن کا مجھے خیال آتا تھا کہ ایسا نہو اکیلا دکیلا دیکھکر کوئی یہ بھی سنگوا نے اس لیے مجبوراً یہی ارادہ ہوا کہ اپنے ملک والون کے ساتھ سفر کیا جائے۔

سامان مین مربع سے کچھ دور کے فاصلے پر جہان مین بیٹھا ہوا تھا چند بڑے بڑے اور تنگ صندوق رکھے ہوے تھے جو اونٹون پر سے اُتار کر زمین پر رکھے گئے تھے چونکہ مین نے آج تک یہ نہین دیکھے تھے ان لوگون سے دریافت کیا کہ انمین کیا چیز ہی تو انھون نے کہا یہ تابوت ہین جنمین جنازے رکھ کے کربلاے معلی کو لیجاتے ہین۔

مہتمم کاروان۔ یہ ظاہر ہی کہ تم ایک پردیسی معلوم ہوتے ہو اس لیے تمھین واقف ہونا زیبا ہی۔ ہم ایک شگرف چیز کربلاے معلی لیے جاتے ہین۔

مین۔ ہان مین تو ایک پردیسی اور انجان شخص ہون۔ مین پیچھے سے آکر ملا ہون اور مین اُس شخص کے موافق ہون جو پہاڑون سے اُترتا ہو خدا کے لیے آپ اس مین کیا لے جارہے ہین۔

مہتمم کاروان۔ کیا تم نے ملاباشی کی طہران مین عجیب و غریب موت کا حال نہین سُنا کہ وہ حمام مین کیونکر مرگیا۔ اور پھر کس طرح سے اُسکا ہمزاد گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر اُسکے حرم مین چلا گیا اور پھر وہ کس طرح سے افسر جلادان کا گھوڑا لے کر چلتا بنا۔ تم کہان تھے جب اس معاملے کا وقوع ہوا (دونون ہاتھ تھرتھرا کر اور اپنے دونون کاندھے سکیڑ کر)

مین یہ سُنکر بہت ہی خوف زدہ ہوا مگر مین نے صاف انکار کیا اور مین نے

اس سے درخواست کی کہ آپ اس سرگذشت کو تفصیلوار بیان کر دین تو وہ اس طرح سے بیان کرنے لگا۔

خچر والا۔ تمھین اس سے آگاہ ہونا چاہیے کہ جو کچھ مین کہونگا وہ وہ واقعہ ہی جسکو مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہی اس لیے کہ مین خود وہان موجود تھا اور یہ بہت ہی صحیح ہی کیونکہ سارا میرا چشم دید واقعہ ہی۔

افسر العلما آفتاب غروب ہونے کے بعد۔ بعد نماز مغرب حمام مین گیا اور بعد اسکے وہان سے مع اپنے ملازمین کے گھوڑے پر سوار ہوکے اپنی حرم سرا مین تخلیہ کے کمرے مین چلا گیا۔

اِس امر کے تو بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہی کہ ایران مین اکثر عام حمام علی الصباح ساعت مقررہ تک عورتون کے لیے مخصوص رہتے ہین اور پھر اسوقت کے بعد سے مرد نہانے دھونے آنے لگتے ہین۔ صبح ملاباشی یعنی افسر العلما کی بیوی عورتون کو لیکر حمام مین نہانے گئی۔ اوّل اوّل یہی عورت مع اپنی لونڈیون کے بہت ہی فجر کے تڑکے نہانے گئی۔ اُسدن اُس سے پہلے اور کوئی حمام مین نہین آیا تھا۔ چونکہ یہ بہت بڑا ادب ہی کہ بیگم کی لونڈیان باندیان ساتھ ساتھ حوض مین نہانے نہین جاتین اس لیے وہ تو سب باہر رہ گئین اور صرف افسر العلما کی بیوی اندر گرم حوض مین نہانے کو بڑھین اُسوقت ایسا اندھیرا تھا کہ صاف نہین معلوم ہوتا تھا۔ یہ اس حوض مین کوئی دو قدم گئی ہوگی کہ یکایک حد سے زیادہ ڈری کیونکہ اسکا ہاتھ ایک گوشت کے لوتھڑے پر پڑا۔

اول ہی تحریک مین تو اِسے کچھ تعجب ہوا لیکن دوبارہ اسقدر خوفزدہ ہوئی کہ بیہوش ہوگئی۔

اِسکی حالت کی کیفیت بہت آسانی سے عورتون کو معلوم ہوگئی وہ یکے بعد دیگرے

موم بتیان ہاتھون مین لے کر دوڑین کہ بیگم صاحبہ کیون ڈرین اور یہ نوبت انکی کیون ہوگئی مگر ان مین ایک عورت نے اس اصلی واقعہ کو دیکھا اور اُسے معلوم ہوگیا کہ اصل مین یہ بات تھی آخر ایک بڑھیا عورت نے جو بیگم صاحبہ کی پاسبانہ تھی بہت دلیری سے اس حوض کی طرف دیکھا جب معلوم ہوا کہ کسی شخص کی نعش پڑی ہوئی ہو۔ یہ دیکھتے ہی بہت کچھ غل وشور مچنے لگا جس سے بیگم صاحبہ ہوش مین آئین اور ناظر گروہ کے ساتھ ملکر دیکھنے لگی اور اس تیرتی ہوئی نعش کو کچھ یون ہی سا پہچانا اور نظرون مین اب وہ مختلف طرح سے سمانے لگی اور کچھ کچھ صورت دکھائی دی غرض کہ سر اور چہرہ معلوم ہوا وہ بڑھیا عورت جب چراغ لائی اور اُس نے پاس سے دیکھا تو ایک غل وشور مچ گیا اور یہ سب شور مچانے لگین۔

ارے یہ تو ملا باشی ہو۔ ملا باشی ہو۔

یہ دیکھتے ہی افسر العلما کی بیوی پھر بیہوش ہوگئی اور لونڈیون باندیون نے واویلا کرنا شروع کیا اور اتنا غل مچایا کہ گویا قیامت کا صور پھکنا شروع ہوگیا ممکن ہو کہ کسی کے کان مین آواز جاے اور وہ اُسے صور قیامت نہ سمجھے۔

اسی حالت مین کہ سب عورتین نالہ وبکا کر رہی تھین اور اس نعش پر اپنا سینہ چاک کرتی تھین کہ ایک عورت غل مچانے لگی کہ یہ ہمارا آقا نہین ہو اس لیے کہ وہ تو شام کو حمام سے غسل کر کے آگئے تھے مین نے اُنکے لیے بچھونا کر دیا تھا اور مجھے یقین ہو کہ وہ اب تک آرام کرتے ہونگے یہ کوئی اور شخص ہوگا۔

اس سے اور بھی سب مین حیرت وپریشانی پھیل گئی کیونکہ انھون نے یہ یقین کیا کہ جو کچھ یہ لونڈی کہ رہی ہو واقعی وہ صحیح ہو مگر وہ ضرور مُلّا باشی کا ہمزاد ہوگا۔

بیگم۔ بھلا زندہ دوبارہ کون ہوسکتا ہو (نعش کی طرف اشارہ کر کے) یہی تو میرا خاوند تھا وہ نشان ٹھرینج کا اسکے موجود ہو جو مین نے کل اُسکے چہرے پر کیا تھا۔

ایک لونڈی - دیکھو اسکی داڑھی مین ایک طرف کی جگہ بھی تو خالی ہے مین سے تو تمنے مٹھی بھر کے بال اُسکے اُکھیڑے تھے -

اِس قسم کی محبتی یا دو ہانیون نے بیگم صاحبہ کو بیتاب کر دیا اور وہ خون کے آنسو رونے لگین اور بہت ہی نالہٗ وزاری کی مگر ہنوز لونڈیان اطینان دیتی جاتی تھین کہ آپ ناحق روتی ہین مُلّا باشی ابھی زندہ ہین - ورنہ وہ میرے ہاتھ سے موم بتی جلتی ہوئی کیونکر لے لیتے - وہ دروازہ کیونکر بند کر دیتے اور پھر خراٹے کیونکر لینے لگتے - مجھے تو یقین ہے اگر وہان چلکر دیکھا جائیگا تو بستر پر سوتے ہوئے ملین گے مین ابھی جا کے اُنکی خبر لاتی ہون -

ایک عورت بولی (نعش کی طرف اشارہ کر کے) اگر مُلّا باشی وہان ہین تو پھر یہ کیا چیز ہے -

دوسری بولی - یہ اُسکا ہمزاد کیون ہونے لگا کسی شخص کے دو دو جسم نہین ہوتے کہ ایک تو وہ جسم ہو جسمین وہ زندہ رہے اور ایک بدلنے اور تبدیل کرنے کے لیے موجود رہے -

تیسری بولی - (مسخرے پن سے) نہین کیون نہین یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ قصبہ اور شہر کے مکانون کی طرح سے اپنے جسمون کا بھی استعمال کرے -

یہ ہو رہا تھا کہ اتنے مین اور مختلف عورات بھی نہانے دھونے کے لیے آگئین جب وہ لونڈی جو ملا باشی کو گھر دیکھنے گئی تھی واپس آئی اور کہا کہ وہان تو ملا باشی کا پتہ نہین ہان صرف بستر پر لشان پڑے ہوئے ہین تو بیگم صاحبہ اسقدر پھوٹ پھوٹ کر روئین کہ توبہ - اُسکی آہ وزاری بڑی زبردست تھی کہ اسنے اچانک اپنے خاوند کو مردہ پایا -

یہ سانحہ تمام لوگون مین آناً فاناً پھیل گیا اب لوگون کے مجمع نے حمام کو گھیر لیا -

اس قسم کی سراسیمگی پھیلی اور ایسا غل وشور مچا کہ آج تک طہران مین تو یہ دیکھنے مین نہین آیا تھا ادھر تو ملاباشی کی عورتون کی آہ وزاری اور اُدھر اُن لوگون کا غل و شور جو خواہ مخواہ اندر گھسے چلے آتے تھے۔

آخر کار مُلّا باشی کے رفقا اور رشتہ دار مردہ شوؤن کو لیکر آئے اور نعش کو غسل کرانے کی جگہہ پر لے گئے اور جنازہ تیار کرکے تابوت مین رکھا اور کربلائے معلیٰ کے جانے کے لیے ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔

یکایک اُسکی بیوہ نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ مین بھی نعش کے ساتھ کربلائے معلیٰ جاؤنگی تو میرے خچر سب کرایہ کر لیے گئے۔ سامنے جو تم ڈیرہ کھڑا ہوا دیکھتے ہو اسمین متوفی کی بیوی اور اُسکی لونڈیان موجود ہین اور سامنے جو تابوت رکھا ہوا ہی اسمین اسکے خاوند مُلّا باشی کی نعش ہی۔ اور یہ مختلف تابوت جو تم رکھے ہوے دیکھتے ہو یہ اُن لوگون کے ہین جو اُسی دن طہران مین مرے تھے تو اُنکے رشتہ دارون نے مُلّا باشی کی نعش کے ساتھ اس لیے کر دیا ہی کہ اسکے سبب سے کیونکہ یہ میر اور مولوی شخص تھا انھین بھی بہشت مین جگہہ ملجائے گی۔

یہان اس مہتمم یعنے خچر والے نے اس عجیب سانحے کو ختم کیا مین اسکی اس آخری گفتگو سے بہت ہی خوف زدہ ہوا کہ یہان اسکے رفقا اور رشتہ دار بھی ساتھ ساتھ آئے ہین مین نے سوچا کہ یہان تو یہ کوشش ہی کہ خطرے سے بچو اور اُسکے مُنھ مین آکر پڑے ہو اگر مجھے افسر العلما کے بعض ملازم پہچان لین کیونکہ ان مین سے کئی مجھے بخوبی جانتے ہین بس یہی میرے ظاہر ہونے کا سبب ہو جاے۔

مین لیکن جب اس نعش کو حمام کے باہر لے گئے ہین تو پھر کیا واقعہ ہوا۔ یہ سوال مین نے اس سے اس لیے کیا تھا کہ کہین ان کپڑون کی تو کسی کو خبر نہین ہوئی جو مین نے وہین حمام کے دالان کے کونے مین چھوڑے تھے۔

خچر والا حضرت علیؑ کے سر مبارک کی قسم مجھے یہ تو اچھی طرح یاد نہین ہی۔ ہان یہ مین جانتا ہون کہ افواہین بہت اُڑتی تھین اور ہر شخص اپنی نئی داستان دہراتا تھا۔ بعض کا تو یہ مقولہ ہی کہ افسرالعلما نہا دھوکر اندرون گیا اور وہان جاکر بستر پر لیٹ رہا۔ بعض یہ کہتے ہین کہ وہ صبح ہی افسر جلادان کے گھوڑے پر سوار ہوکر چلتا بنا۔ افسر جلادان۔ خود اُسکا ایک خط دکھاتا ہی جسپر اُسکی مہر لگی ہوئی ہی اور جسمین اُسسے عرق روح افزا پینے کی اجازت دی ہی۔ غرض اِسی قسم کی مختلف روایات مشہور ہین لیکن کوئی ایسی نہین ہی کہ قابل یقین ہو۔

سب کو حیرانی تو بہت بڑی یہ ہی کہ وہ حمام مین سے زندہ کیونکر نکل آیا اور پھر اس مین مردہ کیونکر پڑا رہا۔ کیونکہ اُسکا حمام سے زندہ نکلنا مالک حمام اور اُسکے گھر کی کُل عورات کہتی ہین۔

جب باہم لوگون کے بحثم بحثا ہونے لگی تو اور بھی مشکلین پڑتی گئین کیونکہ ایسے موقع پر تو معاملہ ہی یہ تھا جتنا چھانو اسی قدر کرکرا ہوتا تھا۔ مگر ان مشکلون کو حل کرنے والی ایک شی نکل آئی اور وہ۔ وہ کپڑے تھے جو ایک کونے مین پڑے ہوے تھے وہ کپڑے بہت ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے تھے۔ جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ کپڑے حاجی بابا کے ہین جو مُلّا نادان کے پاس نوکر تھا اور وہ مُلّا نادان جو افسرالعلما کا کھُلم کھُلا جانی دشمن تھا اور اپنی حماقت سے وہ جلاوطن کرکے نکالا گیا۔

یہ دیکھکر ہر شخص بولا۔ تو حاجی بابا اسکا قاتل ہی بے شبہہ وہی اس پاک شخص کا قاتل ہی۔ اِس سے ضرور خونبہا لینا چاہیے۔ اَب تمام شہر حاجی بابا کی تلاش مین سرگرم ہی۔

بہت لوگون نے کہا کہ نہین نادان مجرم ہی۔ غرض برابر چارون طرف ہرکارے اور پیامبر دوڑ گئے کہ جہان کہین یہ دونون ملین کیا تو انھین زندہ پکڑ کر لاؤ ورنہ

انکے سر اتار لاؤ۔ مین خود یہ چاہتا ہون اور میری دعا ہی کہ کاش ان دونون مین سے کوئی بھی میرے ہاتھ پڑ جائے اور مین پکڑ کر لیجاؤن تو پھر مجھے مقررشدہ انعام ملے جو ان سب خچرون کی قیمت سے بھی زیادہ ہوگا۔

مین نے اسکی ایک ایک بات کو بہت ہی غور سے سُنا۔ اَب کتنی مشکل کی بات تھی یہ ایک بدیہی امر تھا کہ یہان قیام کرنا آگے بڑھنے سے بہت ہی خوفناک تھا اور یہ مجھے یقین کامل تھا کہ مین بہت جلد دوسری گورنمنٹ کی حدود مین پہونچ جاؤنگا اور پھر وہان سے مجھے اس خوف جانکاہ سے نجات ملے گی۔

سولھوان باب

حاجی بابا کا شناخت ہوکر پکڑا جانا مگر اپنی خوش نصیبی سے رہائی پانا

دوسرے دن صبح ہوتے ہی کاروان روانہ ہوا۔ مین نے خچر والون مین اور کچھ لگوون مین ہوکر اپنا راستہ طے کیا محافہ مع افسرالعلما کی بیوہ اور اسکی لونڈیون کے سامنے سڑک پر پہونچا۔ اونٹ جن پر جنازے لدے ہوے تھے اور کاروان کے باقیماندہ جنمین لدے پھندے خچر بھی شامل تھے سڑک کا بہت دور تک راستہ گھیرے ہوے تھے۔ جس شخص کی کہ قطاع الطریق اور جلادون کی سی صورت تھی اُس پر میری نظرین برابر لڑ رہی تھین یا جو کوئی بہ نسبت میرے ڈھٹ کوٹ پہنے ہوے تھے انسے مین بہت چونکتا تھا اور مجھے اور بھی اس امر سے ایسا ڈر تھا کہ مین انہین اچھے چہرے کا ہون۔

مین بیوہ کے ملازمین سے بہت ہی خوف زدہ تھا کیونکہ مجھے یہ یقین کامل تھا کہ اگر ذرا بھی کسی نے دیکھ لیا تو پھر حضرت عزرائیلؑ سے مصافحہ کرنا پڑے گا۔ جہان ان مین سے کسی کی نگاہ میری طرف پڑی اور مین نے گردن پھیری۔

پہلے دن کا سفر تو امن مین گذرا۔ رات کو مین اسباب کا سہارا لگا کر لیٹ رہا

اور رات بھر خوب سناٹے کی نیند مین سویا۔
دوسرا دن بھی بخیر و عافیت گذر گیا اور اب خوش قسمتی سے مجھپر اتنا بھروسہ ہوگیا تھا کہ مین بہ نسبت عام خچر ہانکنے والون کے ممتاز نظر سے دیکھا جاتا۔ اور ذرا آگے والی جگہ مین چلتا مین نے ایک شخص سے باتین کرنی شروع کین یہ مین نے سنا تھا کہ آرمینین بشپ ہے۔ مین اُس سے یہ کہنے کو تھا کہ مین آپ سے ملنے پر آپ کا بہت ہی شکر گزار ہون کہ اتنے مین مین نے وہ شخص جو اول ہی مین نے ملا! ناوان کے مکان پر بیٹھا دیکھا تھا اور جو متعہ کراتا تھا اپنے آگے سے سوار جاتا ہوا دیکھا۔ بس دیکھتے ہی کلیجہ منھ کو آیا کہ اسنے پہچان لیا تو بہت ہی غضب ہوگا۔
یہ بالکل افسر العلما کا ہمزاد معلوم ہوتا تھا۔ مین نے صورت دیکھتے ہی جلدی سے اپنی گردن دوسری طرف پھیر لی کیونکہ اسوقت یون بہت چونکا تھا کہ وہ میرے آگے سے گذرا چلا گیا۔ مین نے کہا یہان پر ٹھہرنا بہتر نہ ہوگا مجھے اپنی اصل جگہ پر چلنا چاہیے۔ مین نے بشپ کو اسکی جگہ پر چھوڑا گویا دوسرے دن ہم ان گھاٹیون مین ہو کر سفر کر نکلے جہان کردش گروہ کے قزاق راستہ لوٹتے ہین جہان ہر شخص نفسی نفسی پکارتا ہے اور اپنی حفاظت سب سے مقدم جانتا ہے۔ جہان ان جلوؤن سے گذرے اور ہمین ایرانی حدود سے نجات ملی تو اسوقت مجھے یہ خیال تھا کہ اگر مین پہچانا بھی جاؤن یا گرفتار ہو جاؤن تاہم ترکی حفاظت مین آنے کا دعویٰ کر سکتا ہون۔
اس سانحے کے دن جو دن کہ میری تمام سرگذشت مین ایک معرکے کا اور مشہور دن ہے۔ تمام کاروان نے جنگی لباس در بر کیا جن لوگون کے پاس ہتھیار کی صورت جو شی ہوئی وہ آگے لایا اور اُسنے سب کو ظاہر کر کر ذرا اپنی نمود دکھائی۔ مجھے اس قسم کی صورتین بخوبی معلوم تھین جنسے میری تاریخ کے شروع ہی صفحے پُر ہین کہ جب مین اوّل ہی اوّل عثمان آغا کے ساتھ نکلا تھا اور ترکمانون نے ہمپر حملہ کیا تھا تو ہماری کیا کیفیت

ہوئی تھی۔کسی نے بھی توجہ تک نہین کی تھی وہ ہی ان مین بھی خطرہ بیٹھا ہوا تھا اور سب نے اپنا انتظام خوب خوب کر لیا تھا۔

تمام کاروان بہت ہی اکٹھا ہوکر سفر کر رہا تھا۔چاؤش اور مہتمم مع افسر العلما کی بیوی کے نوکرون کے سب کے آگے آگے جاتے تھے گویا ایک کثیر التعداد گروہ کے ہراول بنے ہوے تھے۔

مین جسکو اپنی حفاظت خود کرنی پڑی تھی اس غول مین چھپا ہوا تھا اور مین صرف یہ خیال کر کر کے خوش ہوتا تھا کہ تیرے پاس تو کچھ کھٹکا ہی نہین ہو صرف کچھ زر نقد ہو جو کمر سے بندھا ہوا ہو۔

ہم چُپ چاپ مین اور خاموش چل رہے تھے سوائے کاروان کی گھنٹیون کے اور کچھ بھی سُنائی نہین دیتا تھا۔مین اسی فکر مین تھا کہ بغداد کے پہونچنے تک مین اپنے بچا لوے ہمن کیونکر محفوظ رکھ سکونگا۔جب مین اِدھر اُدھر آنکھین پھیرتا تھا تو مہتمم اور ایرانی سوار کے سوا اور مجھے کوئی دکھائی ہی نہین دیتا تھا۔

مہتمم۔امیری طرف اشارہ کرکے اور اپنے ایک ساتھی کی طرف خطاب کرکے) "ہم این است"

قسم ہو خداے بزرگ کی کہ مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ میری خوش قسمتی اُلٹی مجھپر پلٹ پڑی۔

جب مین نے مہتمم کے ساتھی کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو مجکو معلوم ہوا آہا یہ تو وہی عبدالکریم شخص ہو جس سے سید آباد گانؤن سے جاکر مین سو ہمن لایا تھا اور اسکو اپنے ہاتھ سے رقعہ لکھکر دیا تھا اور اسپر مُلّا باشی کی مُہر لگا دی تھی۔

مین یہ سُنکر وہان سے کافور ہونے کو تھا کہ مہتمم نے مجھے یہ کہ کر ٹھہرا لیا۔ تم تو وہی شخص ہونا جو سب سے پیچھے ہمارے کاروان کسے آکر ملے تھے۔شاید

تم کلب علی خان کی حدود کے حصے کی بابت کچھ کہہ سکو جو آج کل بہت بڑا ڈاکو اور قزاق ہی۔

مین نے اسکو اسکے سوال کا جواب بہت ہی گھبراہٹ اور پریشانی مین دیا مگر اس عرصے مین عبدالکریم کی طرف خوب ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا۔ اسکی بھی برابر قہر کے کلیجے مین بیٹھنے والی نظرین مجھپر پڑ رہی تھین جنسے میرا دل برابر نکلا چلا جاتا تھا۔ اب وہ مشتبہ نظرون سے میری طرف دیکھنے لگا مین نے چاہا کہ نظر بچا کر نکل جاؤن کہ وہ یہ کہنے لگا۔ مین نے اسے پا لیا مین نے اُسے پا لیا یہی تو وہ شخص ہی جو میری داڑھی پر خندہ زن ہوا اور سومتن چرا کر لے گیا۔ یہ کہکر اُسنے پاس کے کھڑے ہوؤن سے کہا کہ اگر تمھین چور کی خواہش ہی تو یہ موجود ہی۔ خدا کے لیے اسکو پکڑ لو مین رد و بدل کرنے لگا اور مین نے شکایت آمیز گفتگو کی کہ جسکو تو بتاتا ہی وہ شخص مین نہین ہون شاید مین اس معاملے مین کامیاب بھی ہو جاتا اور جو آس پاس کھڑے ہوے تھے اُنھین یقین دلوا دیتا کہ مین وہ شخص نہین ہون مجھپر غلطی سے الزام قائم ہوا ہی۔ مگر ایک شخص جو مُلّا نادان کے ملازمون مین سے تھا وہ میرے پاس آیا اور اُسنے مجھے پہچان لیا اور میرا نام لے کر مجھے آواز دی پھر میری تمام تاریخ اُجالے مین آ ئی۔ اب میرا قاتل فخرالعلما کے نام سے شہرہ ہو گیا تمام کاروان مین اسکا وہ غل مچا کہ قزاقون کا خوف بھی اِن لوگون کی طبیعت سے جاتا رہا اور اب ہر شخص میری صورت دیکھنے کے لیے دوڑا۔

فوراً مین گرفتار کر لیا گیا اور میری مشکین کس لی گئین اور مین عنقریب فخرالعلما کی بیوہ کے پاس حاضر ہونے ہی کو تھا کہ میری نیک اختری نے میری مدد کی۔ دور سے غل و شور کی آوازین سنائی دین اور مین نے دیکھا کہ ایک سوارون کا گروہ پہاڑیون مین سے نیچے اُترا چلا آتا ہی۔ مجھے یہ دیکھکر بہت کچھ خوشی حاصل ہوئی

یہ وہ کردش لوگ تھے جنکا اسقدر خوف بیٹھا ہوا تھا۔ اور جو بہت خوفناک تھے سب
مین پریشانی اور گھبراہٹ پھیل گئی اور تمام کاروان کے چھکّے چھوٹ گئے اور کھلابلی
پڑگئی۔ جو لوگ سوار تھے وہ تو بھاگ گئے خچر والے کہان جاتے یہ یون متردد تھے
کہ ہمارے جانور ہاتھ سے نکل جائینگے تو اُنھون نے یہ کیا کہ اسباب کی وہ رسیان
کاٹ دین جنسے اسباب خچرون پر بندھا ہوا تھا اور پھینک پھکا کر جنگل کی طرف
چلدیے۔ اونٹ بھی اپنے بوجھ سے سبکدوش ہوگئے تھے اور سارے مین بس
قزاق ہی قزاق معلوم ہوتے تھے۔ افسر العلما کا جنازہ ایک نالے مین گرگیا
انکے لیے وہی مقام زیبا ہوا۔ اس وقت سڑک پر پورا اور کافی اژدہام ہوگیا تھا۔
مین خود بخود آزاد کردیا گیا تھا کہ اپنے بچنے کے وسائل پیدا کرون۔ مجھے
معلوم ہوا کہ کردش سیدھے محافہ کی طرف چلے کہ یہان اُنکے مطلب کے قیدی
ملین گے۔ اور مین یہ دیکھکر بہت ہی خوش ہوا کہ وہ لوگ جنکی صورت دیکھ دیکھکر
مین کانپا جاتا تھا اور مجھے انمین سے ہر ایک بصورت عزرائیل معلوم ہوتا تھا۔
اب انھین کو اپنی لعل سی جان کے لالے پڑ گئے اِن مین وہ بھی شخص گرفتار ہوگیا
جس نے مجھ غریب کو گرفتار کیا تھا۔

ہر چند بیوہ کی لونڈیون نے قسمین بھی دین اور کچھ دھمکی بھی دکھائی مگر انکے
وحشی دلون پر ذرا اثر نہوا اور نہ اُنھون نے اسکی کچھ پروا کی۔

اب اسوقت میری نہایت اختری شامل حال تھی کیونکہ یہ تمام قزاق اسی طرف
زیادہ رجوع ہوتے تھے جسکو لدا پھندا اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے دیکھتے تھے۔ مین بیچارہ
نہ میرے پاس کچھ سامان تھا نہ کچھ کپڑے لتے ہی اچھے پہنے ہوئے تھا اپنے برہنہ خچر پر سوار تھا
خاصہ بچا نکلا چلا گیا کسی نے بھی تو خبر نہین لی کہ کہان جاتا ہے۔ اور کون ہے نہ تو
میرے ساتھ کوئی نعش تھی۔ اور نہ مجھے متوفیٰ کے رشتہ دارون مین ہوکر کچھ سوگ

ادا کرنا تھا۔ مجھ سے تو کسی کا تعلق ہی نہین تھا مین تو محض ہوا کی طرح سے ایک آزاد شخص تھا جب مین نے دیکھا کہ تیری ان ہزارون مصیبتون اور سختیون سے نجات ہو گئی ہے جو تھوڑی دیر پہلے تیرے محیط تھین اور اسوقت یہ ایسا کام ہوا ہی جیسا کسی نے جادو کر دیا ہو تو مین نے یہ کہا۔ بارک اللہ ای طالع من۔

سترھوان باب

حاجی بابا کا بغداد پہونچنا اور اپنے پہلے مالک سے ملکر اپنی توجہ تجارت کیطرف پھیرنا

ملا باشی کی بیوہ اُسکی لونڈیون اور ہمراہیون کو گردش کے قبضے مین چھوڑ کر سیدھا منزل مقصود کی طرف رخ کیا۔ اور مین نے ذرا اسکا لحاظ بھی کیا کہ جو شخص راستہ مین ملے اُس سے بہت گفت وشنید بھی نہو۔ اور مین نے ایسی صورت مین سفر کیا کہ کسی کی توجہ زیادہ تر میری طرف مائل نہو۔

بہت سے آوارہ گرد جو گردش کے ہاتھون سے بچکر بھاگ آئے تھے راہ پر پھرتے ہوے دکھائی دیتے تھے لیکن چونکہ اُنھین کاروان کی قسمت سے کچھ نہ کچھ کم زیادہ دلچسپی تھی اس لیے وہ آگے نہین بڑھے تھے اور وہ اِدھر اُدھر منڈلاتے ہوے گردش کر رہے تھے کہ شاید کوئی ایسی تدبیر نکل آئے کہ ہمین اپنے مال ومتاع کا پھر قبضہ ملجاے مین اسوقت آپ ہی تنہا تھا جب مین نے اس موقع خطرے سے دو تین فرسنگ کا فاصلہ طے کیا تو اسوقت سڑک پر سوا میرے اور کوئی بھی نہین معلوم ہوتا تھا۔ جو کچھ سانحہ ہو گیا تھا وہ بار بار میرے دماغ مین گذر کرتا تھا تو اس سے مین یہ نتیجہ نکالتا تھا کہ یہ صرف میری تقدیر کی قوت تھی جسنے مجھے صرف اس خطرے سے یون نجات دی تو اس سے مجھے امید پڑتی ہو کہ مین آگے کچھ ترقی کر سکون اور مجھے اپنی خوش قسمتی کا ایک نفیس اور خوشگوار پھل ملے۔

مین نے اپنے دل مین کہا کہ بچا نوے تن میری گرہ مین بندھے ہوے ہین اور کیا یہ بات نہین ہو کہ تمام دُنیا اس وقت میرے آگے ناچیز ہو اگر ملا نادان کا او کھلی مین سر کچلا گیا اور افسر العلما کی بیوہ کو گردش نے تباہ و برباد کر دیا تو پھر مین ایک طرف سر پر اپنی ٹوپی کیون نہ رکھونگا اور مین کیون نہ ان آدمیون کی طرح ہونگا جو ایران مین سب سے اعلیٰ ہین۔

آخر کار بغداد کی دیوارین دور سے معلوم ہونے لگین اور مین شہر مین نہایت ہی اجنبی اور پردیسیون کی طرح سے داخل ہوا۔ مین اسکی جگہ اور موقعون سے محض نابلد تھا۔ مین یہ تو جانتا تھا کہ کاروانسرائین ہر موقع و محل پر پاؤنگا اب یہ تو مین جانتا نہین تھا کہ اپنا قدم کس طرف اُٹھاؤن اور کہان اُترون۔ مین نے تو خچر کو چھوڑ دیا کہ بھئی جدھر تیرا جی چاہے چلا چل۔

خچر چونکہ ہر شاہراہ سے واقف تھا مجھے ایک بہت اچھی کاروانسرا مین لے گیا جہان کثرت سے اژدھام تھا اور برابر آمد و رفت جاری تھی اور لوگ برابر چلے آرہے تھے مین بڑا خوش قسمت تھا اور خوش قسمت مین اپنے کو اسلیے کہتا ہون کہ مین نے یہان اپنے ملکی بھائی کوئی آدمی دیکھے جنکا یہان جمع رہنا ایک معمولی کام تھا۔

یہ مجھے ایک بہت بڑے فخر کرنے کا مقام تھا کہ میری وہ صورت تھی جس نے کسی کے دھیان کو بھی اپنی طرف متوجہ نہین کیا۔ لیکن یہ دیکھ کر مجھے بہت صدمہ ہوا کہ جون ہی مین خچر پر سے اُترا میرے اوپر سوالون کی بھرمار کر دی اور سوال بھی ایک دو نہین بلکہ ہزارون سوال۔ الٰہی توبہ۔

کاروان کی متواتر امیدون پر امیدین ہو رہی تھین تاجر اپنے اسباب پہونچنے کے بہت ہی شائق تھے مجھ سے وہ یہ خبرین دریافت کرتے تھے جو اس مطلب کی ہون مین نے بھی جیسا موقع دیکھا اُسکا ویسا جواب دیا۔ لیکن

مین نے اپنے دل مین یہ ارادہ کیا کہ بس اب بالکل تاریکی جہالت مین غرق ہو جانا چاہیے اور کسی کو زیادہ پوست کندہ حالات بتانے کچھ ضرور نہین ہین۔ مین نے خچر کو تو یہ سوچ کر اسکی قسمت پر چھوڑا کہ اسکا مالک آتا ہوگا وہ خود اُسے ڈھونڈھ لیگا اور مین نے کاروانسرا سے نکل کر شہر مین اور طرف کا رُخ کیا۔

جون ہی مین نے قدم اُٹھایا تو اول تو مین نے اپنی میٹھی ہوئی چمڑے کی ٹوپی ملک کے سر کی پوشاک سے بدلی یعنی ایک بڑے سُرخ کپڑے کا بیگ خریدا جو میرے پیچھے لٹکتا جاتا تھا اور سر پر ریشمی عمامہ باندھا۔ مین نے ایک برتا ہوا چغہ بھی خریدا کہ جسکو ترک اکثر پہنتے ہین۔ اس سے میری شکل عثمانیون کی سی معلوم ہونے لگی اور پھر مین نے قرمزی چمڑے کی سلیپر پہنکر اپنی وردی کو مکمل کیا۔

جب یہ صورت ہوئی تو اب میرے دل مین یہ خیال آیا کہ عثمان آغا کے کنبے سے چلکر ملنا چاہیے کچھ نہ کچھ فائدہ ہی حاصل ہوگا۔ مین ذرا تجارت کی بھی اُن سے خوب ڈوون کی لونگا۔

مین سیدھا بڑے بڑے بازارون کی طرف چلا کہ عثمان آغا کا کسی سے کچھ پتہ لگاؤن اور جہان بھیڑ کے چمڑے کی دُکانین آئین مین ٹھہر جاتا کیونکہ یہی تجارت میرے آقا کو بہت پسند تھی۔ مجھے وہ خاص خاص باتین بھی یاد آئین جو وہ بغداد کی نسبت تعریفاً اپنے راستہ سفر مین کیا کرتا تھا۔

مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ مین بغیر پوچھے گچھے اپنے کو سیدھا اُسکے دروازے پر کھڑا ہوا دیکھونگا۔

مگر میری یہ مشکل بہت ہی جلدی اختتام پذیر ہو گئی۔ جب مین نے بخارا کے خاص سوداگر کی دُکان مین اپنا سر ڈالا اور مین نے پوچھا کہ عثمان آغا کی کوئی خبر یہان پہونچی ہے تو مین نے اسکے جواب مین ایک وہ آواز سُنی جسکو

مین بخوبی پہچانتا تھا اور وہ آواز یہ تھی۔ پیغمبر کے لیے مجھے کون چاہتا ہی
مین موجود ہون۔
یہ آواز سُنکر مین اس قدر خوش اور متعجب ہوا جسکا مین بیان نہین کرسکتا
یہ وہی بوڑھا شخص تھا۔ مین اُسے بغداد مین دیکھکر اس سے بھی زیادہ متعجب
تھا کہ جب مین نے اُسے طہران مین دیکھا تھا اور یہی اُسکا حال تھا۔
مین نے اس سے اپنی تاریخ اُسی قدر دُہرائی جتنی مین نے اسکو آگاہ
کرنے کے لیے ضروری سمجھی۔ اور اسنے پھر مجھسے اپنی سرگذشت بیان کی جو مفصلۂ ذیل ہی
مین طہران سے اس ارادے سے روانہ ہوا تھا کہ قسطنطنیہ مین اپنی تجارتی
چیزین فروخت کرون لیکن مین نے سُنا ہی کہ ایران اور ارض روم کے
درمیان قزاقی کا ایک بہت بڑا سانحہ پیش آیا ہی اس لیے ہنوز وہان کا ارادہ تو
ملتوی کردیا اور مین نے ایسے موقع پر یہی مناسب سمجھا کہ مین اپنے وطن مالوفہ
بغداد ہی مین ہوتا چلون جسمین کئی برس کے بعد یہان آنے کا اتفاق ہوا ہی مین نے
یہان آکر دیکھا کہ میرا لڑکا خاصہ جوان ہوگیا اور خوب اُسنے ہاتھ پیر نکالے ہین اچھا
مرد بنگیا۔ چونکہ مین مدت مدید سے غائب تھا تو یہان سمجھ لیا گیا تھا کہ مین مرگیا اسلیے
جو کچھ میری ملک تھی سب قانون شریعت کے موافق بہن بھائیون نے باہم تقسیم کرلی
اور قاعدے کے موافق میرا سوگ وا کیا۔ لیکن جب اُنھون نے اپنے باپ کو دیکھا
تو یہ نہین کہ وہ کچھ مُنھ سکیڑتے اور سر اطاعت خم نہ کرتے۔ نہین بلکہ اُنھون نے
کلام اللہ کی نصیحت کے موافق عمل کیا کیونکہ اسمین لکھا ہی اپنے والدین پر مہربانیان
کرو۔ اسنے اسی طرح سے اطاعت کی۔ مین نے اپنی بیوی کو بھی زندہ دیکھا اور
میری بیٹی جو بہت ہی چھوٹی تھی بیاہنے کے قابل جوان ہوگئی تھی۔
ان مختصر الفاظ مین اپنی ساری سرگذشت ختم کرکے وہ مجھپر پلیٹ پڑا اور

ذرا تیز طریقے سے جو اسکی ایک معمولی عادت تھی یہ کہا۔

حاجی میرے دوست تو یہ تو بتا کہ تو نے وہ جو شیطانی عورت میرے پلے باندھ دی اس سے تیرا کیا فائدہ ہوا۔ کیا تو نے یہی طہران میں سمجھا تھا کہ میں اس سے اپنا وقت کچھ پسندیدگی میں گذارونگا۔ اُس نمک کی قسم جو ہمنے تمنے برابر کھایا ہی کہ وہ چند دن جو مین نے اسکی ہمراہی مین گذارے ان تمام برسون سے زیادہ مصیبت ناک اور تکلیف دہ تھے جو مین نے ترکمانونکی قید مین گذارے تھے۔ کیا ایک پُرانے دوست سے پیش آنیکا یہی حق ہی جو تمنے کیا۔

مین نے اُسسے یقین دلایا کہ مجھے تو صرف یہ خیال تھا کہ کسی طرح سے آپ کے اوقات خوشی مین گذرین اور آپ ہی کی شادمانی مدنظر تھی۔ مین یہ سمجھا تھا کہ اس عورت نے شاہ ایران کے محل مین اپنا زمانہ بہت گذارا ہی تو وہ ضرور آپ کو دلچسپ دیگی اور یہ اُس شخص کی جان ہوگی جسنے اپنا زمانہ مدید اونٹون کی صحبت مین گذارا ہو۔

عثمان آغا۔ اونٹ۔ واقعی اگر اُس ڈائن سے مقابلہ کیا جاے تو اونٹ فرشتے ہین۔ یہ میرے لیے بہت ہی بہتر ہوتا کہ اگر تم اس کمبخت چڑیل کے بجاے ایک ونٹ سے بیاہ دیتے وہ غریب جانور کھڑا تو چپکا رہتا۔ کچھ بات تو نہ کرتا اور مجھے اپنا راستہ تو چلنے دیتا۔ یہ افعی کژدم عورت ہر وقت مجھے یہ کہا کرتی تھی اور اسنے میرا ناک مین دم کر دیا تھا کہ تم بہت بڑے عزت والے ہوا اور تمھاری توقیر بہت بڑھ گئی کیونکہ تمکو ایسی بیوی ملگئی ہی کہ جو شاہ ایران کی چاہیتی تھی۔

یہ کہکر اُس بوڑھے شخص نے اپنے دونون ہاتھ کلّون سے ملے اور افسوس کیا۔

اسکے بعد عثمان آغا نے یہ کہا کہ تم کچھ ان باتون کا خیال نہ کرنا خیر گذشت انچہ گذشت اب مجھے صرف تمھاری خوشی کا خیال ہی اور پھر بہت ہی عنایت اور اُلفت سے مجھ سے دریافت کیا کہ تم بہت خوشی سے جب تک کہ میرا قیام بغداد مین رہے میرے مکان پر ٹھہرو مین نے اسکو بہت ہی خوشی سے منظور کر لیا۔

ہماری یہ باتین جتنین بخارا کے تاجر کی دُکان کے پشت کے کمرے مین ہوئی تھین جب یہ ختم ہوچکین تو آغا پاس کے کافی گھر سے ایک پیالہ کافی کا لے آیا اور مجھے بطیب خاطر پینے کو کہا پھر مجھ سے کہنے لگا کہ چلو میرے بیٹے کی دُکان پر چلکر جو اسی بازار مین ہی اور یہان سے دو چار دروازہ پرے ہی قیام کرو - اسکے بیٹے کا نام سلیمان تھا - اپنے باپ کی غیر موجودگی مین اسنے کپڑے کی دوکان کرلی تھی اور اس سے اپنی زندگی بہت آسایش مین گذارتا تھا - اور یہ سوائے اوقات نماز پنجگانہ کے ہر وقت اپنی دُکان کے چھوٹے سے پلیٹ فارم پر بیٹھا رہا کرتا تھا - چارون طرف اُسکی تجارتی اشیا چُنی ہوئی تھین جو زیادہ تر دیوار سے لگی ہوئی اور چیسان الماریون مین چُنی ہوئی تھین - یہ ایک موٹا ٹھنگا اور چھوٹا سا آدمی تھا - گویا بالکل اپنے باپ کی صورت تھا جب اُسے معلوم ہوا کہ یہی حاجی بابا ہی تو اسنے میرا خیر مقدم کیا اور وہ حقہ جو وہ خود پی رہا تھا فوراً اسنے اپنے مُنھ سے لیکر میری طرف پھیر دیا - یہ گویا اصلی اُلفت اور محبت کا مقدمہ تھا جس سے مجھے امید ہوئی کہ مین اپنی چند روزہ اقامت بغداد مین بہت خوشی اور آرام سے گذارونگا - اور ان نیک اشخاص کی صحبت مین مجھے بہت ہی فرحت اور آسایش ملے گی - لیکن مین نے اینر یہ ظاہر کر دیا کہ مین آپ ہی پر دھنّا دے کر نہین پڑا ہون بلکہ میرے پاس پچانوے تمن ہین جنسے مین چاہتا ہون کہ تجارت مین ترقی کر لونگا - اور مین نے انسے یہ بھی کہا کہ مین نے بہت کچھ مصائب جھیلے ہین اور ٹھوکرین کھائی ہین اب چاہتا ہون کہ اپنی زندگی با آرام آزادی سے گذارون اور اپنی محنت سے روپیہ پیدا کرکے آسایش کے سامان بہم پہونچاؤن اکثر لوگون نے تھوڑے سے سرمایہ سے بہت کچھ اپنی دولت کو ترقی دی ہی - یہ سُنکر دونون باپ بیٹون نے پسند کیا اور عثمان آغا نے ایک فارسی کا شعر پڑھا جسکا یہ مطلب تھا - کہ جیسا ن سے پہلے صرف ایک قطرہ قطرہ ٹپکتا ہی اور

وہی جمع ہو کر سمندر ہو جاتا ہے

پھر مین اور عثمان آغا دونون آغا کے مکان پر گئے جو بازار سے بہت ہی کم دوری کے فاصلے پر واقع تھا۔

اٹھارھوان باب

حاجی بابا کا حقے کی نَے خریدنا اور اپنے پُرانے مالک کی لڑکی کا ایک مایوسانہ جوش چھاتی مین اُٹھنا

عثمان آغا کا مکان بہت ہی تنگ گلی مین واقع تھا اور یہان سے ایک شاہراہ کو راستہ نکل جاتا تھا جہان سے سیدھا آدمی ایک خاص بازار کی طرف بے تکلف چلا جائے۔ سامنے ہی دروازے پر جو نظر پڑی تو ایک کوڑے کرکٹ یا ملبے کا ڈھیر دیکھا اسپر بلی کے بچے کئی تازہ تازہ معلوم ہوتے تھے اور کچھ دور آگے چلکر دیکھا تو اور ہی کیفیت معلوم ہوئی کہ ایک خارشتی کتیا نے بچے دیے ہین انکی آوازین جسوقت ملکر نکلتی تھین تو بہ ہمین راستہ کاٹنا مشکل ہو گیا تھا۔

ان دونون کے بیچ مین میرے آقا عثمان آغا کے گھر کا دروازہ واقع تھا جسمین ہم داخل ہوے۔ اسمین بہت ہی چھوٹی عمارت بنی ہوئی تھی جسمین چند زدہ کمرے تھے۔ جو نہ صاف تھے اور نہ جنسے کچھ امیری برستی تھی۔ چونکہ میرے پاس سواے ایک چادر کے اور کچھ سامان تو تھا ہی نہین تو مین نے ایک کونے مین اپنا بستر جما لیا یہین آغا بھی سویا کرتا تھا۔

میری عثمان آغا نے بہت خاطر کی ایک رکابی مین کباب ایک مین چانول جسمین خُرمے اور پنیر پیاز بھی شامل تھی آگے لاکر رکھی۔ حرم مین یہ کھانا پکا تھا اسکی بیوی اور لڑکی نے بشمول لونڈی کے پکایا تھا۔ مین نے اِن مین سے کسی کو نہین دیکھا تھا

کیونکہ جب مین گھر پر پہونچا ہون تو اندھیرا ہو گیا تھا۔

علاوہ میرے اور اُسکے بیٹے کے عثمان آغا نے اپنا ایک ہم پیشہ بھائی بھی بُلایا تھا جو بھیڑ کے چمڑے کی تجارت کرتا تھا اور سفر بخارا مین اسکا بہت ہمدم رہا تھا اب تجارت پر باتین ہونے لگین جن سے مین بھی مطلق جاہل نہین تھا۔

چونکہ میرا خود ارادہ تھا کہ مین بھی اس میدان تجارت مین قدم زن ہون اسلیے مین نے بہت خوشی سے کان کھولکر انکی گفتگو گوش گذار کی۔

وہ بہت ہی گھبراہٹ سے اس مضمون مین گفتگو کرنے لگے اور تجارت کی ہر ایک شی پر گفتگو ہوئی۔ انکی گفتگو سے ایک سامع اتنا استنباط نکال سکتا ہو کہ دُنیا کے اختتام کا زمانہ بس ختم ہونے کو ہو کیونکہ وہان یہ گفتگو ہونے لگی کہ پیاری چیز کا مول قسطنطنیہ کے بازارون مین گر گیا۔ تو انھون نے مجھے اپنا روپیہ چمڑے کی خریداری مین تو لگانے سے روکا بلکہ اسکے عوض مین مجھے یہ صلاح دی کہ مین حقے کی نلیان خرید لون کیونکہ یہ مال ایسا نہین ہو کہ اگر جلدی نہ نکلے تو دیرماند ہو جاے۔ اور قسطنطنیہ کے بازارون مین اسکی قیمت بھی اچھی اُٹھ آئیگی۔

دعوت تو ختم ہو گئی جہمان چلے گئے اب مین بہت دل سے اور توجہ سے اس تجارت کیطرف متوجہ ہوا جو میرے لیے منتخب کی گئی تھی۔ اور مین نے اپنے خیال کا کل وزن اسی طرف جھونکدیا۔ سارے دن کونے مین بیٹھا ہوا مین یہ سوچا کیا کہ میرے تمنون کے پائپ کتنے آئینگے اور قسطنطنیہ مین وہ کس قیمت سے بکینگے اور مجھے کس قدر نفع ہوگا لیکن جب مجھے ایک نفع کثیر کی امید ہوئی کہ اسقدر دولت حاصل ہوگی بس پھر کیا ٹھکانا تھا خیالات وہ بلند پروازیان کرتے تھے کہ توبہ اور وہ وہ آرزوئین اور امیدین ہوئی تھین کہ جنکا کوئی ٹھکانا ہی نہین تھا۔

اس سوداگر کی راے جو سعدی سے جزیرہ کیش مین ملا تھا بالکل ایسے شخص کے مقابل

ہو سکتی ہی کہ جو مجھ ایسا ہو۔ چنانچہ مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ جب اسین مجھے پورم پور نفع ہو جائیگا تو مین سمرنا مین انجیر خریدونگا اور انکو یورپ مین فروخت کرنے کے لیے لیجاؤنگا۔ اور وہان سے نفع کثیر اٹھا کر اس روپیے سے ٹوپیان خریدونگا جنکو مین قاہرہ لیجاؤنگا۔ وہان انکو فروخت کر کے جب زر نقد پیدا ہو جائیگا تو اسکو بحفاظت رکھکر ابیسو تھیا چلا جاؤنگا اور وہان سے لونڈی غلام خرید کر کے مکہ شریف لیجا کر فروخت کرونگا۔ اور مکہ شریف سے مدینہ منورہ کی زیارت سے فیضیاب ہونگا۔ مکہ سے کافی فارس لیجاؤنگا جو بڑے نفع مین فروخت ہوگی اور اسکی بڑی قیمت اُٹھے گی اور پھر مین اپنے وطن مالوفہ مین آرام کرونگا یہان تک کہ مین دربار مین ایک اعلیٰ عہدہ خرید کرون جس عہدے سے مین شاہ شاہان کا وزیر اعظم بنجاؤن۔

اپنی بہتری کے اس قسم کے آئندہ خیالات کر کے اور اُنسے اپنے دلکو بہت ہی شاد اور خوش دیکھکر مین نے بہت ہی چالاکی اور مستعدی سے اپنی تجارتی اشیا کے پھیلانے مین کوشش کی۔ ایک پسندیدہ قاعدے کے موافق مین نے ایک لکڑی کاٹنے والے سے معاملہ کیا کہ جو لورا اور سنج ترائی کے پہاڑون پر جانے کو تھا کہ وہان جا کر وہ اپنی پسند کے موافق لکڑیان چھانٹ کر کٹوائے اور بغداد مین واپس ہو کر اُسے درست کر کرا کر قسطنطنیہ کے بازارون کے لیے تیار کرے۔

خیر یہ معاملہ تو سب طے ہو گیا۔ لیکن اس عرصے مین جسمین کہ مین لکڑی کاٹنے والے کی انتظاری کر رہا تھا مجھپر عجیب مرض نے حملہ کیا۔ جو اکثر بغدادیون کی دعوت کیا کرتا ہی اور اس مرض کا اختتام ایک ایسے پھوڑے پر ہوتا ہی جو خشک تو ہو جاتا ہی مگر اُسکا نشان بازنسبت جلد سے نہین جاتا۔ اب میرے حزن و ملال پر خیال کیجیے کہ داہنی رخسارے مین بیچون بیچ یہ پھوڑا نمودار ہوا لیجیے پہلے تو اسنے داڑھی کو چھدرا کیا اور پھر اسپر ایک غمناک نشان کر دیا اور میرے بہت سے پیارے داڑھی کے بالون کو برباد کر دیا اور اس جگہ کو جہان

یہ کمبخت نمودار ہوا تھا بہت ہی کھُر دھرا اور خراب کر دیا اب مین اپنی تقدیر سے کیا جنگ و جدل کرتا کیونکہ مین نے جگہ ہی اپنے رہنے کی خود ہی تجویز کی تھی۔ تو اُس کا تحفہ یہی سہی جسوقت کہ مین اسکا افسوس کر رہا تھا تو ایک عقلمند شخص نے بہت ہی اچھا کہا کہ تمھین اسکا اتنا ناحق خیال ہو جب بغداد مین اکثر چہرون پر دکھائی دیتا ہو اور اسکے علاوہ مین اپنی ڈھارس اس بات سے اور بھی بندھواتا تھا کہ عثمان آغا کے چہرے پر بھی کئی جگہ اسی پھوڑے کا داغ تھا جب اسنے یہ داغ میرے چہرے پر دیکھا تو غم و افسوس کرنے کے بجاے وہ مجھے خوش معلوم ہوا۔

عثمان آغا۔ حاجی اگر تمھین اپنی تمام زندگی مین اس سے زیادہ کبھی تکلیف نہین ہوئی جب بھی اسکو خدا کی بہت بڑی رحمت خیال کرو کہ اگرچہ تمھارے چہرے کا ایک رخ بدصورت ہو گیا مگر دوسرا تو ابھی درست ہو۔ کیونکہ اگر ایک کلے پر سیاہ داغ ہو گیا این ہم غنیمت است کہ دوسرا تو صحیح و سالم موجود ہو۔

مین نے اپنے دل مین کہا افسوس خوبصورت شخص کو بدصورت آدمی نہین دیکھ سکتا جیسے بد نیک کی برداشت نہین کر سکتا۔ شہری اور دیسی کُتے شکاری کتون کو دیکھتے ہی دور سے بھونکتے ہین مگر کیا مقدور ہو جو پاس آسکین۔ یہی بدصورتون اور بدسرشتون کا خوبصورتون اور نیکون کے ساتھ مین حال ہو۔ باوجودیکہ میرے رخسارے پر ایسا بدنما داغ ہو گیا تھا کہ مین خود اپنی طبیعت مین جھینپتا تھا۔ لیکن پھر بھی اس بدصورتی پر میرے آغا کی لڑکی مجھپر عاشق ہوئی اور میری محبت نے اُسکے دل پر وہ اثر کیا کہ اُسنے بڑے بڑے چلترون سے مجھے یہ دکھایا کہ مین تجھپر مرتی ہون۔ اس پری کا نام دل آرام تھا دل آرام اور اُسکی مان دونون اس پھوڑے کا علاج جانتی تھین اور انھون نے میرے پھوڑے کا بھی معالجہ کیا تھا۔

میرا پھوڑا اور دل آرام کی محبت ایک ہی وقت مین بڑھنی شروع ہوئی تھی اور

انکی ترقی گویا دو طرفی تھی۔ اور اسی وقت مین جب دلارام کی اُلفت حد درجے پر ترقی کر گئی تھی پھوڑے کی تکلیف بھی بہت ہی زیادہ تھی۔ مجھپر اسکی محبت نے کچھ بھی اثر نہین ڈالا تھا۔ نہ مین اسپر اصلا فریفتہ تھا کیونکہ اسکی اور اسکے باپ بغدادی اونٹ کی ایک صورت تھی جون ہی میری نگاہ اسپر پڑی مجھے وہ صورت ایسی زبون معلوم ہوئی کہ میری طبیعت اور بھی خراب ہو گئی۔

جسوقت کاروان کے قسطنطنیہ روانہ ہونے کا موسم آیا تو بہت ہی تخفیف ہو گئی تھی اور دوسرے یہ بھی بہت بڑا فضل تھا کہ میری اُس سے طبیعت نہ لگی تھی۔ میری تمام حقے کی نلیون اور نیچون کے پیکیٹ مناسب بنڈلون مین احسن طریقے سے بندھ گئے تھے۔ میرا معاملہ قرضخواہون سے طے ہو گیا تھا۔ پوشاک وغیرہ سب تیار تھی۔ اور جب مین نے یہ سنا تو بہت ہی خوش ہوا کہ جب دو سیارے باہم آکر ملین گے تو کاروان قسطنطنیہ روانہ ہو گا۔ مگر بیچاری دلآرام بہت ہی مایوسانہ نظرون سے میری طرف نگران تھی اور بہت ہی حسرت بھری نگاہون سے مجھے دیکھتی تھی کہ اب میرا وہ دلبر چلا جو میرے کلیجے کی تسکین اور قلب کا آرام تھا۔

اُنیسوان[۱۹] باب

حاجی بابا کا تاجر بننا۔ اور بغداد سے کاروان کے ساتھ قسطنطنیہ روانہ ہونا

جب ہم بغداد سے روانہ ہوئے ہین تو بہت ہی سنتی صبح تھی مین اپنے لدے ہوئے اسباب پر بیٹھا ہوا تھا اور میرے بیگ۔ میرے اردگرد تھے مین نے بہت ہی خوشی سے خچرون کی گھنٹیون کی آواز کو سُنا اور مین نے اپنے کو بھی ایک قلیل البضاعت کا تاجر خیال کیا۔

میرے مخصوص ساتھیون مین عثمان آغا اور اسکا وہی ساتھی جسکا ذکر مین نے

دعوت مین کیا تھا اور جو بھیڑ کے چمڑے کا ذکر کرتا تھا - اور اسی طرح سے ایک یا دو بغداد کے تاجر تھے - انکے علاوہ میرے ملکی تجار کثرت سے تھے جو ایران کے مختلف حصص کے رہنے والے تھے سب صرف تجارت ہی کے لیے قسطنطنیہ جاتے تھے جنسے کم زیادہ میری واقفیت تھی - جو کچھ افسر العلما سے میرا معاملہ ہوا تھا وہ خوب روشن ہوگیا تھا اور سب مین پھیل گیا تھا - لیکن میری شکل تو پوشاک اور کلّے پر داغ سے ایسی بدل گئی تھی کہ مین بالکل بغدادی معلوم ہوتا تھا - اور اب میرا وہ چہرہ مُہرہ ہوگیا تھا کہ ایرانی تو مجھے کوئی بھی نہین کہہ سکتا تھا -

مین اپنے ناظرین کو ترکی حدود کے سفر کا حال سنا کر تو تصدیعہ نہ دونگا کیونکہ تمام راستہ وہی تذاقون کی شکایت - خچر والون کا تکرار کرنا - کاروانسراؤن مین لڑائی دنگا غرض یہ ایک معمولی صورتین ہین جو پیش آتی ہین - یہی کہنا کافی ہوگا کہ ہم بحفاظت تمام اور صحیح و سالم قسطنطنیہ پہونچ گئے - لیکن جو کچھ مین نے قسطنطنیہ مین دیکھا ہے اُسکو ہرگز فرو گذاشت نہ کرونگا -

مین ایک ایرانی اور ایک اصفہانی تھا ہمیشہ اپنے شہر اصفہان کو دُنیا مین سب سے بہتر گنا کرتا تھا - یہ کبھی میرے خیال ہی مین نہین آیا تھا کہ اور بھی اس سے بہتر کوئی شہر دُنیا مین ہے کہ مین اپنے شہر سے مقابلہ کرون بلکہ اس سے بھی کچھ کم درجے کا سمجھون - لیکن جب مین نے قسطنطنیہ کو دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ ایران کا کوئی شہر بھی اسکی برابری اور مقابلہ نہین کر سکتا -

اوّل ہی مجھے اس تر و تازہ اور پُر تکلف شہر کو دیکھ کر تعجب کے ساتھ پژمردگی ہوئی میری نظرون مین تو ہمیشہ سے اصفہان کی شاہی مسجد جو بڑی مربع زمین مین بنی ہوئی ہے سما رہی تھی لیکن یہان اس سے بدرجہا عمدہ صدہا نظر آئین - ہر مسجد اپنی خوبصورتی اور شان و شوکت مین دوسری مسجد کو مات کرتی تھی - مین نے تو

کبھی نہین خیال کیا تھا کہ اصفہان سے زیادہ کشادہ بھی کوئی شہر دُنیا مین ہوگا
مگر یہان وہ خیال باطل ثابت ہوا یہان تو یہ حال تھا کہ جہان نظر پڑتی تھی چٹانون
پر اور پہاڑیون مین کثرت سے بیشمار عمارتین ہی عمارتین ٹھی پڑی تھین اگر صفہان
کو نصف دُنیا کہو تو قسطنطنیہ پوری دُنیا تھی۔ قسطنطنیہ کہ جو شہرون مین ایک گوہر تھا
تھا ہر طرح سے اصفہان پر فوقیت رکھتا تھا۔ کیونکہ قدرتی یہ مختلف دریاؤن کے کنارے
پر آکر واقع ہوا تھا۔ اور شہر کی چارون طرف بل مارتا ہوا در. یا ہی دریا معلوم ہوتا
تھا۔ بجاے ناہموار پہاڑون اور چٹانون کے فاس فورس جیسے دریا بہتے تھے۔ اسکی
خوبی اسکی وسعت سے بھی بڑھی ہوئی تھی لیکن مجھے کہان ٹھہرنا زیبا ہوگا جہان سے
مین ان حرکت زدہ چیزون کو بخوبی ملاحظہ کرسکون جو میری توجہ اور دھیان کو جبراً
کھینچے لیتی ہین۔ ہزارون بڑے بڑے بوٹ مختلف شکل اور قد کے آنکھون کے سامنے
گردش کنان رہتے تھے اور صدہا جہازات جنکی وسعت ایک ایک جنگل سے کم نہین تھی
ترکون کی عظمت اور جاہ وجلال کو دکھاتے تھے۔

مین۔(اُن لوگون کی طرف مخاطب ہوکر جو میرے اردگرد تھے) یہ تو جنت ہی مین تو
اسے مرتے دم تک بھی نہین چھوڑونگا۔ لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ اس شہر پر حکمران وہ
لوگ ہین جو حد سے زیادہ مکروہ ہین اور ملحد ہین تو مجھے بڑا تعجب آیا کہ انکو ایسے نایاب
اور نفیس مقام کو کس نے آرام اور آسائش کرنے کے لیے دے رکھا ہی ذرا جیب تفکر مین سر
جُھکایا اور یہ لاینحل عقدہ بھی حل ہوگیا۔ کہ انھین یہ پسندیدہ مقام صرف اسلیے ملا ہی
کہ یہ وہ خوف اور ہنگامہ برداشت کرینگے جو انکے لیے آیندہ تیار ہو رہا ہی۔

جب راہداری وغیرہ کے امتحان سے نجات ہوئی تو ہم اسکیترائی بوٹ مین بیٹھکر
روانہ ہوئے اور قسطنطنیہ پر ہوتے ہوے ایک کاروانسرا مین مقیم ہوے اور وہین اپنی
تجارتی اشیا کو بھی لیجا کر رکھا۔ یہ کاروانسرا ایرانی تجار کے لیے مخصوص تھی اور جو خاص

خاص بازارون اور شہر کے وسط مین واقع تھی۔

جب مین نے دیکھا کہ مین ایک عظیم الشان آبادی مین ہون جہان لوگ شاہراہون مین گشت لگاتے پھرتے ہین تو بے شبہہ مین نے ان مین اپنے کو ایک نہایت ہی قلیل اور خفیف شخصیت کا دیکھا۔

جب مین نے دیکھا کہ دُکانین کسقدر قیمتی مال و متاع سے پُر ہین جس شخص کو دیکھو نہایت قیمتی پوشاک زیب تن کیے ہوے ہی۔ جدھر نظر ڈالو آغا اور لارڈ ہی معلوم ہونگے جنکی رانون کے نیچے وہ وہ قیمتی اور نایاب اژدہا پیکر گھوڑے کہ دیکھ کر عقل دنگ ہوتی ہی مجھے یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی اور مین نے اپنے دل مین خیال کیا بھلا کہان قسطنطنیہ اور اُسکی شان و شوکت اور کہان ایران اور اُسکی فلاکت۔

مین نے عثمان آغا کی شرکت مین کاروانسرا مین ایک کمرہ کرایہ پر لیا اور وہان اپنی تجارتی اشیا لیجا کر رکھین۔

مین نے تو یہ ترکیب کی کہ دن کو اپنے تمام نیچے اور گٹے جو مین لے گیا تھا پلیٹ فارم پر بہت ہی ترتیب سے لگاے چونکہ میری ترتیب اچھی تھی مین نے فروخت کرنا شروع کیا اس کثرت سے بکا کہ مجھے دُگنا تگنا نفع ہوا۔ جب مین نے اپنی جیب مین ذرا زر منافع کھنکتا ہوا دیکھا تو آرایش اور آرام طلبی کی سوجھی۔ مین نے اپنی پوشاک کے حسن کو اور بھی زیادہ کیا۔ مین نے اپنی کمر سے لپٹنے کا نہایت ہی نفیس اور فوق البھڑک شال لیا میری وہ تھیلی جسمین تما کو رہتا تھا ریشم کی بنی جسپر سلمے ستارے کا جگمگاتا کام ہو رہا تھا۔ میری سلیپر زرد رنگ کی روش تھی اور میری کمر مین ایک قیمتی چھُری بھی گھُرسی گئی۔ اخراجات کی تحریص دینے والی چیزین مجھے چارون طرف سے گھیرے ہوے تھین۔ مین دل مین یہی خیال کرتا تھا کہ اس دنیا مین کچھ عیش سے زندگی گزارنا ہی قیمتی چیز ہی۔

وز ماندہ وز گذشتہ کم یاد کنیم		آن بہ کہ ز جام بادہ دل شاد کنیم
یک لحظہ ز بند عقل آزاد کنیم		دین عاریتی روان زندانی را

اسقدر مقامات بے شمار کثرت سے تھے کہ جہان ہزارون آدمی جمع ہوتے تھے مختلف قہوہ خانون مین جانے سے مین اپنے کو باز نہ رکھ سکا۔ جہان بنچون پر چبوتر مسند اور گاؤ تکیہ لگا ہوا تھا مین بیٹھکر اس شان سے اپنا پائپ قہوہ پیتا تھا کہ جیسے بڑا امیر کبیر پیتا ہی۔

چونکہ ایران مین مجھپر طرح طرح کی مصیبتین گذری تھین اور مین نے اپنے ملکی بھائیون سے بہت ہی بے آرامی پائی تھی اس لیے اُن سے نفرت ہوگئی تھی اور اب مین اُنپر بھروسہ نہ کرتا تھا۔ جب میری ترکون سے ملاقات اور واقفیت ہوگئی تو مین انسے بہت ہی پرہیز کرتا تھا۔

میرے ملک والے ایرانی کچھ ایسے پیٹ کے ہلکے اور کینہ ور ہین کہ لوگون کے سامنے میری اصلی حالت کھدی کہ یہ فلان شخص ہی اور فلان ہی تاکہ مین ان لوگون کی آنکھون سے گرجاؤن اور وہ میری توقیر نہ کرین۔ مگر مین انکے ساتھ اچھا ہی برتاؤ کرتا تھا۔ جب میری اور اُنکی تجارت کا مقابلہ ہوا تو بہت ہی فرق تھا تو پھر اُنھون نے مجھ سے کچھ مزاحمت نہ کی اور مجھے بخش دیا۔

اب مین نے عام مجمعون مین اپنے کو بغداد کا دولتمند تاجر مشہور کرنا شروع کیا مگر اُس داغ نے جس نے مجھے بہت ہی تکلیف دی تھی اسوقت بہت کام آیا اور سب نے مجھے زیادہ تر اُسکے سبب سے بغدادی تاجر مان لیا۔ ترکون کو دھوکا دینا کچھ بھی مشکل نہین تھا۔ صرف اپنی ظاہری صورت بنانی کافی ہی۔ اُنکے طریق اور وضع اور عادات مین انکی خموشی۔ متانت۔ استقلال۔ منزلت۔ انکا آہستہ آہستہ قدم اُٹھانا۔ غرض مین نے تھوڑے ہی وقت مین انکے سے طرق اور طرز معاشرت اختیار کرکے

اُنکو خوب گانٹھ لیا اور اُن سے سلسلۂ اتحاد یہ خاصہ بڑھ گیا۔

ابتو شب و روز یہ کیفیت ہوگئی کہ صدائے اللہ ہو بلند ہی۔ اور تسبیح پھر رہی ہی اور اسی حالت مین مین قہوہ خانون مین جاتا تھا۔ اور اکثر مجھپر لوگون کی توجہ مائل ہوتی تھی۔ یہان تک کہ قہوہ خانے کا مالک میرے لیے اپنے ہاتھ سے قہوہ بناتا تھا۔ اور جہان اُسنے میری صورت دیکھی اور یہ کہنے لگا میرے آغا میرے سلطان بڑی آمدنت باعث آبادئی ما۔

میرا مجھ ایسا اخر ہوگیا اور میری اس شکل نے لوگون کو میرا ایسا معتقد بنا دیا تھا کہ جہان قہوہ خانے مین گھوڑون۔ کتون۔ ہتھیارون۔ تماکو پر جھگڑہ ہونے لگتا اور کچھ بحث آکر واقع ہوتی تو مین منصف قرار دیا جاتا تھا جو کچھ مین فیصلہ کر دیتا وہ فریقین تسلیم کر لیتے اور پھر جھگڑا مٹ جاتا۔

بیسوان باب

حاجی بابا کا ایک امیر کی بیوہ کو ہتھے پر چڑھانا۔ پہلے اس سے خوف کرنا مگر آخر بہت ہی خوشی مین پھولنا

کچھ مدت تک میرا وقت یون ہی صرف ہوا۔ مین جسوقت کہ قہوہ خانے سے شام کو گھر جاتا تھا تو مجھے ایک دفعہ یہ اتفاق ہوا کہ مین نے متواتر ایک بڑھیا عورت کو شاہراہ کے کونے پر کھڑا ہوا دیکھا۔ یہ عورت ہمیشہ ٹکٹکی باندھکر خوب غور سے میری طرف دیکھتی تھی اسکی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ مجھسے کچھ کہنا چاہتی ہی میرے دکان کے بائین مین کھڑے ہوکر کھڑکیون کی طرف بہت دیر تک نظر کرتی تھی۔

پہلے پہل تو مین اس سے بہت ہی مشکل سے خبردار ہوا کیونکہ شاہراہ کے کونے مین ایک بڑھیا عورت کا کھڑا ہونا اس قابل نہین ہی کہ کسی کا دھیان اسطرف پھرے۔

دوسری دفعہ مین بہت چونکا۔ تیسری بار مجھے سخت تعجب ہوا۔ چوتھی شام کو مین نے یہ ارادہ کر لیا اگر آج وہ بڑھیا ملگئی تو اُس سے ضرور دریافت کرونگا کہ اسکے کیا معنی ہین اگر تجھے مجھ سے کچھ کام ہی تو کہتی کیون نہین۔ اور دنون سے مین نے اُس دن بہت ہی اچھی پوشاک پہنی کیونکہ مجھے یہ خیال تھا کہ میری خوش منظری کے ضمن مین میری نیک اختری بھی شامل ہی۔ اور یہی خوش منظری گویا میری نیک اختری کی محافظ ہی۔ مین نے قہوہ خانہ سے پھرتے وقت اس بعید الفہم مخفی بڑھیا کی طرف آہستہ آہستہ قدم اُٹھایا۔ مین اسکی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھنے ہی کو تھا اور مین شاہراہ کے زاویے مڑا ہی تھا کہ مین نے سامنے کے مکان کی کھڑکیون سے چلمن اُٹھی ہوئی دیکھی اور پھر جو نظر کی تو ایک ماہرو نے اپنا بے نقاب چہرہ اسمین سے نکالا۔ مجھے اُسکی ادا اور حُسن بھا گیا۔ ایک گلاب کا پھول اُسکے ہاتھ مین تھا۔ جون ہی میری اُسکی چار نگاہین ہوئین اُسنے وہ پھول مجھے دکھایا پھر اپنے سینے پر رکھا اور بعد ازان میری طرف پھینکدیا بس وہ پھر چلمنین اور پردے پڑ گئے اور وہ غائب ہوگئی۔ مین مُنھ کھُلا کا کھُلا اور اوپر دیکھتا کا دیکھتا رہگیا مگر پھر مین نے دیکھا کہ اس بڑھیا عورت نے بہت آہستگی سے پھول کو اُٹھایا اور میرے آگے لائی اُسوقت میری نگاہین اس بڑھیا پر جھپٹے ہی تھین۔

مین۔ از برائے خدا یہ کیا معاملہ ہی۔ کیا اس سرزمین پر جن اور پریان بستی ہین۔

بڑھیا۔ تم ایسے اناڑی ہو کہ تمھین یہ بھی نہین معلوم کہ اس پھول سے کیا غرض ہی تمھاری داڑھی تو خاصی بڑی ہی تم بچہ تو ہو نہین تمھاری پوشاک سے معلوم ہوتا ہی کہ تمنے سفر بھی کیا ہی۔ مگر تمھارا سفر محض بیکار رہا جس سے تمھین اتنا نہین معلوم ہوا کہ جب ایک بیگم تمھاری طرف پھول پھینکے تو اس سے کیا غرض ہوتی ہی۔

مین۔ یہ تو مین آپ کی ترکی سمجھ گیا کہ پھول سے یہ غرض ہی لیکن ساتھ ہی اسکے میری لانبی داڑھی نے مجھے یہ بتادیا ہی کہ ایسی صورتین خطرہ خیز ہوتی ہین اور ایسے موقعون

پر سر دھڑ پر سے ندارد ہو جاتے ہین۔
بڑھیا۔ ڈر کس کا ہی اور ڈر چیز ہی کیا ہی۔ پاک اور مقدس حضرت محمدؐ کی قسم کہ ہم بالکل صاف ہین اگر تم ہمین نامسموع کرو گے تو یہ تمھاری بد قسمتی ہی۔ تم کیا گدھے ہو کہ صرف سایہ سے بھڑکتے ہو اور اس سے تمھین اس قدر خوف ہین۔
مین۔ اچھا تم مجھے یہ بتاؤ کہ جنکو مین نے ابھی دیکھا ہی یہ کونسی بیگم ہین۔ اور اب مین کیا کرون۔
بڑھیا۔ اس قدر جلدی نہ کرو۔ آج کی رات کچھ نہین ہو سکتا تمھین ذرا صبر کرنا چاہیے یہ وقت اور مقام اسوقت آسایش اور آرام کا نہین ہی کل دوپہر کو تم مجھے ایوب کی درگاہ مین ملو اسوقت جن باتون کو تم جاننا چاہتے ہو تمھین وہان سب معلوم ہو جائینگی مین قبر کے پائین مین تمھارے داہنے ہاتھ پر بیٹھونگی اور تم مجھے اس امتیاز سے پہچان لینا کہ میرے بائین کاندھے پر سرخ رو شال پڑا ہوا ہوگا۔ جاؤ اور اللہ تمھارے ساتھ ہو۔
یہ کہکر وہ چلی گئی اور مین اپنے مقام قیام کاروانسرا مین آیا اور اپنے کمرے مین بیٹھکر سوچنے لگا کہ یہ معاملہ کیا ہی اور اسکا انجام کیا ہوگا۔ گو یہ تو مین بخوبی جانتا تھا کہ اس مین کچھ نہ کچھ میری بہتری کی صورت نکلے گی لیکن ساتھ ہی اسکے مجھے ترکی خاوندون کے سخت حسد سے بھی تو خوف لگتا ہی۔ کہ اگر خبر ہو گئی تو غضب ہی برپا ہو جائیگا۔ زینب اور اسکا گنبد۔ مریم اور اسکا یوسف۔ دلارام اور اُسکا پھوڑا یہ سب میرے دل مین گذرتے تھے۔ اور بد نصیب عشاق کے نمونے ہو کر میری آنکھون کے آگے گردش کرتے تھے جو خواہش اور آرزو اس سرگذشت کے دریی ہونے کے لیے پیدا ہوتی وہ ان خیالات سے کہ عشق کا نتیجہ بُرا ہوتا ہی افسردہ پڑی جاتی تھی۔ مگر میرا خون ابھی تک جوان اور گرم تھا اور وہ ایسا کافی تھا کہ میرے قدمون کو خود بخود آگے کی طرف اُٹھائے۔ گو میرا آگے بڑھنے کا ارادہ بہت ہی چاردناچاری سے ہوا تھا۔

بیگم ہی پر قناعت کی اور وہ یہ سمجھ گیا کہ دلی آرزوئین اسی سے پوری ہونگی اور گھرداری کی کیفیت بھی مین اسی سے اُٹھاؤن گا۔ اسکے مقابل مین ہماری بیگم نے بھی ہمیشہ اُسکا دل ہاتھ مین ہی رکھا اور کبھی اسکا دل آزردہ ہونے دیا۔ غرضکہ وہ بہت ہی خوش قسمت تھا کہ اُسکو میری بیگم جیسی شریف خلیق فرمابردار بیگم ملی صرف ایک بات مین باہم کچھ ناچاقی سی رہتی تھی اور جو امیر کبیر کی موت کا بھی سبب ہوئی۔ جو ابھی واقع ہوئی ہی۔ ہماری بیگم تو اُن سموسون کو پسند کرتی تھین جو بالائی کے بنے ہوے ہوتے تھے اور اُسکو ہمیشہ پنیر کے بنے ہوے بھاتے تھے صرف اتنی سی بات پر جہان وہ کھانا کھانے بیٹھے اور جھگڑا ہونا شروع ہوا یہ جھگڑا برابر پانچ برس سے ہوتا ہوا چلا آتا تھا کوئی دن ناغا نہین جاتا تھا۔ ایک دن اس بوڑھے شخص نے اپنی چاہیتی خوراک بہت کھالی اس سے اُسکو سوہضمی ہوئی اور وہ اسی مین مرگیا۔ وہ اسے مرتے وقت اپنی جائداد کا ۱/۴ حصہ اسلامی قانون کے بموجب اپنی بیوی شکرلب کو دے مرا ہی وہ گھر ہی جس مین تمنے اسے بیٹھا ہوا دیکھا تھا۔ اسباب ہی۔ غلام ہین غرض جسقدر کہ شریعت کے موافق اُسکے حصے مین آیا ہی وہ بیوہ کی ڈھارس بندھوانے کے لیے کافی ہی۔

اپنے بچپن حسن۔ اور دولت کے سبب سے یہ تو تم یقین ہی کرنا کہ وہ بغیر مداح ساتھیون کے نہین رہ سکتی یعنی ملح سرا ضرور رہی اُسکے شباب اور حسن۔ دولت کو دیکھکر پیدا ہو جاتے ہین مگر میری بیگم اپنی ہم عمرون مین بہت ہی عقلمند اور دوراندیش ہی صرف اُسکی یہ مرضی ہی کہ جو اُسے پسند آجاے اُس سے وہ شادی کرلے جس سے نہ بدنامی ہوگی اور نہ کوئی عیش مین خلل انداز ہو سکے گا۔

چونکہ اس کا مکان بہت ہی نامآور مشہور قہوہ خانے کے پاس ہی اس لیے اُسے جھلملیون مین سے اُن لوگون کو نظر کرنے کا بہت ہی اچھا موقع ملتا ہی جو کثرت سے اُس مین آتے جاتے ہین۔ تو مین تم سے بے لاگ لپیٹ کے کہتی ہون کہ اس نے تمھین

مقررہ دن کی دوپہر کو مین نے ایمانداری سے اپنا وعدہ ایفا کیا مین نے سبز مقبرے کی طرف رخ کیا جو میرے داہنے ہاتھ کی طرف واقع تھا۔ وہان مین نے اس بڑھیا عورت کو بائین کاندھے پر شال ڈالے ہوے دیکھا۔ ہم نے سڑک کو چھوڑ دیا اور ایک تنہا مقام مین شمشاد کے درختون کے نیچے جو مقبرے ہی مین لگے ہوے تھے زمین پر جا بیٹھے یہان سے خوبصورت اور عظیم الشان قسطنطنیہ کا بندرگاہ دکھائی دے رہا تھا۔ ہمنے بہت آہستگی مین معاملہ کی گفتگو شروع کی۔

پہلے اس بڑھیا عورت نے میرے حفظ سخن کی بہت ہی تعریف کی اور پھر اسنے مجھے یقین دلایا کہ جو معاملہ تجویز ہوا ہے اسمین کسی قسم کی بھی خطرے کی بات نہین ہے پہلے اُس بڑھیا عورت نے عمر پر ہرزہ درائی کرنی شروع کی اور بھی اسکے علاوہ جو باتین کین وہ کچھ زیادہ مطلب خیز نہین تھین مین نے جوان باتون پر خیال کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اور کچھ نہین صرف یہ میرے نیچون اور گھٹون کا نفع کم کرائیگی مین نے مجبور ہو کر اسکی اس یاوہ گوئی کی بڑھتی کین ڈوری کو توڑ دکا اور اُس سے یکایک یہ درخواست کی کہ جس بیگم کو مین نے کھڑکی مین سے دیکھا تھا مجھ سے تو اُسکی تاریخ بیان کرو۔

جب یہ اپنی رام کہانی گا چکی تو اس بیگم کا حال یون بیان کرنے لگی۔

وہ بیگم جو تم نے کھڑکی مین دیکھی ہے اور جسکی مین خادمہ ہون یہ ایک دولتمند تاجر کی لڑکی ہے جس کے اسکے علاوہ اور بھی دو بیٹے ہین۔ اس کے باپ کا بہت زمانہ نہین گذرا کہ انتقال ہوگیا۔ اسکے دو بیٹون نے اسکا کاروبار سنبھال لیا اور اب وہ بھی بہت بڑے تاجر ہین جو یہین رہتے ہین۔ میری بیگم جسکا نام شکر لب ہے اُٹھتی ہوئی نوجوانی کی حالت مین ایک بوڑھے سے بیاہی گئی تھی مگر یہ شخص دولتمند بہت تھا اور بہت ہی امیر کبیر مشہور تھا جسکی صرف یہی ایک بیوی تھی کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر کئی بیویان کرونگا تو رات دن مجھکا فضیحتی رہیگی۔ اور گھر دوزخ بنجائیگا۔ اسلیے اسنے صرف میری

ان تمام لوگون مین ممتاز سمجھا ہی اور تمھین وہ بہت ہی جوان رعنا خیال کرتی ہی۔ جس قدر کہ اب تک اُسکی نظر پڑے ہین سب مین تمھارا اول نمبر ہی۔ میرا بھائی۔ (یعنی بڑھیا کا بھائی) اس قہوہ خانے کا مالک ہی اور چونکہ اکثر بار تمھین دیکھنے کے مواقع پڑے اس لیے مین نے اس سے کہہ دیا تھا کہ ذرا تم اس شخص کی حالت دریافت کرنا کہ یہ کون ہی اور کیا پیشہ کرتا ہی اور اسکی طرز معاشرت کیسی ہی۔ اسنے جو کچھ تمھاری نسبت بیان کیا اُس سے ہماری بیگم بہت ہی شادمان ہوئی اب ہمارا ارادہ ہوا کہ تم سے تعارف پیدا کرین۔ تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ ہم کس طرح سے کامیاب ہوے ہین اور تم خود انصاف کرلو کہ آیا مین نے ایک قابل خدمت ادا کی ہی یا نہین۔

جب اس بڑھیا عورت نے مجھ سے باتین کرنی شروع کی تھین تو مین اُسکی گفتگو سے یہ نتیجہ جو اُسنے اب نکالا ہی ہرگز نہ سمجھا تھا۔ مین نے اپنے کو ان لوگون مین شمار کیا جو ایسے وقت مین قتل کیے جانے سے نجات پاتے ہین کہ اُنپر فتوۂ قتل دیدیا جاتا ہی مین نے بجاے ان مصائب و تکالیف اور جانون کے ہلاکت مین ڈالنے کے کہ جو ترکی حرم سراؤن مین ہوتی ہین اپنے آگے دولت۔ آرام عیش و عشرت کا ملاحظہ کیا۔ رحمت ہو تجھپر اے میرے ستارے کہ آخرکار مین اپنی مراد کو پہونچ گیا۔ مین نے جب یہ گفتگو سُنی تو کچھ ایسا از خود رفتہ ہو گیا کہ بے لگاؤ جملے اُس سے کہنے شروع کیے۔ مین نے اس بیگم کی محبت کا دامی اظہار کیا اور اُس سے اقرار کیا کہ اگر یہ معاملہ ہو جائیگا تو مین تمھین معقول معاوضہ اسکا دونگا۔

بڑھیا۔ صرف ایک بات اور رہگئی ہی جسکی نسبت میری بیگم کا یہ حکم ہی کہ پہلے اسکے کہ تم اسکے پاس چلو وہ دریافت ہو جائے اور وہ یہ ہی کہ تم اپنی دولت اور عالیخاندانی کی نسبت بیان کرو۔ تمھین یہ بھی معلوم رہے کہ اُسکے بھائی بہت ہی مغرور ہین اگر اُنکی بہن نے کسی ایسے ویسے سے نکاح کرلیا تو وہ اُسے بہت ہی نفرت کی نگاہ سے دیکھینگے اور بہت درشتی اور خشونت سے اُسکے ساتھ پیش آئینگے۔ اگر وہ اُسے

اُسکے خاوند کے ساتھ برطرف نہ کر سکین گے۔ مگر بُری طرح سے تو پیش آئینگے۔

گو مین اس جواب دینے کے لیے تیار نہین تھا لیکن جب مجھپر اس سوال کے جواب دینے کا بوجھ آکر واقع ہوا تو مین نے بغیر سوچے یہ جواب دیا۔ خاندان خاندان کی تم کہتی ہو۔ ایسا کون شخص ہی کہ جو حاجی بابا کو نہین جانتا۔ یمن سے عراق اور دریاے ہند سے کاسپین سے بحر اسود تک پوچھ جاؤ ہر فرد بشر مجھسے واقف ہو گا۔

بُڑھیا۔ تمھارا باپ کون تھا۔

مین۔ (کچھ دیر توقف کر کے) وہ بہت بڑا طاقت و عزت والا تھا بہت سے سر اُسکے انگوٹھے کے نیچے تھے۔ میرا باپ وہ تھا جو نہ صرف وہابیون بلکہ نیز اُنکے سردار کی بھی بے مغزی سے داڑھیان پکڑتا تھا۔

اسوقت بُڑھیا بہت غور سے جو کچھ مین کہ رہا تھا گوش گذار کر رہی تھی اس لیے مجھے اپنا نسب نامہ ترتیب دینے کا بہت کافی وقت ملا۔ اور مین نے خوب اپنے دلمین گڑھکر اس سے یون کہنا شروع کیا۔

اگر تمھاری بیگم صاحبہ اعلیٰ خون چاہتی ہین تو وہ میری طرف نگاہ کرین۔ تم اپنی بیگم کو یہ یقین دلواؤ کہ وہ یا اُنکے بھائی چاہے جیسے بڑھے چڑھے اور عالی نسب ہون۔ لیکن مجھسے کسی طرح فوقیت نہین حاصل کر سکتے۔ میری رگون مین عرب کا خون ہی اور وہ بھی بہت ہی پاک صاف۔ میرا جد منصوری عرب تھا جسکو بعض عراق کی سرسبز چراگاہون مین شاہ اسمٰعیل دائی فارس نے لاکر بسایا تھا جہان اب تک وہ بستے ہین۔ میرا جد امجد قطیر بن خر بن اسپ بن المیدان قریش کے خاندان مین سے تھا جو ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہین جس صادق اور مقدس نبی سے تمام خون اسلام برآمد ہوتا ہی۔

بُڑھیا۔ اللہ۔ اللہ بس بس کافی کافی۔ اگر واقعی یہی امر ہی اور آپ ایسے ہی عالی خاندان ہین تو پھر ہماری بیگم صاحبہ کو اور چاہیئے ہی کیا۔ اور اگر تمھاری دولت بھی

عالی خاندانی کے ساوی ہی تو پھر کیا کہنا ہم تو بالکل مطئین ہو جائینگے۔

مین میری دولت کی لنسبت جو آپ پوچھتی ہین تو بندہ پرور زیادہ نقدی کا تو فخر نہین کرسکتا نہ میرے پاس اسقدر زر نقد ہی لیکن ہان جسقدر کہ ایک تاجر کی گرہ مین ہمیشہ زر نقد رہتا ہی وہ ہی۔ تم میری طرح اس سے تو بخوبی واقف ہو کہ تاجر کے پاس زر نقد کبھی نہین رہتا اسکا روپیہ تو تجارتی اشیا مین لگا رہتا ہی اور مختلف شہرون مین پھیلا رہتا ہی جو ایک وقت مقررہ پر مع نفع اُسکے ہاتھ لگتا ہی میری ریشمی اشیا اور مخملین اسوقت خراسان مین سفر کر رہی ہین جب وہ وہان فروخت ہو جائینگی تو بخارا کا بھیڑ کا چمڑا اُنکے روپے سے خرید ہو کر لایا جائیگا اسوقت میرے ایجنٹ کشمیری شال اور جواہرات ہند کی مشہد مین خرید و فروخت کر رہے ہین۔ استرخون مین میرے روئی کے سامان کا شیشے کے برتنون۔ کپڑون۔ اور اسی قسم کی اشیا سے تبادلہ ہو رہا ہی۔ اور ہندوستانی اشیا جو مین نے بصرے سے خریدی اور البیو بھیجی ہین اُنکی عنقریب ٹوپیان اور شالی اسباب آنے کو ہی۔

غرض اپنی دولت کی اصلی اصلی کیفیت صاف صاف کہنا اتنی ہی مشکل ہی کہ جتنا گیہون کے کھیت مین بالیون کا گننا۔ لیکن تم اپنی بیگم کو یہ اطمینان دلا دو کہ تمھارا بھتیجا شخص جسوقت کہ اپنی دولت جمع کریگا تو تمھین اور تمھارے سارے کنبے کو حیرت مین ڈالدیگا۔

بڑھیا۔ الحمدللہ۔ جو کچھ کہ ہونا چاہیے تھا اور خواہش تھی وہ سب اسوقت موجود ہی اب صرف باہم ایک تعارف پیدا ہونا رہگیا ہی جسوقت کہ آفتاب غروب ہو اور شب اپنی گھپ گھاپ اور اندھیاری چادر عالم پر پھیلائے اُسوقت تم شاہراہ کے کونے پر ضرور ہی کھڑے ہونا۔ پھر ضروری دیکھ بھال اور دور اندیشانہ خیالات کر کے تمھین مین شکر لب سے ملوا دونگی۔ اگر تم اُسکی نگاہ پر چڑھ گئے اور اُسنے تمھین پذیرا کر لیا بس پھر شادی ہونی کوئی بات ہی نہین ہی چھیڑ ہی۔ اور دو دو لیکن ہان ایک بات نصیحت کی ضروری ہی اور وہ تم خوب سمجھ لو کہ ہمیشہ بالائی کے سموسون کو تو پسند کرنا

اور پنیر کے سموسون سے نفرت کرنا۔ صرف اتنی سی بات ہو اور یون تو ہر بات مین وہ لاجواب ہی خلیق ایسی ہی ہی۔ ہر لاگ لپیٹ سے آزاد ہی۔ خدا کرے تم امن اور صلح مین رہو۔ یہ کہکر اُسنے اپنے مُنہ پر سے نقاب اُٹھا دی۔ مین نے دو اشرفیان اُسکی ہتھیلی پر رکھین وہ لے کر چلتی بنی اور مجھکو اپنی فکر و تردد مین چھوڑا۔

اکیسوان باب

حاجی بابا کا شکر لب سے ملنا اور اسکا ترکیب سے خاوند بننا

جب وہ بڑھیا چلی گئی تو مین زیادہ دیر تک درخت شمشاد کے نیچے نہ کھڑا رہا کیونکہ ملاقات کے پہلے مجھے اور بھی بہت کچھ کام کرنا تھا۔ یہ تو ضرور ہی تھا کہ مین ایک امیرانہ صورت بناتا ایک تھیلی بھی ایسی رکھتا کہ جس مین کچھ کچھ زر نقد ٹھسا ہوا ہوا اور ایک پوشاک بھی ایسی چاہیے تھی کہ جو میری صورت اور وضع کو زیب تھی۔ اور جہانتک کہ ہو سکے مجھے حمام مین جا کر اپنے کو خوب بنا سنوار نا تھا اور خوب خوشبوؤن سے معطر ہونا تھا۔ جب مین وہان سے نکلا تو مین نے اپنے دل مین یہ کہا۔ کہ ای حاجی دوست حاجی تمھارے باپ اور تمھاری روح کی قسم اس دفعہ ہی تمنے بیوقوف اور عقلمند مین فرق کیا ہی کیا خوب آپ منصوری کی اولاد مین سے ہین اور آپ کی نسل بھی قریش کے خاندان سے ملتی ہی۔ اپنی آیندہ قسمتون کے خیالات مین غلطان و پیچان مین کاروانسرا مین پہونچا مین نے دیکھا کہ بوڑھا عثمان آغا کمرے کے ایک کونے مین بیٹھا ہوا ہی اور اپنی تجارتی اشیا کے منافع کو شمار کر رہا ہی۔ اور مین نے اپنے بچون وغیرہ کے بھی بنڈل کو ایک طرف رکھا ہوا دیکھا۔ صرف ان کمینہ چیزون نے جو میرے آگے رکھی ہوئی تھین مجھے سربلندی حاصل کرنے کا موقع دیا تھا۔ یہ مجھے معلوم نہ تھا کہ آیا عثمان آغا کو اسکی خبر ہی یا نہین مین نے فوراً اس سے یہ درخواست کی کہ آپ پچاس اشرفیان نفع کی دلوایے

معلوم ہوا تھا کہ جب سے کہ امیر کا انتقال ہوا ہی تو گھر مین آنے کے خاص دروازے کا راستہ بند تھا۔ مگر اب بھی وہی چھپوان اور دور اندیشانہ اندر داخل ہونے کی تدابیر کی جاتی تھین جلیسے کہ وہ نیک شخص یعنی امیر زندہ ہی ہی۔ دروازے کی شاہراہون سے گذر کر ہم ایک احاطے مین ہوپنچے جس پر بنگلہ یا سائبان پڑا ہوا تھا۔ پھر ہم ایک پردے کے پاس ہوپنچے جو رنگا رنگ کا تھا اور جب ہم وہان گئے تو یہ اُٹھا دیا گیا تھا۔ لیکن ایک اور بھی اندر والے کمرے مین داخل ہوا جہان لیمپ اور عورتون کے سلیپر رکھے ہوے تھے چار دروازے جو اسی کے قریب تھے اُسوقت کھُل گئے تھے اب مین تنہا رہ گیا تھا۔ اُسوقت وہی بڑھیا یا مشاطہ اپنی بیگم کو میرے پاس لانے کے لیے بنا سنوار رہی تھی۔ مجھے مختلف کمرون مین سے آوازین بھی سُنائی دیتی تھین یہ اُنھین کی آوازین تھین جنکی جوتیان باہر پڑی ہوئی تھین سب کی آنکھین جھپر تلی ہوئی تھین کیونکہ یہ ساری کیفیت مجھے درارون مین سے معلوم ہوتی تھی غرضکہ دروازہ کھلا اور مجھے اندر پاس ہونے کا اشارہ ہوا۔

جب مین آگے بڑھا تو میرا دل دھڑکنے لگا۔ مین نے اپنے کو جبہ سے جو پہنے ہوے تھا سر تا پا ڈھانک لیا تھا اور یہ صرف پاس غیرت رکھنے کا باعث تھا۔ اسی روش سے مین کمرے مین داخل ہوا جہان صرف ایک ہی لیمپ جل رہا تھا جسکی کمرے کی چیزون پر بہت ہی دھندلی اور مکدر روشنی پڑ رہی تھی۔

اس کمرے کے محیط ایک دیوانخانہ تھا جس پر نیلی اطلس منڈھی ہوئی تھی اور اُسپر تمام سُنہری کام ہو رہا تھا کھڑکی کے ایک کونے مین آرزوے دل اور امید جان بیٹھی ہوئی تھی شکر لب نے بہت ہی ہوشیاری سے اپنی نقاب سر سے پاؤن تک ڈال رکھی تھی صرف اسکی وہ سیاہ سیاہ آنکھین تو چمکتی تھین جو میری شکل و شباہت کو نظر حیرت سے دیکھ رہی تھین۔

اسنے مجھے اپنے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مین نے باصرار انکار کیا تھا کہ معلوم

اور میرا سارا اسباب لے لیجیے۔

یہ سُنکر وہ بہت ہی چونکا جب مین نے اچانک اُس سے پچاش اشرفیان ٹرہتی کی طلب کین۔

عثمان آغا۔میرے بیٹے یہ کیا خبرین ہین۔ تم اس روپیے کو لیکر کیا کروگے۔ اور پھر اتنی جلدی کیا تم دیوانے ہوگئے یا جواری بنگئے۔

مین۔ اللہ پناہ مین رکھے توبہ ہی۔ نہ تو مین دیوانہ ہون اور نہ مین جواری ہون میرا دماغ درست ہی اور دنیا نے اپنے فیور یعنی مہر مین مجھے لے لیا ہو سا ب مجھے آپ روپیہ دلوائیے پھر جو کچھ ہو گا بعد ازان سُن لیجیے گا اسنے میری خواہش برلانے مین کچھ بھی توقف نہین کیا کیونکہ وہ میرے اسباب کی بخوبی قیمت جانتا تھا اور سمجھتا تھا کہ اُس سے بہت کچھ نفع حاصل ہوگا۔ بغیر پس و پیش کے اُسنے روپیہ گن دیا اور مین لے لواکر چلتا بنا۔

مین نے فوراً ایک نفیس اور عمدہ پوشاک خریدی اور سیدھا حمام کی طرف چلا جہان مین نے ساری ضروریات اور پاکی کی حجتون کو پورا کیا اور مین نے اعلیٰ درجے کے آدمی کی طرح سے اپنی تزئین کی۔

میری یہ تمام حاجتین پوری ہوگئین اور اب وقت وعدہ بھی آ پہونچا اور مین دُھکڑ پکڑ کرتے ہوے دل سے وہان پہونچا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ ٹرھیا عورت میری پہلے ہی سے منتظر ہی۔ اِسنے چارون طرف دیکھکر کہ کوئی ہی تو نہین مجھے ایک دروازے مین سے جو بہت ہی دور کے کونے مین واقع تھا ایک گھر مین لے گئی۔

تمام مکان مین جو مین نے آرائشی سامان دیکھے تو مین بہت ہی خوش ہوا کیونکہ اسوقت جو کچھ مین نے دیکھا تھا یہ خیال کرتا تھا کہ مین ہی اُنکا مالک اور لارڈ ہون۔ ہم یکایک اُن کمرون مین پہونچے جو عورتون کے لیے مخصوص ہوتے ہین کیونکہ یہ

ہوکر مین بہت ہی ادب اور تعظیم کے گہرے سمندر مین ڈوبا ہوا ہون۔ مگر جب زیادہ انکار کرنا غیر مناسب تھا مین نے اپنے سلیپر اُتار ڈالے اور الگ پلنگ کے ایک کونے مین اپنے ہاتھون کو اپنی قبا مین ڈھانک کر دوزانو بیٹھ گیا۔ اور اپنی ایسی باتکلف صورت بنائی کہ مجھے اپنے پر خود ہنسی آتی تھی۔

کچھ دیر تک ہم ایک دوسرے کے مقابل مین بیٹھے رہے کچھ باہم نہ باتین ہوئین سوائے معمولی سلام وغیرہ کے۔ میری دلربا دلبر نے میری مشاطہ کو حکم دیا کہ کمرے سے چلی جا۔ شکر لب اپنا مور کے پرون کا مورچھل جو گاؤ تکیہ پر رکھا ہوا تھا اُٹھانے کے لیے ذرا آگے کی طرف جُھکی اور پھر اپنی نقاب گرادی اور میری بے صبر آنکھون کو ایسی صورت کے لیے پریشان مضطر چھوڑا کہ جسکو نیچر نے اور صورتون مین ممتاز بنایا تھا۔

یہ گویا ایک حجاب کا نشان تھا مین اس حسینہ کے آگے بہت ہی جُھکا اور مین نے بے ربط کلام سے اسکی تعریف کرنی شروع کی اور جسقدر کہ حُسن اور خوبی اسمین تھی اُسکو بہت ہی اچھے پیرایہ مین ادا کیا۔ اور اس انداز سے گفتگو کی کہ میری عمدگی اور میری لیاقت اُسکے دل مین کُھب گئی۔ غرضکہ امیر الامرا کی بیوہ اپنے چاہیتے سے پوری مطمئن ہوگئی اور جو بھروسہ کہ اُسنے مجھپر کیا تھا وہ فوراً ظاہر کیا اور مجھے اپنی سب پوشیدہ باتون سے اچانک آگاہ کردیا۔

شکر لب۔ مین بہت ہی مشکل کی صورت مین ہون۔ وہ بری آنکھ جو مجھپر تُلی ہوئی ہے اُسنے میری جان کو گُھلا دیا ہے۔ تم خیال کرو کہ صرف اس دولت سے جو مجھے اپنے متوفی خاوند (اللہ اُسپر رحمتین نازل فرمائے) سے پہونچی ہے اور اسکے علاوہ اور بھی جو کچھ میرا مال ومتاع ہے اُسنے میرا ناک مین دم کر رکھا ہے اور صرف اسی کے سبب سے مجھے وہ وہ دور اندیشانہ خیالات کرنے پڑتے ہین کہ اُنھون نے مجھے دیوانہ بنادیا ہے۔ اگر مین کنبے کی جاگیر سے علیحدہ ہو جاؤن تو مجھپر رشتہ دار اپنی حقیت کا دعوی کرتے ہین۔

میرے بھائیون کی بڑی چاہت ہی کہ وہ میرے لیے خاوند تلاش کرین کیونکہ وہ ایک ادنی لبادا چانولون کے بورون سے بدلنا چاہتے ہین۔ میرے متوفی خاوند کا ایک بھتیجا مولوی ہی اُسنے جدا ستم کر رکھا ہی وہ یہ دعویٰ کرتا ہی کہ جب خاوند مرجاتا ہی تو اُسکا کوئی رشتہ دار بیوہ پر دعویٰ رکھ سکتا ہی۔ دوسرے اور رشتہ دارہین اُنھون نے عجب ناک مین دم کر رکھا ہی وہ کہتے ہین کہ جو کچھ اسوقت تیرے قبضے مین ہی اسپر تیرا دعوے پہونچتا ہی نہین۔ غرض ان باتون نے مجھے ایسا بیچین کیا اور ایسا پریشان بنایا اور اُسنے مین ایسی زِچ ہوگئی کہ مین نے اس پریشانی کے کھونے اور اس جھقلش سے نجات پانے کا اور اس سے بہتر کوئی طریقہ ہی نہین دیکھا کہ مین دوسرا نکاح کرون قسمت نے تمھین میرے راستہ مین پھینکا ہی خیر تو مین بھی موجود ہون۔

پھر اسنے مجھے اس امر سے بھی مطلع کیا کہ اس نکاح کے لیے مین نے یہ یہ سامان کیا ہی۔ مین نے اسکے بند و بست کو بطیب خاطر پسند کیا۔ اور مجھے یہ بھی اطلاع دی کہ مین نے ایک قانونی شخص تجویز کر لیا کہ جو تمام مناسب کاغذ تیار کر لے گا۔ وہ یہین اسوقت مکان مین موجود ہی۔

شکر لب بہت ہی بے صبر تھی اور یہ چاہتی تھی کہ ذرا بھی توقف نہو۔ اسنے جلدی سے بوڑھی عورت سے کہا کہ تو حاجی بابا کو قانونی شخص کے پاس دوسرے کمرے مین لیجا۔ یہ کمرہ مکان کے بہت ہی دور و دراز والے حصے مین تھا۔ علاوہ اپنے یہ قانونی شخص دوسرا بھی اپنے ساتھ لے آیا تھا جس کی نسبت اسنے یہ بیان کیا کہ یہ تمھارا وکیل قرار دیا گیا ہی کیونکہ جس قدر کہ عورت کی جانب پر ایک وکیل کی ضرورت ہوتی ہی اُسیقدر مرد کی طرف سے ہوتی ہی۔ اسنے پھر عقد نامہ میرے آگے پیش کیا جس مین ہنوز اسنے مہر لکھا تھا اور اس مین اس عورت کی ملک وغیرہ بھی شریک تھی اب مجھ سے درخواست کی گئی کہ تم اس مین کس قدر زیادہ کرتے ہو۔

یہ سُنکر میرے کان ذرا کھڑے ہوے اور پھر مین نے اپنی عقل کی طرف پلٹنا کھایا سب سے عمدہ جواب جو مین دے سکتا تھا وہ یہی تھا کہ مین نے پھر اسی جواب کو دوبارہ دُھرایا کہ مین پہلے ٹبرھیا سے کہ چکا ہون کہ تاجر کی دولت کا کچھ ٹھکانا نہین ہی جو دُنیا کے مختلف حصص مین تجارت مین پھیلی رہتی ہی۔ لیکن جو کچھ میرے پاس تھا اُسکو اپنی بیوی کے دینے مین ذرا بھی تامل نہین کیا کیونکہ اس قسم کا اقرار نامہ طرفین سے ہوتا ہی

میرے ضرر رسان کاتب نے کہا کہ یہ تو بہت ہی درست ہی لیکن کچھ چیز مصرحہ بھی ہونی چاہیے۔ مثلاً اس معاملہ مین یہ بتاؤ کہ قسطنطنیہ مین تمھاری جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کتنی ہی یہ تو ایک بدیہی امر ہی کہ تم اتنے دور دراز کے فاصلے پر سوائے عظیم الشان اور معروف مطالب کے اور کسی کام کے لیے توآئے نہین۔ اس جگہ تمھارے پاس جس قدر دولت ہی اُسکو طے کرلو۔ چاہیے زر نقد ہو چاہے تجارتی اشیا ہون۔ چاہے مکانات ہون جس سے اسوقت ایک اطمینان ہو جائیگا

مین۔ (مطالبہ پر ذرا اچھا چہرہ بنا کر) یون ہی سہی۔ یہ کہکر مین نے اپنے دل مین اندازہ کیا کہ کیا کہون پھر ذرا دلیری اور بے جگری سے یہ بولا۔ اچھا تم لکھدو کہ مین نے بیس تھیلیان روپیہ کی اور دس کپڑون کی دین۔

اسپر امیر کی بیوہ اور اُسکے ایجنٹ مین باہم گفت وشنید ہوئی تاکہ ایجنٹ اُسے اطلاع دے کہ دولھا کی یہ تجاویز ہین اور اس مین بیوہ کی مرضی حاصل کرے۔

غرض تھوڑی سی جھاک جھک کے بعد تمام امور طے ہوگئے اور طرفین کا اطمینان ہو گیا۔ دستاویزون پر ہم دولون کی مُہرین لگائی گیئن بمعمولی قول و قرار طرفین کے وکیلون کی طرف سے ہوے غرض شرعیت کے موافق نکاح ہو گیا حاضرین جلسہ نے مبارکباد دی جسوقت کاتب روانہ ہونے لگے مین نے اُنکی اُجرت دیدی اور انکے علاوہ اپنی دُلھن کے گھر مین جس قدر لوگ تھے سب کو انعام بانٹ دیا۔

بجاے عثمان آغا کے پاس واپس ہونے اور نیچون کے پلنگ کے پاس لیٹنے کے یہان ہوا ہی اور سماگئی۔ اور خاصے شاندار امیر تزک بنگلے اور ایسے سجے ہوے حرم مین جاکر آرام کیا۔

بائیسوان باب ۲۲

حاجی بابا کا حقے والے تاجر سے دولتمند آغا ہونا

مجھے یہ امر جلدی معلوم ہو گیا ہی کہ مجھے بہت دشوار حصّہ انجام دینا ہی۔ ایک چینی فلسفی کا مقولہ ہی کہ اگر کھانے کا عمل صرف مُنہ اور تالو تک ہی مقید رہتا تو اس سے بہتر بات کیا ہوتی اور پھر جھگڑا ہی کیا رہتا۔ لیکن یہ صرف معدہ اور ہاضم آلہ جسمانی ہین اور جسم کا باقیماندہ حصّہ ہی کہ جو کسطرح سے خوراک ہضم کرنے مین مستعدی ظاہر کرتا ہی جس سے بہت کچھ صحت ہویدا ہوتی ہی۔ یہی شادی مین حال ہی کہ اگر صرف اسی پر انحصار رہے کہ جو کچھ بیوی اور خاوند مین آکر واقع ہوا ہی تو تو پھر کچھ بات ہی نہین ہی لیکن غضب تو یہ ہی کہ رشتہ دارون کے ہاتھون پڑتا ہی اور کنبے کو اس معاملے سے دلچسپی ہوتی ہی۔ اور وہی اس معاملے کی مصیبت اور خوشی کا انفصال کرتے ہین میری خوبصورت بیوی نے شادی کے کئی دن بعد تک مجھے اپنے کنبے کی تاریخ سُنانے مین لگاے رکھا۔ اُنکے باہمی تنازع کا بیان کیا۔ انکے حسدون اور بغض و عناد کا تذکرہ کیا اور خصوصاً اُسنے یہ بھی بیان کیا کہ سب کا خیال میری طرف بہت ہی متوجہ ہی اور سب مجھپر زیادہ تر ٹوٹے پڑتے ہین۔ اُسنے مجھ سے اس امر کی بھی سفارش کی کہ ہمین اس شادی کی اپنے بھائیون سے اطلاع کرنے مین بہت ہی مآل اندیشی اور خیال چاہیے۔ گو ہمارا باہم بہت جلدی نکاح ہو گیا ہی اور ہم قانونی ایک دوسرے کے میان بیوی ہو گئے ہین۔ مگر پھر بھی ہماری خوشی کا انحصار زیادہ تر اُنکی نیک مرضی پر منحصر ہی۔ کیونکہ وہ

بہت ہی دولتمند ہین اور انکی توقیر سارا شہر کرتا ہی۔ تو جہان تک ہماری قدرت مین
ہو اور ہمسے ہوسکے اُنسے ارتباط کرنا چاہیے۔

ایک دور اندیشانہ اسنے یہ اندازہ کیا اور وہ بیان کرنے لگی کہ شادی کے معاملہ
مین جب میری ایک دولتمند تاجر سے ٹھہر رہی تھی اور اسمین میرے بھائی سے صلاح
لی گئی تو اُنسے کچھ انکار نہین کیا تھا مگر مین نے ہی اُس تاجر کو قبول نہین کیا۔

تو اب ہمین مناسب ہو کہ ہم اپنی شادی کی شہرت دیدین اور گھر مین سب کی ملاکر
دعوت کردین اور نمایان اور شاندار دعوت کرنے مین خرچ کا کچھ لحاظ نہ کیا جاے کیونکہ انھین
صرف یقین دلانا ہو کہ شکر لب صرف ایک پردیسی پر ریجھ کر فریفتہ نہین ہوگئی ہی اور اُسنے بالکل
اپنے کو اُسپر مائل نہین کر دیا ہو بلکہ اپنا معاون اور مددگار گھر کا منتظم بنانے کے لیے نکاح کیا ہو۔
مین نے اُنکی خواہشات کی تائید کی اب مین ایسے موقع پر بہت خوش تھا کہ ہمارے
اظہار اور نمود دولت کا موقع آئیگا۔ مین نے دو ملازم کرایہ پر لیے دونون اپنا خطاب اور مخصوص
قیامگاہ رکھتے تھے۔ مین نے اپنی بیوی کے متوفی خاوند کے سب پُرانے حقے نئے حقون سے
بدلوائے جنکا اسوقت فیشن بھی تھا۔ اسی طرز پر مین نے اپنے لیے بھی ایک سٹ کاسٹ قہوہ
نوشی کے پیالون کا لیا طشتریون مین بہت کچھ خرچ ہوگیا تھا بعضی تو سونے کی تھین اور
بعض پر میناکاری کا کام ہو رہا تھا اور جو مین نے خاص اپنے استعمال کے لیے لین انمین
قیمتی جواہرات جڑا ہوا تھا۔

جب مین نے اپنی بیوی کے پہلے خاوند کے جوتے کو زیب پا کیا تو اب مین نے یہ
بھی ارادہ کیا کہ اسکے کپڑے بھی ٹٹولنے چاہئین۔ یہ شخص کپڑے پہننے مین بہت ہی کشادہ دل
تھا اور اسکے بڑے بڑے قیمتی کپڑے رکھے ہوئے تھے وہ بھی زیب تن کیے۔ بالجملہ دعوت کا
وقت آنے کے قبل مین نے اپنا سامان آغا کی طرح سے سب کر لیا۔ گو یہ تو مجھے یقین تھا کہ
مین پیدایشی نائی ہون لیکن میری صورت شکل ایسی بنی ہوئی تھی کہ مجھے یہ کوئی نہین

پہچان سکتا تھا کہ اُسکی اصلیت یہ ہوگی بلکہ ایک امیرانہ صورت میری تھی۔
مین اس امر کے بیان کرنے مین فروگذاشت نہین کر سکتا کہ دعوت سے پہلے مین اپنے نئے رشتہ دارون سے بہت ہی لایق صورت مین ملا۔ اور اگرچہ اس امر پر مین بہت ہی متردد تھا کہ دیکھون ہماری ملاقات کا نتیجہ کیا ہوتا ہو مگر جب مین امیر کے موٹے تازے گھوڑے پر شاہراہون مین سوار ہوکر نکلا گھوڑے پر مخملی زین پوش جو زین پر لگوان جاتا تھا۔ چارون طرف اچھے اچھے کپڑے پہنے ہوے نوکر بچو بچو کرتے ہوے ایسی حالت مین ظاہر ہو کہ میری خوشی اور شادی کا کیا عالم ہوگا۔ لوگون کو مین دیکھتا تھا کہ برابر راستہ کرتے چلے جاتے تھے اور مجھے دیکھ دیکھ کر اپنے اور گھوڑے کی آن بان پر نظر ڈالکر جو کس ناز و انداز سے مٹک مٹک کر چلتا تھا گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُسے مجھ جیسے سوار پر فخر ہو لوگ اپنے ہاتھ مجھے دیکھکر برابر سینون پر رکھتے جاتے تھے۔ ترکون یا عربون مین یہ قاعدہ ہو کہ اگر کسی کو سلام کرینگے تو اپنے ہاتھ ماتھے کی طرف نہ اُٹھائینگے بلکہ سینے پر رکھ لینگے۔

میری اس شان و شوکت اور آراستہ و پیراستہ حالت سے اور کچھ نہین تھا صرف ایک انسانیت ٹپکتی تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ یہ بھی کوئی مرد آدمی ہو۔ یہ تو سب کچھ تھا اب یہ دیکھنا چاہیے کہ میرے ان ہموطنون پر کیا گذرتی ہوگی جو میرے ہمراہ کاروان مین آئے تھے اور جو اسوقت چمڑے کی ٹوپیان اور موٹے روئی کے کوٹ پہنے ہوے تھے صرف اتنا تھا کہ اپنی حسرت بھری نظرین تعجبانہ میری طرف اُٹھاتے تھے اور مجھے اس جاہ و حشمت کا مزا لیتے ہوے اور عثمانی پوشاک مین جلوہ دیتے ہوے دیکھکر مُنھ پھاڑے ہوے سکتے مین رہ جاتے تھے۔ یہ مین نہین بتا سکتا کہ آیا اس حالت مین اُنھون نے مجھے پہچانا یا نہین لیکن ہان جس شاہراہ مین میرا گذر ہوتا تھا مین ایک جانب اپنے سر کو پھیر لیتا تھا کہ میرا سر بڑے نمایان عمامہ اور جہاج سی داڑھی کے ضمنی سایہ مین پوشیدہ

ہوجاتا تھا۔

جیسا مین نے امید کیا تھا کہ میری ملاقات دیکھیے کیا نتائج پیدا کرتی ہی وہ نہین ہوا بلکہ کامیابی کے ساتھ وہ وقوع مین آئی۔ انکا چال چلن کیسا ہی کیون نہو لیکن انھون نے میرے ساتھ تو بہت ہی انسانیت برتی اور بہت ہی اخلاق و مروت سے پیش آئے۔ اور نیز وہ فخر کنان بھی اس امر سے معلوم ہوتے تھے کہ ہماری بہن سے تم نے شادی کرلی گویا ہمارا تمام خاندان نواز دیا چونکہ وہ تاجر تھے ادھر اُدھر سے پھر پھراکر آخر تجارت ہی پر آپڑے مین نے بھی یہ کام کیا کہ جہان تک مجھسے ممکن ہوا انھین اسکا تیقن دلایا کہ میری تجارت کی اتنی وسعت ہی اور مجھے اس مین یہ غلو حاصل ہی۔

جسوقت کہ اُنھون نے مجھسے تجارتی ملکی حالات دریافت کرنے شروع کیے تو مین بہت چونکا اور مجھے خوف معلوم ہوا اور ذرا چوکنا ہو کر مین ہوشیار ہو گیا۔ اُنھون نے مجھسے بغداد اور بصرے کی تجارت پر جرح کے سوالات کرنے شروع کیے اور مجھسے عرب اور عموماً ہند کے شہرون کا تجارتی تعلق دریافت کرنے لگے نیز چین کے ملک کا بھی ذکر آیا۔ یہان ان سب باتون سے محض نا بلد اگر کچھ رائے زنی کرتے ہین تو مشکل پڑتی ہی آخر یہی رائے ہوئی کہ مین نے یکایک اس گفتگو کو پھیر کر ایک آدھ بات پر ختم کر دیا اور دو تین باتین اور تجویز مین لاکر اُنھین ایسا راضی کر دیا کہ جس سے کوئی ایسی ویسی بات پیدا نہین ہوئی۔

جب یہ بھی ملاقات اختتام پذیر ہوئی تو ایک خیال اور میرے دل مین آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ ابھی ایک فرض اور بھی باقی رہگیا ہی اور وہ یہ ہی کہ اپنے پُرانے منعم بوڑھے عثمان آغا کو بھی اس خوشی کا حصہ دار بنایا جاے اور جو دعوتی تقریب کہ ہمارے ہان ہوگی اُسمین اسکو بھی شریک کیا جاے لیکن اسکے ساتھ ہی مجھے یہ بھی خیال آیا کہ وہ میری اصل نسل سے بخوبی واقف ہی اور یہ سخت مقام خوف ہی اگر بھولے سے یا اشارۃً اُسکی زبان سے کچھ نکل گیا تو غضب ہی ہوجائیگا تو اب یہ لازم ہی کہ نہ اُسکو اور نہ اپنے کسی

ہموطن کو اس دعوت مین مدعو کرون بلکہ خبر بھی نہو ن ۔
جب یہان میرا پورا جماؤ ہو جائیگا اور مجھے کسی قسم کا کوئی خوف نہین رہے گا
اُسوقت کچھ مضایقہ بھی نہ ہوگا ۔

تیئیسوان باب

حاجی بابا کی اپنی بیوی سے نزاع

دعوت کا انجام بہت ہی کامیابی سے ہوا اور مین اپنے مہمانون کو اس امر کے یقین دلوانے مین پورا پورا کامیاب ہوا کہ حاجی بابا اسی شخصیت کا شخص ہی کہ جو اسنے خود ظاہر کی تھی ۔ اس کامیابی نے میرے نئے جوش اور خواہشین پیدا کرنے کے لیے قدم بڑھاے اور اب مین شب و روز خوشی منانے لگا ۔ خوش و خرم آدمیون کے ساتھ بیٹھتا اور اُن سے زندگی کی کیفیت اُڑاتا ۔ خوب خوب نفیس نفیس پوشاکین زیب تن کرتا ۔ یہ تو ایک بدیہی بات تھی کہ میرا ایک خوش قسمت دولتمند لیڈی کے ساتھ نکاح ہونا میری بے آرامی کا باعث ہوا کیونکہ یہ مین خوب جانتا تھا کہ جھگڑا صرف بالائی اور پنیر پر نہ اُٹھانا تھا لیکن جن باتون کا کہ مین نے بوڑھی عورت کو یقین دلایا ہی اُنپر تو ضرور ہی کچھ نہ کچھ غلغلہ اُٹھے گا ۔

مین نے اپنے دل مین کہا کہ وہ بوڑھا امیر یعنی میری بیوی کا مرحوم خاوند بہت ہی اچھا شخص تھا کہ تمام زندگی مین صرف ایک ہی شے پر جھگڑتا رہا دوسری چیزکی نوبت نہ آئی ۔ مین نے دل مین سوچ لیا تھا کہ جب میری یون تقدیر کھلی ہی تو مین زمانۂ مدید تک اسی خوش اسلوبی اور عیش و عشرت کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرونگا ۔ میرا ارادہ ہوا کہ اب ذرا اپنی فوق البھڑک نمایش اور شان و شوکت اپنے ہموطنون اور کاروانسرا مین بھی چلکر دکھاؤن اور جو کچھ میرے بوڑھے ماسٹر کو میری صورت دیکھ کر تعجب اور حیرت ہو

اُسکا بھی مزا چکھون۔

اب اسوقت بالکل چارون طرف امن و امان تھی تو یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ اب کچھ اغوا بھی اگر کوئی کرے تو نہین ہوسکتا۔ مین نے اپنے قیمتی کپڑے زیب تن کیے اپنے اصطبل کے نایاب اور باد رفتار گھوڑے پر سوار ہوا اپنے ملازمین کو اپنے ساتھ لیا اور مین کاروانسرا کی طرف بڑھا۔

جس کاروانسرا مین مین نیچے لے کر داخل ہوا تھا۔ جب مین کاروانسرا کے دروازے مین داخل ہوا تو کسی نے بھی مجھے نہین جانا لیکن سب یہ سمجھکر کہ یہ ہمسے کچھ مال خریدنے آئے ہین اور کوئی رئیس ہین تعظیم بجا لائے۔ مین نے جاتے ہی عثمان آغا کو پوچھا۔ میرے خادم نے ایک نفیس ایرانی غالیچہ میرے بیٹھنے کے لیے بچھا دیا اور میرے آگے امیری قیمتی پیچوان پینے کو لگا دیا عثمان آغا بہت ہی ادب سے آیا اور میرے غالیچے کے کونے کے پاس بڑے تکلف سے بیٹھ گیا لیکن ہنوز پہچانا بھی اُسنے نہین تھا مین نے اُس سے بغیر کسی بات چھپانے کے گفتگو کی کہ وہ ذرا غور سے میری طرف متوجہ ہوا اور دیکھے کہ مین کون ہون عثمان آغا کو شبہ تو ہو گیا تھا اور بیتاب ہوا جاتا تھا۔ آخر نہ رہا گیا اور یہ کہہ ہی اُٹھا بخدا تم حاجی بابا ہو۔ یا کوئی متنفس ہو۔ یہ سُنکر مجھے دل ہی دل مین بہت ہنسی آئی جب طرفین سے باتین ہوئین اور وہ مجھے پہچان گیا کہ حاجی بابا ہی ہو تو مین نے اُس سے ساری کیفیت بیان کردی کہ مین اسطرح سے اُن پچاس اشرفیون سے جو آپسے نفع کی لی تھین اس شان و شوکت کو پہونچا۔ اسکا فلسفیانہ دماغ میری قسمت کے یکایک پلٹا کھانے سے کچھ خوش نہین ہوا لیکن ہان جب میرے ہموطنون نے جانا کہ یہ اس پوشاک اور جاہ و حشم مین حاجی بابا کا جلوہ ہوا ہوا اور یہ گھوڑا نوکر چاکر قیمتی پیچوان یہ سب اسی کے لیے حاضر ہی تو اُنکے دل مین قومی حسد کی آگ بھڑکی اور میری یہ صورت اُنھین سخت ناگوار گذری۔ مجھ سے اب بھی غلطی ہو گئی مجھے ضرورت ہی کیا پڑی تھی کہ مین اپنے کو اس زرینی

صورت مین ظاہر کرتا۔

ایک بولا۔ کیا یہ اصفہان کے نائی کا بیٹا وہی حاجی بابا ہی۔ خدا کرے اِسکے باپ کی قبر ناپاک ہو اور اُسکی مان پر لعنت پڑے۔

دوسرا بولا۔ ای ایران سرزمین کے اچھے لڑکے تو نے بہت ہی اچھا کام کیا۔ خدا کرے اور بھی یون ہی کرین۔

تیسرا بولا۔ اسکے بڑے عمامے اسکے لمبے جامے اور اسکے بڑے پیچوان کی طرف تو خیال کرو اسکے باپ نے تو کبھی خواب مین بھی یہ چیزین نہین دیکھی تھین۔

میرے ہموطن مجھ سے اس حاسدانہ گفتگو سے پیش آئے بجاے عزت کرنے کے اُنھون نے میری اور توہین کی مین وہان سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اُنھین اُنکی حقارت آمیز گفتگو کرتے ہوے چھوڑ آیا۔

پہلے تو مجھے یہ جوش آیا کہ ابر غضب نازل کرون۔ اور پھر دوبارہ مجھے خود اپنے پر غصہ آیا۔

مین۔ (آپ اپنے دل مین) بیشک تم نائی کے لڑکے ہو جو کچھ اُنھون نے کہا قربعلی حسین نائی کی روح کی قسم سچ کہا۔ کیا یہ ممکن ہی کہ ایک موٹا تازہ شکاری کتا بھیڑیون مین جاے اور اُسکے ٹکڑے نہ اُڑ جائین۔ کیا ایک بیوقوف شہری یہ ممکن ہی کہ جنگلی اور وحشی عربون مین چلا جاے اور وہ اُسے نوچ کھسوٹ کر برہنہ نہ کر دین۔ شاید حاجی بھی ایک دن عقلمند بنجاے لیکن اوّل ہی اوّل جو اُسے زرخیزی حاصل کرنے کا موقع آیا ہی یہ تو اُسکے لیے ضرر رسان ہوا۔ (اپنی داڑھی اپنے ہاتھ مین لے کر) یہ کمبخت کس مطلب کی ہی ہاے ذرا بھی اتنی بڑی ہو کر عقل نہ آئی ایک بہت بڑے عقلمند کا قول بہت ہی درست ہی کہ اپنا ساتھی کبھی اپنے ساتھی کی سربلندی اور سرفرازی سے ہرگز خوش نہوگا بلکہ اسکی خوشی اُسوقت ہوگی کہ جب وہ اُسکو پھانسی کی لکڑی

پر لٹکا ہوا اپنی آنکھ سے دیکھ لے گا۔

اِسی خیال مین غلطان و پیچان مین اپنے گھر کی طرف پھرا یہ ارادہ میرا پہلے ہی سے ہو گیا تھا کہ تمام باقیماندہ دن ایک گوشہ مین آرام سے اپنی اس صورت پر خیال دوڑاتا رہونگا مگر اس رنج و ملال مین یہ حُزن اور بھی بڑھا کہ میری بیوی شکر لب کو خبر نہین کس پاجی اور پلید بدر رمگ نے بہکا دیا کہ اُسنے اُس روپیہ کا مطالبہ کیا جو دُلھن کے جوڑے بننے کے لیے اقرار کیا تھا۔ اسکی بیجا بیجا نامعقول استدعا سے مجھے وہ غصہ آیا کہ جس قدر طیش اپنے ہموطنون کی طرف سے میرے دل مین اُٹھ رہا تھا وہ سب اُسی پر پلٹ پڑا اور مین نے اپنا غصہ اُسپر اُتارا۔ مین نے بہت ہی غضب کی حالت مین اور زور سے یہ الفاظ کہے لعنت ہو ابرار تف ہی تجھپر یہ مین نے حد سے زیادہ طیش کی حالت مین کہا مین تو ہمیشہ بہت ہی ملائم اور نرم دل تھا لیکن اسوقت مازندرانی شیر کی طرح سے بھڑک اُٹھا۔

میری بیوی پہلے تو میرے اس غیظ و غضب سے بہت ہی حیران ہوئی اور اب وہ اپنی بوڑھی عورت اور لونڈیون کو اپنی تائید کرنے کے لیے مستعد کر کے جواب دینے کے لیے بہت ہی بےصبر معلوم ہوئی اور موقع ڈھونڈھنے لگی۔ پھر جو موقع پاکر اُسنے جواب دینا شروع کیا تو وہ وہ الفاظ تیزی مین بولے کہ یہ تعجب ہوتا تھا کہ اتنے سے چھوٹے دہن سے اتنے بڑے الفاظ کیونکر سرزد ہوتے ہوے چلے جاتے ہین۔ اسکی طراری کے آگے بڑھیا عورت بھی گرد تھی اور تمام عورتین بول رہی تھین لیکن توبہ اُسکے آگے کہین چل سکتی تھین۔ تاہم مجھپر وہ سب ملکر ٹوٹی پڑتی تھین اور اُنکے غصے اور غضب سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مجھے بالکل مغلوب کر لین گی مین نے انکا مقابلہ کرنا چاہا مگر یہ محض ناممکن تھا۔ اس قدر ڈنڈ مچا اور وہ طیشی شعلہ ہاے آتشین بلند ہوے اور اس قدر کہرام مچا کہ تمام عالم سر پر اُٹھا لیا اور جس کمرے مین یہ آفت برپا تھی وہ

اس قابل نہین معلوم ہوتا تھا کہ ہمین اور ہماری اس صورت کو سنبھال لے گا۔
آخر مین نے یہ مصلحت سوچی کہ اِنسے پناہ لینی چاہیے۔ مین حرم سرا سے اس واویلا نالہ و بکا اور غل شور سے چلا گیا۔
مین اس غم والم اور محزونی مین اپنے کمرے مین جا کر بیٹھا اندر سے دروازہ مقفل کر لیا گو اس کمرے مین ہر قسم کا سامان عیش و نشاط جمع تھا جس سے مین اپنی طبیعت کو بطرز احسن شادمان کرتا تھا۔ مگر نہین مین اُسوقت وہ کمبخت اور آفتی تھا کہ جسکی تمام خوشیان غم والم کے ساتھ بدلگئی تھین اور سر میدان پر حزن و ملال کی افواج قاہرہ برابر تاخت و تاراج کرتی چلی آتی تھین۔ یہان تو یہ کیفیت تھی۔

نسل من از دودمان نوع انسانی مجو	حور غم رضوان در واست آدم و حوای من

اسوقت جو کچھ کہ بے آرامیان اور مصائب تھے وہ سب میرے آگے پھر رہے تھے مجھے اسکا بار بار خیال آتا تھا کہ مین اپنے جال مین خود ہی پکڑا گیا۔ یہ بھی خیال آتا تھا کہ اگر اس بلاے بے درمان سے جھوٹی ہوا بندیان کر کے اور غلط بول بُلا کر اسوقت خلاصی بھی حاصل کرون تو پھر کیا بکرے کی مان کب تک خیر منائیگی۔ پھر اسکا آخر یہی ہوگا کہ مصیبت دوبارہ نازل ہوگی۔
اگر ایسا ہوا کہ اسوقت تو مین اچھا ہو کر چھوٹ جاؤنگا لیکن جب میری بیوی عدالت مین استغاثہ دائر کریگی تو ظاہر ہی کہ اقرارنامے پر میری مُہر ہی اور مُہر بھی ڈبل مُہر تو پھر اسوقت سوا اسکے کہ ایک عالم کی نگاہ مین جھوٹے ثابت ہوا اور دُنیا کی نگاہ مین ذلیل ہوا در کیا ہوگا وہی ڈھاک کے تین پات موجود ہین۔

چوبیسوان باب

حاجی بابا کا ٹھگ ثابت ہونا بیوی کو کھونا اور پھر وسیع دُنیا کا اسکی آنکھو نکے آگے آنا

مین نے اپنی رات تپ گرفتہ کی طرح سے بہت بیچینی کی حالت مین گذاری اور جب تاک کہ ملاؤن نے اپنی اذانون سے دن نکلنے کی خبر نہ دی مین نہ سویا۔ شاید ہی ایک گھنٹے مین سویا ہونگا کہ اتنے مین میرے کانون مین کچھ غیر کی سی آواز آئی کہ میرے خادم نے مجھے آکر اطلاع دی کہ آپ کے نسبتی بھائی مع چند آدمیون کے موجود ہین یہ سنتے ہی میرا تو دم فنا ہو گیا اور میرے تمام جسم پر ایک رعشہ سا چھا گیا اور تمام اوسان باختہ تھے۔ کہ اب جو کچھ مین نے اُنکے آگے جھوٹ بکا ہے دیکھیے اُسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ پچاس خطرے جو ایک سے ایک بڑھا ہوا تھا میرے دماغ مین آنے شروع ہو گئے اور میرے تلوون مین وہ سنسنیان اُٹھین کہ برسون ہو گئے تھے جب مجھے مشہد مین سبق ملا تھا اسوقت شاید ایسی حالت ہوئی ہو تو ہوئی ہو مین نے اپنی طبیعت مین پھر خیال کیا کہ کچھ ہو شکر لب آخر کو میری بیوی ہے اور اگر فرضاً باﷲ یہ بھی سہی کہ مین نے حیلہ سازی کرکے انھین اس دھوکے مین پھنسایا کہ مین امیر ہون تو کیا نئی بات کی ہزارون یون ہی رات دن کرتے ہین۔ پھر مین نے اپنے نوکرون سے کہا کہ اُنھین بہین بھیجدو اور بہت جلدی قلیان اور کافی تیار کرو۔

میرا بسترا تو سمیٹ کر کمرے کے باہر چلا گیا تھا اور میرے مہمان بہت ہی خاموشی کیسات مین یکے بعد دیگرے میرے دیوان خانے مین آکر بیٹھے۔ ان آدمیون مین دو میری بیوی کے بھائی تھے۔ اُسکے چچا اور ایک نہایت ہی درشت صورت کا ایک شخص تھا کہ جسکو مین نے کبھی نہ دیکھا تھا یہ تو سب بیٹھے ہوے تھے مگر پرے کی طرف خدام کا ایک گروہ کھڑا ہوا تھا جس مین دو آدمی ایسے جلادون کی سی صورت تھے کہ مجھے تو انکی صورت سے خوف معلوم ہوتا تھا۔ یہ بڑے بڑے وزنی ہتھیار باندھے ہوے تھے اور میری طرف ان کی آنکھین برابر لڑ رہی تھین۔

مین نے کوشش کی کہ مین اپنے کو بہت ہی غریب اور مسکین ثابت کرون۔

مین نے بطور مکر کے انکے آنے پر بہت ہی خوشی ظاہر کی اور انکی صورتون کو دیکھکر کھل گیا۔

مین نے ان سے بہت ہی مختصر یک تلفظی لفظون مین باتین کین اور پھر مین نے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ قلیان لاؤ اور قہوے کی پیالیان آگے حاضر کرو۔ مجھے خیال تھا کہ شاید اسکا انکے دلون پر کچھ اثر ہو۔

مین۔ (بڑے بھائی کی طرف مخاطب ہوکر) خدا کرے تمھارے گھنٹے خوش قسمت ہون۔ اسوقت علی الصباح مجھ سے کوئی بات کہنی ہی اگر ہی تو ارشاد ہو۔

بڑا بھائی۔ (بدشگون توقف کے بعد) حاجی کیا تمنے بغیر فہم وادراک اور سمجھ بوجھ کے ہمکو جانورون کی طرح سے برتا۔ یا تم آج کے دن اپنے کو اسدرجہ کا آدمی سمجھتے ہو کہ تمھارا کوئی مقابل نہین ہی۔ خصوصًا کیا تمھین یہ استحقاق ہی کہ تم آدمیون کی داڑھی اپنے ہاتھ مین پکڑ لو اور جو تمھارا جی چاہے انکے ساتھ کرو اور پیش آؤ۔

مین۔ یہ کیا بات ہی جو آپ فرما رہے ہین ای میرے آغا مین تو کچھ بھی حقیقت نہین رکھتا مین تو ایک چٹکی خاک سے بھی تو کمتر ہون۔

دوسرا بھائی۔ (بہت ہی تیز اور گرم لہجے مین) ای شخص تو یہ کہتا ہی کہ مین کچھ بھی نہین لیکن تو یہ بتا کہ ہماری تونے گت کیا بنائی ہی۔ کیا ہماری کچھ بھی حقیقت نہین ہی کہ تو اتنی دور بغداد سے ہمین بندر کی طرح ڈگڈگی پر نچانے آیا۔

مین۔ ای اللہ بزرگ اور نیک۔ یہ سارا معاملہ کیا ہی۔ آپ کس معاملے مین گفتگو کر رہے ہین مین نے کیا کیا۔ آپ فرمائیے اور سچ فرمائیے۔

میری بیوی کا چچا۔ آہ حاجی حاجی (اپنا سر اور بھوری داڑھی ہلا کر) تم یہ کیا بک رہے ہو۔ اور بھلا خیال تو کرو کہ تم جیسا شخص کہ جسنے دنیا کا بہت کچھ دیکھا ہی اور وہ یہ خیال کرے کہ اورون کو اپنے ساتھ غلاظت کھلانے مین شریک کرے اور پھر اللہ کا

شکر کرے۔ خیر ہم غلاظت تو کھالین گے لیکن حضرت قصور معاف آپ کی بیجا باتون کی برداشت نہ کر سکین گے۔

مین۔ اے میرے معزز چچا آخر آپ بتائین تو سہی کہ مین نے کیا کیا ہی۔ آپ کو میری روح کی قسم فرمائیے تو سہی۔

میری بیوی کا چچا۔ آپ نے کیا ہی۔ کیا آپ نے جھوٹ نہین بولا۔ کیا آپنے چوری نہین کی۔ کیا آپ نے دھوکا دیکر ایک باعصمت عورت سے شادی نہین کی۔ آپ تو ایک ایسے شگرف شخص ہین کہ یہ سب کچھ کیا لیکن پھر بھی کچھ نہ کیا۔

بڑا بھائی۔ تم اسے بڑی عزت خیال کرتے ہو کہ اصفہان کے نائی کے لڑکے نے قسطنطنیہ کے دولتمند خاندان کی لڑکی سے شادی کی۔

دوسرا بولا۔ آپ دیکھیے تو سہی کہ صرف نیچے فروش شخص تاجر کے بھیس مین نمودار ہوا اور وہ اس امر کے قابل سمجھا گیا۔

چچا۔ بہت ہی شدت سے یلکین حاجی۔ الحمد للہ رب العالمین بہت بڑا عظیم الشان تاجر ہی۔ اسکا ریشمی اور مخملی سامان اسوقت راستہ مین ہی اور اسکے تبادلے مین بخارا سے بھیڑی کا چمڑا آئیگا۔ اسکے دوشالے ہمارے لیے کشمیر سے آ رہے ہین۔ اور اسکے تجارتی جہازون نے چین اور بصرے کے سمندرون کو پاٹ دیا ہی۔

چچا کا بیٹا۔ آپ اسے نائی کا بیٹا کہتے ہین نہین نہین خدانخواستہ یہ تو قریش کی نسل مین سے ہی یہ اولاد قریش مین سے تھوڑی ہی ہی بلکہ اللہ کی عنایت سے یہ اس خاندان کے جدامجد مین سے ہی۔ بھلا منصوری عرب سے کون مقابلہ کر سکتا ہی۔

مین۔ بار بار۔ یہ بات ہی کیا ہی۔ تمام طوفان عظیم کو اپنے گرد برپا دیکھکر) اگر آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہین۔ اینک تیغ و گردن لیکن آپ سِسکا سِسکا کر مجھ غریب کو کیون قتل کرتے ہین۔

بدہیئت شخص۔ جواب تک خاموش کھڑا ہوا تھا۔ ای بے ایمان شخص سُن اصل یہ ہی۔ تم وہ کمبخت ہو کہ تھیں زندہ چھوڑنا کسی طرح زیبا نہین ہی۔ اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہی تو ابھی سب چیزین جو اس مکان مین ہین چھوڑ کر چلا جا۔ اور کیا تم ان آدمیون کو دیکھتے ہو (اِن دونون خوفناک شخصون کی طرف اشارہ کر کے) وہ تمھاری روح جسم سے اسطرح سے بآسانی نکال لینگے جیسے وہ اپنا تماکو پائپ سے پھینک دیتے ہین۔

یہ سُنتے ہی تمام مجلس کی مجلس بھڑک اُٹھی اور وہ وہ نا درست اور ناشائستہ الفاظ سے مجھے یاد کیا جو ہرگز میرے قابل نہ تھے۔

یہ غضبی شعلے بھڑکتے رہے مین چپکا سُنا کیا۔ اس عرصے مین مجھے کچھ سوچنے کا وقت بھی ملگیا۔ اور اب مین نے ارادہ کیا کہ اگر ہو سکے تو کچھ اسکی روک کرون۔

مین۔ (بدہیئت شخص کی طرف مخاطب ہو کر) تم کون شخص ہو۔ یہ کس کو دلیری ہی کہ میرے مکان مین چلا آئے اور مجھے اپنے کُتے کی طرح سے برتے۔ اور اگر انکی کھوا اپنی بیوی کے رشتہ دارون کی طرف اشارہ کر کے) یہ گھر انکا ہی اور انکا آنا یہان مبارک ہی۔ لیکن تم نہ میرے خسر ہو۔ نہ نسبتی بھائی ہو۔ نہ چچا ہو۔ کچھ بھی نہین پھر یہان کیا کرنے کو آئے ہو۔ مین نے تمھاری لڑکی یا بہن سے شادی نہین کی ہی اس لیے مین کوئی فرد بشر ہون اس سے آپ کو کچھ غرض مطلب۔

جب تک مین یہ کہتا رہا اُنکا یہ عالم تھا کہ مارے غصے کے پھکے جاتے تھے اور وہ جلادی صورت اپنے گلمچھے آنکھون کے کونے پر لیجاتے تھے اور مجھ پر شیر غرّان کی طرح سے خون کی نگاہون سے دیکھ رہے تھے کہ اگر بس چلے تو نگل جائین۔

بدہیئت شخص۔ (بہت ہی غصّے کی آواز مین) مین کون ہون اگر تم مجھے جاننا چاہتے ہو تو انھین سے پوچھو جو مجھے یہان اپنے ہمراہ لائے ہین نہین اور میرے یہ دونون جلادی صورت آدمی حکام کی طرف سے ہین۔ اگر تم انکی ذرا بھی حقارت کروگے تو یاد رکھنا کہ یہ

تمھارے لیے بہتر نہ ہوگا۔

مین بہت ہی نرم آواز سے (یہ دریافت کرکے کہ یہ پولیس کے افسر ہین) اچھا اگر تم مجھے اپنی بیوی سے جدا کرنا چاہتے ہو جس سے مین نے شریعت کے بموجب نکاح کیا ہی تو مجھے کسی حاوی قانون شریعت سے شورہ کرلینے دو۔ اسلام کا ہر ایک فرزند قرآن شریف اپنی پناہ کے لیے رکھتا ہی۔ اور تم ایسے کافر نہین ہو کہ مجھے قرآن شریف سے علیحدہ کروگے علاوہ اسکے مین یہ بھی تو نہین کہہ سکتا کہ جو کچھ تمھاری تجویز ہی وہ میری بیوی نے بھی پسند کرلی ہی یا نہین۔ پہلے اسی نے مجھے تلاش کیا مین اُسکا متلاشی نہوا تھا۔ اُسنے مجھسے اپنی حفاظت کے لیئے نکاح کیا اور اپنی مرضی سے میری منکوحہ بنی جب مین نے اُس سے نکاح کیا مین اصلا ناواقف تھا نہ اُسکی دولت اور نہ اُسکے کنبے کی امیری کی بشارت سُنی تھی۔ جو کچھ یہ ہوا ہی سب تقدیری سرنوشت تھی۔ اور اگر تم مسلمان ہو تو کیا تقدیر کے نوشتے کی مخالفت کروگے۔

بڑا بھائی۔ شکرلب کی مرضی کی پوچھو تو ذرا اپنا مُنھ دھور کھو وہ تو ہم سے بھی زیادہ یہ چاہتی ہی کہ تم سے علیحدگی ہوجاے۔

اسکے بعد عورتون کے کمرون مین سے یہ آوازین میرے کان مین آئین۔ ہان ہان برائے خدا اسے باامن یہان سے جانے دو۔ خدا کی عنایت سے ہم آزاد ہوجائینگے جس کمرے سے کہ یہ آوازین آرہی تھین جب مین نے اُسطرف نظر اُٹھاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ میری بیوی اپنی لونڈیون باندیون عورتون کا سرغنہ بنی کھڑی ہی جو اسوقت اس لیے مستعد تھین کہ میرے خلاف گواہی دین۔ اُنکی صورتون سے بُرائی ہویدا تھی اور وہ سب غل و شور مچارہی تھین اور سب کا عندیہ یہ تھا کہ یہ بدبخت کہین یہان سے دفع ہو۔

جب مین نے یہ دیکھا کہ تمام طوفان بےتمیزی موجزن ہورہا ہی اور اسوقت سب میری مخالفت پر تلے ہوے ہین تو انسے بازی لیجانا یا انکا مقابلہ کرنا امر محال ہوگا۔ ایک تو یہ ملک نیا دوسرے میرا کوئی یہان ہان مین ہان ملانے والا نہین۔ کیا ہوسکتا تھا۔

مین بہت اچھی طرح سے ذرا اپنی اچھی صورت بناکے اٹھ بیٹھا اور اُٹھتے وقت یہ کہا۔
اگر یہی مرضی ہے تو یہی سہی نہ مجھے شکرلب کی حاجت ہے۔ نہ اُسکے روپیے کی۔
نہ اُسکے بھائیون کی نہ چچا کی نہ اُن چیزون کی جنکا اُنسے تعلق ہے لیکن ہان یہ ضرور
کہونگا کہ آپ لوگ مجھسے اسلامی طریقے سے پیش نہین آئے۔ خیر۔ ایسا ایک مسلمان کو بہت ہی
نازیبا ہے۔ کاش اگر مین کافرون کا کتا ہوتا تو یہ گت تو میری جب بھی نہ بنتی وہ مجھسے اچھی
طرح پیش آتے مین تہ دل سے یقین کرتا ہون کہ جو سزا اُن لوگون کو ملے گی کہ جنھونے ہمارے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی ہے وہی اور اُسی قدر بروز قیامت اُن لوگون کو
ملے گی جنھون نے اسوقت میری عزت ریزی کی ہے اور میرا دل دکھایا ہے۔ پھر مین نے ٹھنڈی
سانس بھر بھر کر اُنکے خلاف قرآن شریف کی یہ آیتین جسقدر کہ مجھے یاد آئین پڑھکر سنائین
وہ جلتی ہوئی اور مشتعل آگ کی پوشاکین پہنین گے۔ جو اُنکے جسمون پر کسی ہوئی ہونگی
کھولتا ہوا پانی اُنکے حلقون مین چوایا جائیگا۔ انکی تمام رودین اور جگر انگھل انگھل جائیگا
اور پھر اس حالت مین اُنپر آگ کے بھرے ہوئے گرز پڑینگے اور آتشین کوڑون سے انکی
کھال اُدھیڑی جائیگی اور جنکی آوازین بجلی کی گرج کو بھی مات دینگی۔

اِسوقت بیچ کے کمرے مین کھڑے ہوکر مین بہت ہی زور وشور اور غصّے مین یہ آیتین
پڑھ رہا تھا اور مین نے اپنے کو ہنی پوشاک اور اُس ہر ایک حصّے سے برہنہ کر دیا تھا جو میری
بیوی کا تھا یا اُسکے روپیے سے خرید اگیا تھا ہر شی اُسکی مین نے زمین پر پھینک دی تھی مین نے اسکے بعد
اپنا پُرانا جُبہ مانگا۔ اور اُسکو اپنے کاندھے پر ڈالکر سب پر لعنت ملامت کرتا ہوا وہانسے چلا آیا۔

۲۵
پچیسوان باب

شاہراہ کے ایک واقعہ سے حاجی بابا کی کچھ کچھ مایوسی کم ہونا اور عثمان آغا
کی صلاح سے اُسکی ڈھارس بندھنا

جب مین شاہراہ مین آیا تو بغیر سوچے اس امر کے کہ مین اپنا قدم کس طرف اُٹھاؤن مین جلدی جلدی چلا - ہزارہا قسم کے خیالون نے میرے دل مین اپنا گھر کر لیا تھا اور اسوقت میری یہ حالت ہوگئی اور کچھ ایسی عقل خبط ہوئی کہ جب مین نے سمندر کو لہرین مارتا ہوا دیکھا تو یہ عزم کیا کہ اسمین گر کر مر جاؤن - کیونکہ حرمانی اور شکستہ دلی میری راہ نما بنگئی تھی اور اُسوقت جو کچھ میری طبیعت کی حالت تھی وہ قابل بیان نہین ۔

از در دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم	ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم

مگر ایک کُھلے ہوے میدان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو اس مین ایک واقعہ ہوا جو بظاہر بیقدر اور بیہودہ تھا لیکن میرے لیے وہ بہت ہی نتائج خیز ہوا اور اس سے وہ مایوسی اور نا امیدی کہ جس سے مین اپنی جان کھونے پر آمادہ ہوگیا تھا جاتی رہی۔

مین نے کتون کو باہم لڑتے ہوے دیکھا جو قسطنطنیہ کی شاہراہون مین اکثر لڑا کرتے ہین - ایک کتا دوسرے کتون کی سرحد مین آگیا تھا اور جس نے اُنکے حقوق کو فسق کر دیا تھا اور اُنکی ہڈیان گُدیان کھا گیا تھا - فوراً ہی ایک آتش فتنہ بھڑکی سب دوڑتے تھے اور بے تحاشہ بھونکتے تھے - غیر کتا بہت صفائی سے اُنکی سرحدون سے گذر کر اپنی حدود مین چلا گیا اور وہان سے اپنے چند ساتھیون کو لیکر پھر اُن کتون پر حملہ آور ہوا جس وقت کہ میرا گذر اُدھر ہوا تو آتش جنگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے ۔

مین اس جگہ کھڑا ہوا تھا کہ یکایک ایک خیال میرے دل مین آیا اور مین یہ کہنے لگا کہ اے باری تعالے تیرے ارادے اور منصوبے بھی کیسے غیر ممکن التفتیش ہین کوئی اُنکا تفحص نہین کر سکتا - بھلا انسان ضعیف البنیان کم عقل کم نظر کیونکر تیری باریکیون کو سمجھ سکتا ہی

زمین سے آسمان تک اُڑ کے جادین	نشان اُسکی حقیقت کا نہ پادین
ہزارون مر گئے اس جستجو مین	نہ پایا بھید پر اُسکا کسو مین
شہنشاہون کو دیتا ہی گدائی	گدا کو بخشتا ہی بادشاہی

تو نے خود اسوقت میری راہ مین وہ سبق ڈالا ہی کہ جس سے مین اپنی راہ جدھر مجھے جانا چاہیے پوری پوری تلاش کرسکتا ہون اور جو تجھپر بھروسہ کرتے ہین ہمیشہ تو اُنکا معاون و مددگار رہتا ہی گو تو نے مجھے کُتے سے سبق دیا ہی مگر مجھے زیبا ہی کہ مین اُسکو حقارت کی نظرون سے نہ دیکھون - اب مجھے فرض ہی کہ مین وہان چلا جاؤن جہان میرا کوئی دوست ہوتا کہ اُسکی نصیحت سے مین اپنی ڈھارس بندھواؤن ۔

تو اس خیال پر مین نے اِسی مصیبت زدگی اور تہنا کی کیحالت مین اسطرف رُخ کیا کہ جہان مین اپنے پُرانے دوست بوڑھے ناصح کو پاسکون - باوجودیکہ وہ ترک تھا لیکن ہمیشہ میرے ساتھ اس طرح سے پیش آتا تھا کہ جیسے اپنا ہموطن یا میرے مذہب و ملت کا شخص پھر بھی جب مین اس حالت مین گیا تو وہ بہت ہی اچھی طرح سے پیش آیا اور اُسنے اپنا قلیان مجھے پینے کو دیا اور بہت ہی ٹھنڈی اور افسوسناک لنبی لنبی سانس بھر کر یہ کہا - اللہ کریم - جو کچھ مجھپر گذری تھی سب حرف بحرف اُس سے کہ دی ۔

عثمان آغا - ای میرے دوست جب تم اُس شان و شوکت اور جاہ و حشمت سے اپنے ہموطن ایرانیون مین مجھ سے ملنے آئے تھے تو مجھے کھٹکا ہوا تھا کہ ضرور کچھ نہ کچھ تمپر آفت آکر واقع ہوگی - تم ابھی بچے ہو تم ان باتون کو نہین سمجھتے کہ تمثیل کیسی عداوت انگیز چیز ہی - کیا تمھین اسکا کبھی ایک لمحہ بھی خیال آیا تھا کہ تمھارے وہ ساتھی جنکے ساتھ تم نیچے اور شیراز کا تماکو فروخت کرتے تھے اور رون بدن نہایت ہی سختی سے محنت مین مصروف رہتے تھے اچھا جب وہ تمھین اس شان و شوکت اور نمایان ترقی جاہ و حشم مین دیکھین گے تو اُنکا کیا حال ہوگا اور وہ کیسے انگارون پر لوٹتے ہونگے کہ تم اس درجہ پر پہونچ گئے جسکی کبھی خواب خیال مین بھی کوئی امید نہین کرسکتا تھا - جب تم اچھا قیمتی کوٹ اور ایک بیش بہا ٹوپی اور ایک اسپ با درفتار ران کے نیچے اُن لوگون کے آگے دباکر آئے کہ جنکے پاس گدھا بھی نہین ہی تو وہ بتاؤ کیا خیال کرینگے

بس یہی سوچین گے کہ اسکے ہاتھ کہین سے مال لگ گیا ہی۔

جب اُنکی نگاہین تمھاری پُرشوکت اور نمایان پوشاک پر پڑین۔ اُنھون نے تمھارا امر لشیر والا پائپ ملاحظہ کیا تمھارے ساتھ آدمیون کی قطار دیکھی تمھارے جڑاؤ زیور پہنے ہوے گھوڑے کو نظر کیا اور تمھاری عظمت اور جلال پر نظر کی فوراً آتش حسد کے شعلے انکے مجمر دل مین بھڑک اُٹھے اور اُنکی آنکھون سے عداوت کا غبار نکلنے لگا تو اب اُنھون نے چاہا کہ جہان تک ہوسکے کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ جس سے تمھارا تنزل ہوا اور جو کچھ عزت تھین حاصل ہوئی ہی یہ سب برباد ہوجاے۔ تو یہ بدیہی ہی کہ یہی لوگ ہین جنھون نے تمھاری بیوی کے بھائیون سے جاکر کانا پھوسی کی کہ یہ شخص جس سے آپ کی بہن منسوب ہوئی ہی بغدادی تاجر نہین ہی بلکہ یہ اصفہان کے نائی کا بیٹا ہی۔ انھین لوگون نے اُن باتون کو جھٹلایا ہی جو تمنے شادی ہونے پر اپنی بیوی سے بنائی تھین اور انھین نے ہی بہت آزادی سے تمھارے خاندان وغیرہ کی بھی تردید کی جو تمنے قریشی بتایا تھا اور جو کچھ تم نے اپنی تجارتی دھوم دھام دکھائی تھی اور اُسکے تروتازہ اسباب کا نقشہ اُنکی آنکھون کے آگے کھینچا تھا اور سب کو اپنی مالی حالت کا سبز باغ دکھاکر دھوکے مین لائے تھے اور بخارا کا بیوپار اور چین مین اپنے جہازات چلتے ہوے لوگون پر عیان کیے تھے سب کی ان لوگون نے اصلیت ظاہر کردی۔

کاش اگر تم مجھ سے حاجی بابا تر کی آغا کے طور پر نہ ملتے بلکہ حاجی بابا اصفہانی کے لباس مین ملاقات کرتے تو مین تھین ہرگز یہ فضول نمائش نہ کرنے دیتا اور کبھی یہ رائے نہ دیتا کہ تم اپنے ہموطنون کو یہ فلاحت اور سرسبزی اپنی دکھاؤ لیکن ابتو جو کچھ معاملہ تھا وہ ختم ہوگیا۔ ہوا کا رخ ہی پھرگیا اب اگر تم سے کہنے کی بات ہی تو یہ ہی کہ آئندہ کے لیے اس سے تم تجربہ حاصل کرو۔

اس نصیحت آمیز گفتگو کے بعد اُسنے پائپ بھر پیا اور مُنھ مین سے دھوئین کے

بقے کے بقے نکالنے لگا۔

مین۔ یہ توسب درست ہی جو آپنے فرمایا ہی جو کچھ ہوا سو ہوا اور خدا اسکا نتیجہ بہتر کرے۔ مگر ان تمام باتون کے بعد یہ ہی کہ مین مسلمان ہون اور انصاف جیسا دوسرے شخص کے لیے ہی ایسا ہی میرے لیے۔ مین نے یہ کبھی نہین سُنا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کو طلاق دیدی ہو ہان اسکے برخلاف تو ہوتا ہی کہ مرد عورت کو چھوڑ دیتا ہی یہ امر میری سمجھ مین نہین آتا کہ میری ایک کُتے کی طرح سے بے عزتی ہوئی اور یہ بھی کہین ہوتا ہی کہ ایک شب کو تو اُسنے مجھے پسند کیا اور صبح کو مجھے نکال دیا۔

قاضی مفتی شیخ الاسلام اور مسلمانون کے ممالک کی طرح سے یہان بے شمار موجود ہین پھر مین اُن سے کیون نہ دادخواہی چاہون۔ وہ انصاف کرتے ہین۔ جہان بیٹھکر وہ تسبیح پھراتے ہین اور صرف عدل کرنے کے لیے اس جگہ پر آکر بیٹھتے ہین تو مین ضرور اُنکی عدالت مین استغاثہ پیش کرونگا۔

بوڑھا عثمان آغا۔ اے حاجی کیا دیوانے ہو گئے ہو۔ تم یہان بیوہ اور اُسکے رشتہ دارون سے جو کہ اسلام کے ایک قوی امیر ہین حق رسی اور استغاثہ چاہتے ہو اور اسپر طرہ یہ کہ اسکے بھائی اس شہر مین بہت ہی دولتمند تاجر ہین۔ تم نے اپنی زندگی کہان گذاری کیا تم نہین جانتے کہ جسکے پاس سونا ہی اُسی کے پاس انصاف ہی اگر تم مفتی کے آگے استغاثہ دائر کرو اور یہ بھی فرض کرو کہ قرآن شریف کا ہر لفظ۔ ہر سطر۔ ہر ورق اور ہر سورۃ مین وہ باتین بھری ہوئی ہون جو تمھارے مفید مطلب ہین مگر طرف ثانی یعنی مدعا علیہ امیر ہین۔ اور ایسے امیر جیسے تمھاری بیوی کے بھائی ہین تو یاد رکھو کہ ہرگز تم فائدہ نہ اُٹھاؤ گے زرد یون و فولاد نرم کا معاملہ ہی وہان تو نقدی چاہیے فیصلہ شد۔ یون ہی ناکام پھر کر واپس چلے آؤ گے۔

مین۔ اے علیؑ۔ اے محمدؐ۔ اگر دنیا مین نری غیر انصافی ہی غیر انصافی بھری ہوئی ہی

تو تو بیشک حاجی بابا نے اپنے معاملے مین خاک ڈالی اب مین چاہتا ہون کہ مین پھر نیچون اور حقون کی تجارت کرنے لگون لیکن نہ مین کر سکتا ہون نہ کرونگا۔ کیونکہ اسی آسان طریقے مین مین سب کچھ گنوا چکا اور باتون باتون مین میری متاع خاک مین ملگئی۔ مین جاؤنگا اور اپنی بدقسمتی کو مکان کی چوٹی پر سے مشتہر کرونگا۔

اسپر مین ایک گھری مایوسی اور نا امیدی مین رونے لگا اور خوب نالہ وبکا کیا اور اپنی داڑھی کے چند بال جڑ سے اکھیڑ ڈالے۔

عثمان آغا نے مجھے تسلی دینے کی کوشش کی اور مجھ سے کہا کہ اپنی گذشتہ زندگی کی طرف خیال کرو اور اُسنے طرفین کی اُس سرگذشت کو یاد دلایا کہ جب ہم ترکمانون کی قید مین تھے۔

عثمان آغا۔ ان اللہ عظیم کریم۔ جو کچھ ہماری تقدیر مین ہوا اور جو لوح محفوظ پر لکھا گیا وہ انمٹ ہی ہرگز نہین مٹنے کا اور وہ ہمین بھگتنا پڑے گا۔

مین۔ (ایک نیا خیال میرے دماغ مین پیدا ہوا۔) لیکن مین ایرانی اسطرح سے ہون کہ جیسے ایک مسلمان تو پھر ایک ترک سے یہ حق تلفی جو اُسنے میری کی ہے ضرور ہونی چاہیے تھی اِن سب باتون کے بعد ہم ایک ہی قوم تو ہین چنگیز خان۔ تیمور۔ نادر۔ یہ بھی تو ہم ہی مین سے ہوے ہین صرف انکے سبب سے دُنیا مین ہمارا نام کس قدر روشن ہوا جنھون نے ترکون کے باپ داداؤن کو جہان کہین پایا جلادیا۔ اَب مجھے اپنے ملک کے ایلچی کے پاس جانا چاہیے وہ ضرور اس امر پر زور دیگا کہ میرے ساتھ انصاف ہو۔ (اہ خوش قسمت خیال) ہان ہان وہ ایلچی ضرور میری بیوی کو مجھے واپس لوادیگا اور پھر دیکھین کہ ہم سے اُسے کون واپس لے لیتا ہے۔

اس خیال سے گویا ایک نئی جان مجھ مین پیدا ہوگئی جیسے کسی نے نئی روح پھونک دی ہو۔ مین ذرا بھی اس سُننے کے لیے نہین ٹھہرا کہ عثمان آغا اِس مضمون پر

مجھ سے کیا کہتا ہے۔ مین نے تو فوراً ہی قدم آگے بڑھایا۔ نئی نئی امیدون اور تازہ
تازہ جرائتون کے دریا دل مین موج مار رہے تھے اب تلاش وکیل شاہ شاہان کی ہوئی
جو نہایت ہی خوش قسمت اور ساعت سعید مین ابھی فیج بندرگاہ مین ایک مشن کے ہمراہ پہونچا تھا

چھبیسوان[۲۶] باب

اپنے دشمنون سے پیچھا چھڑانے اور مطمئن ہونے کے لیے حاجی بابا کو
ایک دوست کا ہاتھ لگنا۔ مرزا فیروز کی کچھ کیفیت

دریافت کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ اسکوترائی مین ایلچی نے قیام کیا ہے مین نے
اپنا قدم اُس طرف اُٹھایا اب مجھے یہ سوچنے کا خوب موقع ملا کہ اس قسم کی زبردست
شکایت اُس سے جاکر کرونگا۔ کہ مجھپر یون ظلم ہوا اور میری یون گت بنائی گئی۔
خشکی پر اُتر کر مین نے اُسکے مکان کا راستہ دریافت کیا وہ راستہ جسکے دو طرفہ
درخت لگے ہوے تھے اُسکے بے شمار ملازمین سے پُر تھا اُنکی صورت دیکھکر مجھے اپنا ملک
یاد آگیا۔ (یہ ہم سے بہت ہی مختلف تھے) یعنی یہ اپنی زیادہ گوئی اور بک بک اور
حرکات جسمانی مین ہم سے بڑا بل رکھتے تھے۔

میری گفتگو سے انھون نے فوراً پہچان لیا کہ یہ بھی ہم ہی مین سے ہے گو میرا لباس
ترکون کا سا تھا اور پھر مجھے اُنکے آقا تک پہونچنے مین بھی بہت دقت نہین ہوئی۔
لیکن۔ قبل اسکے مجھے ذرا اسکی وضع پر تردد کرنا پڑا کہ جس قسم کا یہ شخص ہے اس سے
اُسی موافق گفتگو کرنی چاہیے۔ اسلیے پہلے مین نے اسکے خادم سے باتین کین اور اسکا
کچھ حال دریافت کیا لیکن وہ جتنا مین چاہتا تھا نہ بتا سکا۔

میری دریافت اور تفتیش کا یہ نتیجہ مفصلۂ ذیل ہوا۔

ایلچی جسکا نام میرزا فیروز تھا ایدالشی شیرازی تھا اور یہ ایک معزز خاندان مین سے

تھا گو نسباً اعلیٰ نہو۔ ہان اسکی ماں وزیراعظم مرحوم کی بہن تھی جسنے شاہ کو تخت پر بٹھایا
تھا۔ مرزا فیروز کی مرحوم مذکور الذکر وزیراعظم کی بیٹی سے شادی ہوگئی تھی۔ اور اسی سبب سے
مرزا فیروز کو سلطنت مین بڑا عہدہ ملا تھا۔ چونکہ تغیر و تبدل مرزا پر آکر زیادہ واقع ہوا تھا
اس لئے اوسے مختلف ممالک کے دیکھنے کا بھی بہت اچھا موقع ملا تھا اور تمام ملکون مین
گردش لگانے کا یہی سبب تھا۔ یہی باعث تھا کہ شاہ نے غیر ممالک کے کام کی انجام وہی
اور سفارت کے لیے اُسکو منتخب کیا۔

یہ ایک پُھرتیلے اور سریع الفہم دماغ کا آدمی ہی جیسا کہ میرے خبررسان نے مجھ سے
بیان کیا مغلوب الغضب ہی لیکن کڑھی کے اُبال کی طرح غصہ بہت جلد فرو ہوجاتا ہی۔
مزاج مین نرمی خداترسی اور سخاوت بہت ہی مگر یہ بھی ہی کہ حالت غضب مین ذرا تیزی
سے بھی کام لیتا ہی۔ اس مین قوت بیانیہ بہت بڑی ہی اور اس سے یہ فائدہ ہی کہ جب کبھی
اپنی بیعقلی اور بےشعوری سے کشمکش مین پھنس جاتا ہی تو صرف اپنی زبان آوری سے آسین سے
بہت جلد نجات پالیتا ہی اپنے خدام اور ہمراہیون پر یہ مہربان بھی ہی اور بعض دفعہ قہرناک
بھی ہوجاتا ہی بعض وقت تو ایسا مہربان ہوتا ہی کہ انسے یہ کہہ دیتا ہی کہ جو تمھارا جی چاہے
کرو اور مجھ سے جو عرض کرنا ہی کرو۔ مگر دوسرے وقت اُنکی صورت دیکھنے کا بھی آشنا نہین
رہتا۔ غرضکہ اگر اسکی مجموعی حالت پر غور کیا جائے تو خلیق بھی ہی۔ اسکے طرق مین افسونگری
کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہی۔ اور اسکی فطرت مین ملنساری بہت ہی طبیعت بہت بڑی سلیم ہی
اِن اِن صفات کا شخص تھا جس کی خدمت مین حاضر ہونے کا مجھے اتفاق ہوا تھا۔
یہ ایک مقام پر اُسی ایرانی طریقے پر بیٹھا ہوا تھا۔ مزاج کیسا ہی کیون نہو لیکن صورت
بہت ہی پاکیزہ تھی۔ اسکے کاندھون پر اسکے سر کا بہت ہی موزونیت سے جلوہ ہوا تھا۔
اسکی کسی ہوئی پوشاک ذرا اور بھی اُسکے سینے کو چوڑا دکھاتی تھی۔ اسکا چہرہ ایسا خوبصورت
تھا کہ مین نے تو آج تک اپنے ملک والون مین کوئی ایسا دیکھا نہین۔ اسکی ستوان ناک

بڑی بڑی نکیلی چمکتی ہوئی آنکھیں۔ اسکی گوہر نما بتیسی اسکی تنگی دہنی اسکی تناسب داڑھی جس نے اور بھی چہرے کی رونق بڑھادی تھی غرض یہ تھا کہ جس قدر باسمین صفات تھیں یہ اسی قابل تھا کہ دوسرے مقامات پر سفیر بناکر بھیجا جائے اس سے بہتر ایران بھر مین کوئی نہین منتخب ہوسکتا تھا جب ہماری باہم آنکھیں چار ہوئین اور دو سچے ایمان والے ملے تو مجھ سے اسنے یہ سوال کیا۔ کیا تم ایرانی ہو۔

مین۔ جی ہان حضور کی عنایت سے مین ایرانی ہون۔

مرزا فیروز۔ اچھا تو پھر تمنے ترک کی صورت کیون بنائی۔ ہمارا بھی تو ایک شاہ ہی کہ جسکا ایسا ملک نہین ہی کہ وہ کسی سے چھپے۔

مین۔ یہ درست ہی جو کچھ آپ نے ارشاد کیا ہی اسمین سر مو تفادت نہین مگر مین ترکون کی وضع کر کے کتّے سے بھی بدتر ہوگیا۔ میرے دن کس سختی پر صرف ہوے ہین اور میرا پتا پانی پانی ہوگیا۔ اور یہ کیفیت میری جب سے ہوئی کہ مجھے ان حقارت زدہ تحقیر آمیز ترکون مین کچھ رشتہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ اب میرا خدا پناہ ہی یا حضور ہین۔

مرزا فیروز۔ یہ بات کیونکر ہی کہو تو سہی۔ اصفہانی بچہ بڑے ہی تعجب کی بات ہی کہ ترک اُس سے شادی کرین۔ ہم نے تمام راستہ سفر کیا یہ نہین کہ ہم اُنکی غلاظت کھائین بلکہ اور اُلٹا اُنھین اپنا ہی کھلاتے آئے ہین۔ یعنی ہم اُن سے کسی حالت مین دبے نہین بلکہ اُنپر غالب ہی رہے۔

مین نے اُس سے اوّل سے آخر تک جو کچھ گذری تھی سب کیفیت حرف بحرف کہدی میری رام کہانی کو تعجب آمیز دلچسپی سے گوش گزار کرتا جاتا تھا۔

جب مین نے اپنی شادی کا ذکر کیا تو وہ بہت خوش ہوا اور جس دھوکے سے کہ مین نے دولتمند بیوی حاصل کی تھی اُسپر اُس نے بہت ہی خندہ زنی کی۔ پھر مین نے تمام کیفیت دعوت کی بیان کی اور جس عزّت سے کہ مین پیش آیا گیا تھا وہ بھی مین نے

اُس سے کہی اپنی شان وشوکت اور عظمت کا بھی حال کہا جسنے اُسے اور بھی خوشی دی غرض جو کچھ پوست کندہ حالت تھی سب حرف بحرف کہ دی - ترکون کو دھوکا دینا اور اپنے کو امیر کبیر تاجر مشہور کرنا جب مین یہ کہ چکا تو اُسنے کہا - ای اصفہانی تو نے غضب ہی ڈھایا واقعی بہت ہی اچھا کیا خوب کیا اگر مین تیری جگہ پر ہوتا تو مجھسے یہ کارگزاری نہوتی لیکن جب مین نے یہ حال بیان کیا کہ دیکھیے میرے ہموطنون نے میرے ساتھ یہ کیا اور مجھسے یون حاسدانہ طریقے سے پیش آئے اور میری بیوی اور اُسکے رشتہ دارون نے مجھسے یون بدزبانی کی مین سمجھا تھا کہ یہ سُنکر ضرور اُسے پاس ملکی کے لحاظ سے جوش آئیگا اور کچھ انصرام اسکا کر دے گا - اسنے یہ سُنکر پلنگ پر کروٹین لینا شروع کین لیکن اس حالت مین برابر ہنستا جاتا تھا -

مین - ای میرے آغا آپ یہ خیال تو فرمائین کہ اسوقت میری کیا حالت ہی بجائے پھولون کے بستر پر سونے کے اب میرے پاس تکیہ بھی تو نہین ہی کہ اسکا سرہانہ لگا لون نفیس گھوڑا اور مخملین جو مین زیب تن کرتا تھا اُنکے عوض مین اسوقت اگر ایک مرا ہوا گدھا اور دریدہ کپڑے ملجائین تو پھر بھی مین غنیمت ہی جانون جب مین اپنے اُن عیش و عشرت کے خیال کرتا ہون کہ جن مین زندگی مین بسر کرتا تھا میری دولتمندانہ پوشاک - میرے پُر شوکت اور فوق البھڑک گھوڑے - میرے ملازمین کی ٹرین - میرے سنگ مرمری حمام - میرے پائپ میرے قلیان - غرض اور مین کیا کہون میری تمام چیزین ایسی تھین جو ایک امیر شخص کو سزاوار ہو سکتی ہین سب خیرباد ہو گیئن ادر افسوس اب مین ایک بیچارہ فقیر اور بھکنگا رہگیا - اب حضور غور فرمائین کہ مین کن کن مصائب کا شکار ہوا ہون اور جب یہ مجھے یاد آتی ہین تو ایک ہنسی سی مجھ مین پیدا ہو جاتی ہی اسی طرح سے جیسے یہ میری باتین حضور کو خندہ زن کر رہی ہین -

مرزا فیروز - ذرا گرج کر اور کڑک کر - گیا وہ ترک کیا وہ ڈبل ڈبل لوگ اب بھی قہقہہ

اُڑا رہے ہین۔ الحمد للہ مین انھین لب مع انکی لنبی ڈاڑھیون کے دیکھ سکتا ہون۔ اُنکی بڑی بڑی ٹوپیان اُنکے خالی دماغ یقیناً یہ سب ترک ایران کے دیوانے لوگون کی طرح سے ہین لیکن انھین اس امر کا یقین ہو اور وہ یہ سمجھتے ہین کہ نہین ہم بعینہٖ اُنکے مانند نہین ہین۔

لیکن مین اس معاملے مین کیا کرون نہ مین تمھارا باپ ہون اور نہ چچا ہون کہ تمھاری بیوی کے معاملے مین اُسکے رشتہ دارون سے کچھ گفتگو کرون اور اسمین دخل دون نہ مین قاضی ہون نہ مفتی ہون پھر بھلا فیصل مقدمہ کون کرسکتا ہی۔

مین نہین آپ میری جہان پناہ ہین اور آپ ظل اللہ کے سفیر ہین۔ اور آپ یہ دیکھ سکتے ہین کہ میرے ساتھ انصاف ہوا یا نہین۔ آپ مجھے جسکا نہ کوئی دوست نہ یار غمگسار نہ ہمدم ہی صرف ایک پردیسی شخص اُسکو تو اس ظلم کے حوالے نہ کیجیے۔

دست مرا بگیر کہ دستم ز کار رفت	در بحر رنج بس کہ نمودم شنا وری
آغا منم کہ بعد ہزار آرزوے دل	بختم نمودہ سوے جناب تو رہبری
آن چشم دارم از نظر بندہ پرورت	کز عین التفات برین بندہ بنگری

مرزا فیروز۔ اچھا اگر تم نے دوبارہ اپنی بیوی کو لے لیا اور پھر تمھین کسی بہانے سے مار ڈالا گیا تو بتاؤ وہ مال ومتاع پھر کس غرض کا ہی کہ جب چند ہی روز کے بعد تم بستر پر مرے ہوے معلوم ہو نہین نہین ان سب باتون پر خاک ڈالو اور میرا کہنا سُنو اپنے ترکی کپڑے اُتار ڈالو اور پھر ایرانی پہن لو اور جب تمھاری ہمناسب وضع ہو جائیگی تو مین تمھین اپنے دل مین جگہ دونگا اور پھر تم دیکھوگے کہ تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہی۔ تمھاری رام کہانی سے مجھے بہت ہی دلچسپی حاصل ہوئی تمھاری عادتین اور قابلیتین پسندیدہ ہین اور اس امر کا یقین کرو کہ سارے دن تکیے سے لگے ہوے حقہ پینے سے اور بہت بہتر کام دُنیا مین کرنے ہین یہ بھی کوئی اچھی

زندگی ہے کہ پھولون کے بچھونے پر سونا اور موٹے گھوڑے کی چڑھی توڑنا۔ اسوقت تو تم اپنا بسترہ یہین جا لو۔ اور اپنے کو میرے ساتھیون مین شمار کرو جب ذرا طبیعت بحال ہوگی تو مین تمھین پھر بلاؤنگا تم اپنی کہانی پھر میرے آگے دُہرانا۔

یہ سُنتے ہی مین نے اُٹھ کر اُسکے پیرون پر بوسہ دیا اور وہان سے مین چلا آیا۔ دل مین خیال کرتا تھا کہ دیکھیے اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔

ستائیسوان باب

حاجی بابا کا ایلچی کے کامون مین فائدہ مند ہونا اور ایلچی کا اپنی رازداری مین اسکو شریک کرنا

ایک شاعر کا قول ہے کہ ضرورت ایک ایسی شتاب رکاب سوار ہے کہ بعض وقت ماندہ اور تھکے ہوئے ناکارہ گھوڑے سے وہ کام لے لیتی ہے کہ جسکو بعض وقت ایک مضبوط گھوڑا نہین کر سکتا۔

مین مایوس شکستہ دل اور ناامید ہو گیا تھا۔ اب وہ آس ہی جاتی رہی تھی کہ مین بھی اپنی زندگی کے دن خوشی مین بسر کرونگا۔

ایک ہم ہین کہ ہوے ایسے پشیمان کہ بس	ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے

اسوقت ہان اتنا تو ہو گیا تھا کہ فاقہ کشی کے دفعیہ کی ایک معقول صورت تو مین نے نکال لی تھی۔

مین سوچا کہ اگر مین نے اپنا گھر کھو دیا تو اسکے بدلے مین مجھے اپنا ایک دوست ملگیا اور مجھے اُس کی پناہ مین آرام کرنے کا بہت اچھا موقع ملا جس قوی اور پُرزور قسمت نے مجھے قدم بقدم زندگی کی بھول بھلیان مین پھرایا ہے بے شبہہ یہی قسمت جو کچھ مین چاہتا ہون اور میری خواہش ہے مجھے آرام سے زندگی بسر کرنے کا موقع دیگی

اور جس صورت عیش و راحت کو کہ مین نے اب تک نہین دیکھا ہی اسکا جلوہ میری آنکھون کے آگے کریگی۔

مین نے یہ ارادہ کیا کہ ایلچی سے خوب رسائی پیدا کرون لیکن مین یہ دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا کہ اوّل ہی ملاقات مین میرا گھر اُنکے دل مین ہوگیا اور وہ میری ملاقات سے دلشاد ہوا اور کئی ملاقاتون مین میرا اسکا بہت بڑا ربط ضبط بڑھ گیا مگر رفتہ رفتہ یہ سب باتین مجھے حاصل ہوئین۔ وہ مجھ سے خبرین دریافت کرنے لگا اور گورنمنٹ کے کاروبار پر مجھ سے آزادانہ گفتگو آئی۔ اور نیز اُن اسباب کا بھی ذکر آیا کہ جنکے لیے اسکی سفارت آئی تھی۔

مین نے یہ دیکھکر پلیٹکل تایع کی طرف اپنا خیال پھیرا دُنیا کی قومون مین سے مین سوا اپنے یا ترکون کے اورون کو نہین جانتا تھا۔ ہان صرف چینی۔ ہندی افغان کرد وش۔ عرب۔ ان قومون کے نام سے آگاہ تھا کہ یہ بھی کہین بستی ہین۔ ہان کچھ افریقہ والون سے بھی مجھے واقفیت تھی کیونکہ وہ بطور غلامون کے ہمارے ہان رہتے تھے۔ فرانسیسی اور روسی انکی نسبت مین اتنا ہی جانتا تھا کہ جو کچھ انکا حال مجھے ایران مین معلوم ہوا تھا۔ اور مین نے انگلش کا بھی کچھ حال سُنا تھا۔

جب مین قسطنطنیہ پہونچا تو مجھے یہ دیکھکر بہت تعجب ہوا کہ علاوہ اُن قومون کے جنکا مین نے ذکر کیا ہی فرانسیسی یہان کثرت سے بستے ہین چونکہ اب تک مین اپنے کامون مین تھا اس لیے مجھے انکا بہت ہی کم علم تھا۔

لیکن جب مجھے ایلچی کی صحبت ہوئی تو میرے خیالات اور ہی طرف رجوع ہوگئے اور انھون نے اپنی دیرینہ جگہ کو چھوڑ دیا۔ اور جب مین نے اُن معاملات کی گفتگو کو سُنا جو اب تک میرے خیال مین نہین آئے تھے مین بہت بڑا محقق بنگیا۔ جب اسنے دیکھا کہ میری پولیٹکل باتون مین اسے دلچسپی ہوتی ہی تو وہ بہت ہی خوش ہوا اور

اب اُسنے مجھپر پورا پورا اپنا بھروسہ کرلیا۔

ایک دن صبح کو ایرانی دربار سے اسکے پاس چند خطوط آکر پہونچے اسنے مجھے بلایا اور کہا کہ مین کچھ پوشیدہ باتین کرنا چاہتا ہون سوائے میرے سب لوگون کو اُسنے کمرے کے باہر نکالدیا اسنے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور بہت ہی دبی آواز سے کہا۔ حاجی مین تم سے بہت دنون سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ وہ لوگ جو میری ہمراہی مین ہین اُنھین کسی بات کا بالکل سلیقہ ہی نہین نہ جس قدر کہ مین چاہتا ہون اُنکی سمجھ ہی۔ یہ صحیح ہو کہ وہ ایرانی ہین اور بہ نسبت تمام دنیا کے لوگونکے اُنھین قابلیت کا حصّہ بھی ملا ہی "عقل و دانش ہمہ با مردم ایران زیبد"

لیکن با این ہمہ وہ معاملات سلطنت مین بالکل کورے ہین اور جس کام کے لیے کہ مین یہان بھیجا گیا ہون اس مین تو وہ محض نابلد ہین مگر الحمد للہ مین دیکھتا ہون کہ تم انھین سے نہین ہو۔ تم اُن لوگون مین سے ہو کہ جس نے دنیا کا بہت کچھ دیکھا ہی اور مجھے امید ہی کہ تم سے کوئی احسن کام انجام پذیر ہوگا۔ تم وہ شخص ہو کہ ایک شخص کے دل مین بیٹھکر اُسکا کل راز دریافت کرسکتے ہو اور اُس سے باتون ہی باتون مین وہ اڑا سکتے ہو کہ جس سے بعد ازان بہت کچھ مطلب برآمد ہوسکتے ہین۔ تم اسی قسم کے آدمی ہو جسکی مجھے خواہش تھی یہ سمجھ لینا کہ اگر تم نے اپنے کو مجھپر اور شاہ شاہان پر قربان کردیا تو تمھین بہت فائدہ حاصل ہوگا اور تمھارا چہرہ تمھاری رائے کی طرح دھودیا جائیگا یا تمھین سرخروئی حاصل ہوگی۔ اور ہماری خوش قسمتیون کی برکت سے ہمارے سر آسمان پر ٹکر کھائینگے۔

مین۔ جو کچھ میرے دست قدرت مین ہی اُس مین کسی طرح کمی نہین ہوسکتی حاضر ہون مین آپ کا غلام اور خادم ہون اور آپ کا ہمہ تن وقف ہون۔ آپ مجھے حکم عنایت فرمائین مین اپنے سر اور آنکھون سے تیار ہون۔

مرزا فیروز۔ شاید تم نے یہ سُنا ہوگا کہ میری سفارت یہان صرف شاہ کے لیے لونڈیان خریدنے کی غرض سے آئی ہی اور یہ غرض ہی کہ یہ بھی دیکھ لیا جائے

کہ آیا انھین ناچنا گانا اور چکن کا کام آتا ہو اور شاہ کے لیے نہایت قیمتی ریشمی کپڑے اور دوسری وہ اشیا جنکا تعلق عیش ونشاط سے ہو خرید کی جائینگی۔

مین ان مصیبت انگیز مطالب کے لیے ایلچی نہین ہون۔ نہین بلکہ میرے کام بڑے پایہ کے ہوتے ہین لیکن شاہ جو کہ بہت بڑا عقلمند ہو کبھی اپنے معاملات کی سربراہی کے لیے بغیر ذاتی قوت مدرکہ کے کسی کو منتخب نہین کرتا۔ تو اُسنے مجھے خاص اسکے لیے چھانٹا ہو تو اب سے گوش گزار کرلو جو کچھ کہ اب مین تم سے کہتا ہون۔

چند ماہ کا عرصہ گذرا کہ یورپ سے ایک ایلچی سلطنت کے دروازے پر پہونچا اور اُسنے یہ بیان کیا کہ مجھکو شہنشاہ فرانس بوناپارٹ نے ایک چٹھی اور تحفے دیکر بھیجا ہو۔ اسوقت اسمین پوری پوری قوتین تھین جسکی باتون سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اسکا آقا شہنشاہ کہ رہا ہو یعنی اسکی گفتگو شہنشاہ کی گفتگو خیال کی جاتی تھی اور علیٰ ہذا القیاس اسکے کام بھی۔ اسنے یہ بھی کہا کہ مجکو عہدنامہ کرنے کے لیے ہدایتین ہوئی ہین۔ یہ خود بہت بلند قد تھا اور جیسے کہ اور فرانسیسی گفتگو کرتے ہین اُسی طرح وہ بھی گفتگو کرتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گفتگو کیا کر رہا ہو گویا غلیظ کو جوتیون سے مل رہا ہو۔

اُس نے اقرار کیا کہ روسیون کو جارجیا مین اپنی فتوحات واپس کرنی پڑینگی اور جس قدر اس مین سے تمھارے حصے لیے ہین وہ سب دلوا دیے جائینگے۔ اور ہم شاہ کے قبضے مین طفلس۔ بدکو۔ دربنت۔ پھر دیدینگے اور جو شہر کہ فارس کے قبضے مین پہلے زمانے مین تھے غرض وہ سب واپس آجائینگے۔ اور اُسنے یہ بھی کہا کہ ہم تمھارے لیے ہندوستان فتح کردینگے اور انگلش کو اُسمین سے نکال باہر کرینگے۔ غرض کہ جو کچھ ہمنے کہا وہ سب اُسنے اقرار کیا۔

اب یہ درست ہو کہ ہمنے پہلے سُنا تھا کہ فرانسیسی اچھے کپڑے اور زربفت بنانے مین اُستاد ہین۔ لیکن ہمنے پہلے یہ کبھی نہین سُنا تھا جسکی نسبت کہ اُنکے ایلچی نے

ہم سے کہا ہو۔

اُنکے مصر پر حملہ آور ہونے کی ہم نے کچھ خبر سُنی تھی اور حملہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ قہوہ اور نخنیا اُنھین ایک فائدہ مند شئی معلوم ہوئی تھی۔ ہمارے بوڑھے خان جو خاندان صفی مین سے ہین اس امر کو بخوبی یاد رکھتے تھے کہ شاہ حسین کے دربار مین لوئیس شاہ فرانس کی طرف سے تو آیا تھا لیکن بونا پارٹ کیونکر بادشاہ بن بیٹھا۔ یہ کوئی نہین بتا سکتا ایران کے کسی متنفس کو بھی یہ معلوم نہین ہو آرمینین تاجر جو تمام ممالک کا گشت لگاتے پھرتے ہین اُنھون نے بیان کیا کہ ہان ہمین معلوم ہو بونا پارٹ موجود ہو اور جب سے کہ بادشاہ بنا ہو اُسنے تمام یورپ مین ایک کھلابلی مچا دی ہو۔ یہ سنکر تو شاہ کے کان کھڑے ہوے اور اُنھون نے بہت ہی عزت سے اسکا استقبال کیا۔

وہ کاغذ جو اُسنے پیش کیے ان حروف مین لکھے ہوے تھے کہ کوئی شخص پڑھ ہی نہ سکا کہ آیا یہ سچے ہین یا جھوٹے ہین یا جو کچھ اسنے کہا ہو اسکا یہ مطلب بھی ہو یا نہین ہو۔ ہمارے چھوٹے بڑے وزرا نے بالکل ہی اس معاملے کو نہ سمجھا۔ ہمارا شاہ (کہ خدا اُسکو زندہ و سلامت رکھے) جو دنیا کے آفتاب کے نیچے سب کچھ جانتا ہو وہ بھی اسے نہین سمجھا۔ ہان علاوہ خواجہ عبید کے جو ایک آرمینین تھا اور جو مارسیلیا مین (فرانس کا ایک قصبہ ہو) قید کر دیا گیا تھا اور نرسینر کے جوان ملکون مین یا وہی بھی رہا تھا کسی نے نہ سمجھا۔ ہم شاہ شاہان کی بارگاہ مین ایسا ایک شخص بھی نہ رکھتے تھے جو ہماری تاریکی جہالت کو کھو دیتا اور ہمارے دماغون کو واقفیت کی روشنی سے منوّر کرتا۔ یہ تو یہ کوئی اتنا بھی تو نہین ہوا کہ یہی ثابت کر دیتا کہ آیا بونا پارٹ اور اُسکا وکیل فریبی تو نہین ہو۔ آیا وہ اس لیے آئے ہین کہ ہماری ٹوپیان سرون پر سے اُتار لین یا ہمارے جسمون پر خوش قسمتی کی پوشاک پہنائین۔

لیکن ہم اس پیچ و تاب اور شبہہ مین بہت مدت تک نہین رہے۔ کیونکہ جب ان انگریزون نے جو ایران اور ہندوستان کے بیچ مین تجارت کرتے ہین اور انمین سے اکثر بوشہر مین بھی رہتے ہین انھون نے فوراً قاصد اور خطوط دوڑاے اور اپنے ایجنٹ بھیجے کہ فرانسیسی کی باریابی کی مزاحمت کرین اور ایسی عجیب و غریب کوششین عمل مین آئین کہ اُسکی ایران مین کامیابی نہو۔ ہمکو بہت کچھ معلوم ہو گیا کہ ان دونون مین رقابت چلی آتی ہے۔

شاہ نے کہا کہ میرے تاج کی قسم یہ سب اسوقت میری بلندی ستارہ سے ہوا ہے۔ مین تو یہان تخت پر بیٹھا ہوا ہون اور یہ صرف اس سبب سے کہ جھگڑا فساد نہو تحفے لے لیکر شمال اور جنوب اور مشرق و مغرب سے میری خدمت مین آتے ہین۔ اُنھین پاس آنے دو

جب مین نے شاہی دروازے کو چھوڑا ہے یعنی مین طہران سے روانہ ہوا ہون تو یہ امید تھی کہ انگریزون کا بھی ایک ایلچی عنقریب طہران مین پہونچے گا۔ تو یہ خطوط جو مجھے اب پہونچے ہین انمین اُن تجاویز کا ذکر ہے جو اسکے استقبال کے لیے کی گئی ہین اور عہد و پیمان کا بھی ذکر ہے جو اُس سے کیے جائینگے۔ لیکن جب تک کہ شاہ مجھ سے صلاح نہ لیگا ہرگز اس معاملے مین کچھ نکریگا۔ کیونکہ اُسے اس امر کی اطلاع ملی ہے کہ قسطنطنیہ مین اس قسم کی تمثیلین بہت سی ہین اور یہان صدہا سفیر شب و روز آتے رہتے ہین اور ان مین سے ہر ایک شخص یہان سفیر ہی ہے تو تم تمام معاملات کی بابت لکھو۔ اور جن باتون کی مجھے ضرورت ہے سب اطلاع دو اور ہر شبہہ کو جو فرانسیسی اور انگریزونکی بابت ایران مین آکر واقع ہوا ہے اُسکو بالکل صاف کر دو اور اگر ممکن ہو تو اس امر کی بھی تحقیق کرنا کہ آیا جو کچھ یہ کہتے ہین سب صحیح ہے یا نہین

اب اے حاجی (ایلچی نے کہا) مین تو اکیلا ہون اور اسقدر کام ہے جسکو مین نے پچاس آدمیون کا سمجھا ہے۔ کہ اتنے بڑے عظیم الشان کام کے لیے پچاس ہی کافی ہونگے۔ فرانسیسیون مین کثرت سے اقوام شامل ہین۔ جہان ایک بولا دوسرے کی بھی گڑگڑانے کی آواز کان مین آنے لگی اور پھر اُس کے بعد دوسرے کی اور دوسرے کے بعد تیسرے

کی یہانتک کہ مجھے معلوم ہوا کہ یہان گلے کا گلہ ہی موجود ہو۔ جیسے کہ مین تم سے پہلے کہچکا ہون کہ یہ لوگ جو میرے ساتھی ہین میرے مطلب کے نہین ہین اور اب مین نے اپنی نگاہ تم ہی پر ڈالی ہو تمھاری سرگرمی اور جدوجہد سے مجھے بہت کچھ امید ہو۔ تم چند کفار سے بھی واقف ہو تم ترکی زبان بھی سمجھتے ہو اور وہ تمھین جسقدر کہ ہم جاننا چاہتے ہین اس سے بھی اطلاع دینگے۔ مین تمھین شاہ کی ہدایتون کی ایک نقل دیتا ہون جسکو تم اپنے دماغ کے پوشیدہ کونے مین چھپا لینا۔ اور یہی تمھاری اُن باتون مین رہنما ہونگی جو ہم چاہتے ہین جاؤ اور ایک کونے مین بیٹھکر سوچو کہ ہم یہ کرنا چاہتے ہین اور ہماری مطلب برآری کیونکر ہو گی اور اُن تدابیر کا بھی خیال کرنا جو عمل مین آنے کے قابل ہین۔

یہ کہکر اُسنے مجھے رخصت کیا اور اب مین زندگی کے سبیل خیز دور کی ترقی کی امید مین غلطان و پیچان ہوا۔

اٹھائیسوان باب

پبلک لائف مین اسکی پہلی کوشش

جون ہی ایلچی نے ہدایتون کی نقول مجھے دین مین پاس کے روضے مین چلا گیا اور مین نے انھین پھر پڑھا۔ مین نے کاغذ کو بہت ہی ہوشیاری سے اپنی ٹوپی کے ایک طرف چسپان کر لیا۔ چونکہ پبلک کے کامون مین شمول ہونے کا میرا پہلا ہی زمانہ تھا تو اسکی خاص خاص خوشیان میرے دماغ مین باقی ہین۔

پہلا یہ منشا تھا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ جسکو ملک انگلستان کہتے ہین اسکی وسعت کتنی ہی۔ اور جیسا کہ شاہ ایران کو یہ معلوم ہو کہ شاہ فرانس بھی کوئی ہو تو وہ اب کیا زندہ ہو اور اسکا دار الخلافہ کونسا ہی۔

دوسری خواہش یہ تھی کہ فرانس مین کتنی قومین آباد ہین اور ان لوگون مین

صحرانشین اور شہری لوگ جیسے ایران مین ہین۔ ہین یا نہین۔ اور انکے خان کون ہین اور کیونکر حکومت ہوتی ہی

تیسری بات تحقیق طلب یہ تھی کہ فرانس کی وسعت کتنی ہی آیا وہان فرانسیسیون کی قوم ہی یا کوئی جدا سلطنت ہی۔ اور یہ بونا پارٹ کون ہی جو اپنے کو ملک کا شہنشاہ کہتا ہی

چوتھا امر تفتیش طلب یہ تھا کہ انگریزون کی نسبت بھی دریافت کیا جائے جنکو ایران مین انکے لیٹھے بگڑ ہون۔ اور جاقوؤن سے بہت کچھ جانتے ہین اور یہ بھی وہ دریافت کرتا تھا کہ وہان کے لوگون کی حالت دریافت ہو آیا وہ ایسے جزیرے مین تو نہین رہتے جو تمام عمر گردش کرتا پھرتا ہی اور کوئی گرم شہر بھی اُنکے ملک مین ہی اور آیا کیا وہ جہازون پر نہین بستے اور مچھلی نہین کھاتے۔ اور اگر وہ وہین رہتے ہین تو یہ معاملہ کیونکر پیش آیا کہ اُنھون نے ہند فتح کرلیا۔ اور اُسنے یہ بھی مجھسے کہا کہ ایران مین اس امر پر بہت دنون سے مباحثہ ہورہا ہی کہ آیا لندن انگلینڈ کا ایک حصّہ ہی یا انگلینڈ لندن کا ایک حصہ ہی۔

پانچوین بات تحقیق طلب یہ تھی کہ اسکی مشرح خبرین لاؤ کہ کمپنی کون بلا ہی جسکی نسبت اسقدر شہرہ ہی اسکا انگلینڈ سے کیا تعلق ہی۔ کیا ایک ہی عورت کمپنی ہی جاکثر بیان کی گئی ہی یا بہت سی بڑھیا عورتین ہین۔ اور آیا یہ جو مشہور ہی کہ یہ کبھی نہین مرنے کی صحیح ہی یا نہین۔ اور اُسکے ضمن مین یہ بھی دریافت کرنا کہ انگلینڈ مین طریقۂ حکومت کیسا ہی۔

چھٹا امر۔ نئی دُنیا نئی دُنیا جسے کہتے ہین اسکی نسبت بھی پوری پوری خبرین آنی چاہئین یہ ہدایت دربار کی تھی جس پر ایلچی کا خیال بھی بہت رجوع تھا۔

ساتوان امر۔ فرانسیسیون کی عام تاریخ لکھی جاے اور نیز دربار کی طرف سے یہ بھی دریافت کیا گیا تھا کہ آیا سب سے آسان طریقہ کونسا ہوسکتا ہی جس سے اُنکا سور اور شراب چھوٹ جائے اور وہ دین اسلام قبول کرلین۔

جب مین نے کاغذ کا مطلب خوب سمجھ لیا تو مین نے خیال کیا کہ رئیس آفندی کے

کاتب کے ذریعہ سے یہ سب باتین بہت آسانی سے طی ہو جائینگی اس شخص سے میری اُسوقت سے جگری دوستی ہوگئی تھی کہ جب مین پُرشان وشوکت تھا۔ مین جانتا تھا کہ وہ اکثر قہوہ خانے مین آیا کرتا ہے اور وہ خاص گھنٹہ ہے جب وہ مجھسے قہوہ خانے مین ملے گا۔ گو یہ شخص زیادہ گو نہین تھا اور بہت ہی کم باتین کیا کرتا تھا۔ مجھے امید تھی کہ جب یہ ذرا قہوے کا گھونٹ پیے گا اور اپنے پائپ کا ایک آدھ دم لیگا۔ تو پھر اسوقت ذرا اسکی طبیعت بحال ہو گی اور مجھے اپنی اصلی راے سے اطلاع دیگا۔ خوب اس خیال سے لبالب مین ایلچی کے پاس روضے سے اُٹھکر آیا تو وہ مجھے دیکھتے ہی کھل گیا اور اسنے میری بہت بڑی عزت اور توقیر کی۔

مرزا فیروز۔ کیا مین نے تم سے نہین کہا تھا کہ تم ایسے شخص ہو۔ کیا مین نے تم سے نہین کہا تھا کہ عقل تمھین مین کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ جب مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ میری اسکے ہان پوری پوری رسائی ہو گئی ہے تو مین نے اس سے خوب باتین ملا کر کہا اور کہا جو کچھ ہم چاہتے ہین وہ سب اس کاتب سے جسکو مین نے تجویز کیا ہے معلوم ہو جائیگا۔ اُسوقت پناہ مخلوق کی ہدایات کی پوری تعمیل اور جواب باصواب ہو جائیگا۔

مرزا فیروز نے مجھے یہ بھی اختیار دیدیا کہ تم اُس سے اس امر کا بھی قرار کر لینا کہ تمھین کچھ بطور نذرانے کے بھی دیا جائیگا کیونکہ اگر اُسکو مفصل کیفیت کسی امر کی نہ معلوم ہو تو وہ خود رئیس آفندی سے اُسے دریافت کر لے۔

مین ٹھیک وقت پر قہوہ خانے پہونچا اور وہان اپنے دوست کو بیٹھا ہوا دیکھا مین اُسکے پاس بہت ہی زیادہ اثبات دوستی سے گیا۔ مین نے قہوہ خانے کے آدمی کو بلایا اور کہا کہ بہت اچھی قہوہ یمن کے پیالے مین بنا کر لاؤ۔ چنانچہ وہ لے آیا۔ ہم دونون آمنے سامنے بیٹھے ہوے تھے۔ گفتگو کے سلسلے مین اُسنے اپنی گھڑی نکالی اُسوقت مجھے اپنے معاملے مین تعارف پیدا کرنے کا موقع ملا۔

مین۔ کیا یہ یورپ مین گھڑی ہے۔ یا نہین ہے۔

کاتب۔ ہان درست ہی یہ یورپین گھڑی ہی۔ علاوہ اسکے دنیا مین نہین ہوتی۔
مین متعجب ہوکر۔ یہ فرانسیسی تو بہت ہی عجیب لوگ ہین۔
کاتب۔ ہان۔ وہ بہت خردمند ہین۔
مین۔ اپنا حقہ اُسے دے کر۔ آپ برائے خدا کچھ اُنکا ذکر تو کرین۔ کیا یہ فرنگستان کچھ بہت بڑا ملک ہی۔ اسکا شاہ کہان رہتا ہی۔
کاتب۔ اے دوست تم کیا کہتے ہو۔ بڑا ملک تم پوچھتے ہو۔ بیشک یہ ایک بہت بڑا ملک ہی اسمین صرف ایک ہی شاہ حکومت نہین کرتا بلکہ بہت سے پادشاہ فرمانروائی کرتے ہین۔
مین۔ لیکن مین نے سُنا ہی اس مین بہت سی قومین آباد ہین سب کے مختلف نام ہین اور سب کے مختلف سردار ہوتے ہین۔
کاتب۔ اگر تم چاہو تو اُنھین ایک قوم کہہ سکتے ہو اور شاید یہ باعث ہی کہ وہ سب اپنی ٹھوڑی کا صفایا رکھتے ہین وہ سب موٹے کپڑے پہنتے ہین۔ وہ سب شراب پیتے ہین اور سور کھاتے ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہین مانتے لیکن یہ تو صاف ہی کہ انپر مختلف شاہ حکمران ہین دیکھو کہ انکے بیشمار ایلچی اپنی پیشانیان ہماری شاہی چوکھٹ پر گھسنے کو حاضر رہتے ہین۔ ایسے ہی بہت سے یہان موجود ہین۔
مین۔ خدا کے لیے آپ فرمائین کہ مین ذرا لکھون۔ آپ تو الحمد للہ بہت ہی عقلمند آدمی ہین۔ مین نے اپنے جزدوان مین سے قلمدان نکالا اور لکھنے کے لیے مستعد ہوا۔ وہ اپنے گلمچھے چڑھانے لگا اور یورپ کی خاص قوم کی بابت سوچنے لگا کہ کونسی ہی اسنے مجھ سے یہ کہا۔ تم کیون تکلیف کرتے ہو وہ سب ایک ہی تھیلی کے بٹے ہین لیکن ذرا تم ٹھہرو۔ اپنی انگلی کا اشارہ کر کے پہلی ہی جگہ مین تو آسٹرین ہین جو ہمارے پڑوسی ہین۔ یہ ہمارے لیے کپڑے فولاد اور شیشہ آلات بھیجتے ہین۔ اِن پر

ایک شاہ حکمرانی کرتا ہی جسکا سلسلہ بہت ہی پرانی قوم مین سے ہی۔ وہ بھی ہمارے
ہان اپنا ایک وکیل بھیجا کرتا ہی۔

لو اب روسیون کی طرف نظر ڈالو۔ انکا ملک اتنا بڑا ہی کہ کہتے ہین اُسکی ایک حد
تو ہمیشہ برف سے ڈھکی رہتی ہی اور دوسری کو تپش آفتاب جھلساتی ہی۔ وہ ہمارے سچے
دشمن ہین۔ اور جب ہم انکین مارتے ہین تو ہم یہ غل مچاتے ہین ماشاء اللہ۔ باری باری سے
مرد اور عورتین ان مین حکمرانی کرتے ہین لیکن ہم مین اور انین اس امر مین بہت ہی مشابہت
ہی کہ جیسے ہم اپنے سلطان کو قتل کر ڈالتے ہین وہ بھی اپنے بادشاہ کو ہلاک کر ڈالتے ہین

اور لو پھر پروشین ہین۔ جو ہمارے ہان ایلچی بھیجتے ہین۔ اللہ ہی اس کا سبب
جانتا ہی۔ کیونکہ ہمین انکی کچھ ضرورت نہین ہی لیکن یہ تم بخوبی سمجھ لو کہ شاہی دروازہ
جیساکہ ایمان والے کے لیے کشادہ ہی ویسا ہی اُنکے لیے بھی کھُلا ہوا ہی کیونکہ باران رحمت
جب برستا ہی تو کچھ خصوصیت نہین ہوتی۔

اچھا دوم وہ ہین کہ جو شمال مین آباد ہین اور جو تمام چیزون کی اختتامی حد پر
رہتے ہین۔ ڈنیس۔ اور سوئیڈس یہ بھی چھوٹی قومین ہین جنکا شمار بہت ہی مشکل سے
آدمیون مین ہوتا ہی۔ گو یہ کہتے ہین کہ شاہ ڈنمارک شاہ فرانس سے بہت ہی شخصی اور
خودمختاری کی حکومت رکھتا ہی وہان جان نثار لوگ بھی تو نہین ہین جو اسکی راے مین
رخنہ کرین۔ اور سوئیڈس تو دیوانے مشہور ہین جنھون نے ایک بار یورپ مین جنگ
کی تھی مگر کچھ کامیابی نہین ہوئی۔ انکا شاہ ہماری حدود مین بھی ایک مرتبہ گھُس آیا
تھا۔ اُسکو شکست فاش دے کر گرفتار کر لیا تھا۔ جب یہ معاملہ ہوا تو ہمین اُسکی قوم کا
علم ہوا اور اس سے پہلے ہمین معلوم نہین تھا کہ دُنیا مین انکا نام بھی ہی یا نہین۔

ایک کا اور بھی ذکر کرونگا۔ یہ فلیمنگ ہین سُست۔ ذہنی اور دیہاتی لوگ
ہین جو فرانسیسیون مین اس طرح سے آباد ہین جیسے ہم لوگون مین آرمینین وہ ایک

غنودہ ایلچی ہمارے ہان پنیر اور مکھن اور نمکین مچھلی کی درآمد پر عہد و پیمان کرنے کے لیے بھیجتے ہین۔ لیکن جب سے کہ بوناپارٹ جوان سب کا مربی ہی نمودار ہوا ہی اُنکی تمام سلطنت تباہ ہو گئی۔ اور جو ایسا شخص ہی جسکو ہم اپنے نادر اور سلیمان سے مقابلہ کر سکتے ہین۔

یہان مین نے کاتب کو اپنی حکایت کہتے ہوے تھمایا۔ اور بوناپارٹ کا نام لیکر مین نے اُس سے کہا۔ بوناپارٹ یہی لفظ تو ہی جسکی مجھے حاجت تھی کچھ اُسکی بابت بھی فرمائیے کیونکہ مین نے سُنا ہی کہ یہ بہت ہی بہادر اور جری ہے۔

کاتب۔ مین سوا اسکے اور کیا کہہ سکتا ہون کہ ایک زمانے مین تو یہ کچھ بھی نہ تھا صرف ایک سپاہی تھا اور اب وہ ایک بے تعداد قوم کا سلطان ہی اور تمام فرانسیسیون مین اجراے قوانین کرتا ہی۔ اسنے ہمین بھی پریشان کرنے کے لیے رُخ کیا تھا۔ مصر لیا تھا اور اسنے بیشمار لشکر بھیجا کہ ترکی کو فتح کرلے۔ لیکن وہ ترکون کی خون آلود شمشیر بران کو بھول گیا تھا آخر ترک شمشیر بکف ہوے اور اسے ہٹا دیا۔

مین۔ جنکو انگلش کہتے ہین کیا یہ بھی کوئی قوم ہی یا نہین۔ جو بہت ہی بے شمار لوگ دُنیا مین ایک جزیرے مین بستے ہین اور چاقو بناتے ہین۔

کاتب۔ ہان درست ہی۔ یہ انگریز بھی فرانسیسیون مین وہ قوم ہی کہ جس نے صدیون تک ہماری شاہی درگاہ کے آستانے پر اپنی پیشانی رگڑی ہی اور ہمارے پُرشوکت سلطان کی نظرون مین اُنکی بہت ہی وقعت ہی اور وہ انھین بہت محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہی۔ انکی بحری قوت بہت بڑھی ہوئی ہی۔ اور انکا گھڑیون اور کپڑا بنانے مین کوئی ثانی نہین ہی۔

مین۔ لیکن آپ نے انکی گورنمنٹ کی نسبت کیا سُنا ہی کیا علاوہ شاہ کے اِنکی گورنمنٹ مین کوئی اور بھی شامل ہی۔

کاتب - ہان تمھین درست خبر ملی ہی کہ انکا ایک بادشاہ ہی لیکن اسکو بادشاہ کہنا ایک سوانگ مین داخل ہی - وہ اسے کھلاتے ہین پلاتے ہین اُسکے رہنے کے لیے مکان دیتے ہین - اُسکے آگے سالانہ آمدنی بھی پیش کرتے ہین اُسکے تخت کے ارد گرد رہتے ہین - اور جس طرح سے کہ ہم اپنے شاہون کی مدح سرائی کرتے ہین اور انکے لیے بڑے بڑے تعظیمی الفاظ استعمال کرتے ہین یہ بھی اسکے ساتھ اسی طرح سے کرتے ہین مگر جان نثارون کے ادنیٰ افسر مین جتنی قدرت اور اختیارات ہین وہ اُسکے نہین ہین اُس مین یہ بھی جرأت نہین ہی کہ اپنے وزیرون مین سے کسی وزیر کو ٹکٹکی مین بندھوا کے لکڑیان تڑوا دے چاہے اسکا کچھ ہی قصور کیون نہو - اور ایک آغا چاہے تو آدھے شہر کے کان کٹوا سکتا ہی اور پھر سلطان کی طرف سے اُسکا معاوضہ اور نیز جرأت بھی اُسکی بڑھائی جاتی ہی انکے ہان معین مکان ہین جنمین لوگ ملبب بھرے ہوے ہوتے ہین جہان جھگڑے کے لیے نصف شہر اکٹھا ہوتا ہی - ایک شخص اگر سفید کہتا ہی تو دوسرا سیاہ پکارتا ہی ایک بات پر وہ سب پل پڑتے ہین اور خوب بحث کرتے ہین - ایسی باتون کو تمام سلطنت مین ہمارے ہان صرف ایک مفتی فیصلہ کر دیتا ہی -

غرضکہ سلطنت مین کچھ بھی تصفیہ نہین ہوتا چاہے ایک سرکش آغا کا بغاوت مین سر کاٹ دیا جاے اور چاہے اُسکا مال سب ضبط ہو جائے اسی طرح سے سیکڑون باتین ہوتی ہین - کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو -

خدا کی شان ہی اسکا ہمین شکر کرنا چاہیے کہ ایک کو عقلمند بنایا اور دوسرے فرقے کو بیوقوف بنایا - بڑے شکر کا مقام ہی کہ ہمکو غریب انگلش لوگون کی مصیبتین نہین برداشت کرنی پڑتین - اور ہم فاسفورس کے کنارے پر بہت امن سے اپنے پائپ پیتے ہین - اور سلطان کی خیر مناتے ہین -

مین - آپ نے مجھسے بہت ہی عجیب عجیب باتین کہین اگر یہ باتین میرے گوشگذار

نهونگی تو ہرگز مین یقین نہین کرسکتا۔ وہ یہ ہین کہ تمام ہند کا انگریزون سے تعلق ہی اور اسپر ایک عورت حکمران ہی۔ آپ اسکا سبب جانتے ہین۔

کاتب۔ مین اُنکے کسی کام پر بھی متعجب نہونگا۔ کیونکہ عموماً انکی عقل مین بہت ہی شہرت ہی اور یہ بات کہ ہند پر ایک بڑھیا عورت حکومت کرتی ہی یہ مین نے سُنا ہی شاید ایسا ہی ہو۔ (ہنسکر) خدا جانتا ہی۔ یہ لوگ کیا کیا عجیب باتین کرتے ہین۔

مین (تھوڑی دیر کے بعد) مجھے سب کا حال معلوم ہوگیا یا ابھی اور بھی لوگ باقی ہین۔ اپنی داڑھی کے صدقے سے یہ مجھے ضرور بتائیے۔ بھلا کون خیال کرسکتا ہی کہ اس عالم مین خدا نے ایسے ایسے لوگ پیدا کیے ہین۔

کاتب۔ کچھ دیر تامل کرکے۔ ہان ہان دو یا تین قومون کا ذکر کرنا تو مین بھول گیا لیکن وہ ذکر کرنے کے قابل نہین ہین۔ اسپینش۔ پرتگیز اور اطالیہ کے لوگ بھی ہین۔ انکے طرز معاشرت کے طریقے اور یورپ والون کے سے ہین لیکن وہ فرانسیسیون کے آگے کچھ بھی حقیقت نہین رکھتے پہلی سلطنت دولتمند ہین بھیجتی ہی۔ اور دوسری سلطنت ہمکو یہودی روانہ کرتی ہی۔ اور تیسری کے ہان سے پادری آتے ہین جو یہان آکر صرف گرجا بنانے کے لیے شاہی خزانے مین زر خطیر دیتے ہین تاکہ انھین عبادت کی گھنٹی بجانے کی اجازت اور استحقاق ملجائے۔ ہان یہ بھی بیان کرنا ضرور ہی کہ پاپا (پوپ) یعنی فرانسیسی خلیفہ جو اطالیہ مین رہتے ہین اور اپنا تلقین مذہب کرتے ہین مگر ہم اُنسے آمین بھی برتر ہین کیونکہ انکی نسبت ہم بہت سے کافرون کو مسلمان کرتے ہین۔

مین۔ ایک سوال مجھے اور بھی پوچھنا ہی بس پھر مین مطمئن ہوجاؤنگا کیا آپ مجھے نئی دنیا کی بابت کچھ صحیح حالات کہ سکتے ہین کیونکہ مین نے اسکی نسبت کچھ ایسے متناقض حالات سُنے ہین کہ میرا دماغ بھی سرگردان ہوگیا ہی۔ اچھا یہ فرمائیے کہ وہ زمین کے نیچے بستے ہین یا اوپر۔

کاتب۔ ہمکو چونکہ اس سلطنت سے کچھ زیادہ کام نہین ہتا اور نہ کچھ تعلق ہی اس لیے ہمین انکا زیادہ حال بھی نہین معلوم۔ ہان یہ صحیح ہی کہ ہر شخص وہان بذریعہ جہاز جاسکتا ہی کیونکہ یہان بھی نئی دُنیا کے جہازات بہت دیکھنے مین آتے ہین۔ ای میرے دوست (آہ مارکر) وہ بھی سب کافر ہین)

جب مین نے کاتب کو دیکھا کہ اس سوال مین کچھ خام ہی تو مین نے سوالات بند کردیے چونکہ یہ باتین کرتے کرتے بہت بڑا عرصہ ہوگیا تھا اس لیے مین نے پھر قہوے کے پیالے مانگے اور پائپ پیے اور ہم تازہ دم ہوے ہمنے باہم ایک دوسرے کو رخصت کیا اور طرفین سے کچھ دوبارہ ملنے کا وعدہ نہین کیا۔

انتیسوان باب

حاجی بابا کا یورپ کی تاریخ لکھنا اور ایلچی کے ساتھ فارس واپس پھرنا

مین خبرون سے پُر اپنے ایلچی کے پاس واپس پھرا اور مین اپنی زندگی کے تمہیدی واقعہ کی اوّل ہی کامیابی پر حد سے زیادہ خوش تھا۔

ایلچی اس سرگذشت اور کیفیت سے جو مین نے قلمبند کی تھی بہت ہی خوش تھا اور جب تک کہ ہم قسطنطنیہ مین رہے وہ مجھے روزانہ خاص خاص باتون کی خبر لینے کے لیے بھیجا کرتا۔ یہان تک کہ ہم دونون کو باہم یہ اطمینان ہوگیا کہ یورپ کی پوری پوری تاریخ لکھنے کے لیے ہمارے پاس پُورا پُورا مصالح موجود ہی۔ اور اسوقت ان ہدایات اور خواہشات کا جو مرکز عالم یعنی شاہ شاہان نے ایلچی سے دریافت کی ہین اور حکم دیا ہی کہ ان سب باتون کو تحقیق کرکے واپس پھرو۔ بہت ہی تندہی سے اور جان لڑا کر مین نے یورپ کی تاریخ لکھنے کے لیے جان کھپائی۔ اور بہت ہی کوشش سے اپنا قیمتی پارۂ تاریخ انشا کیا۔

مین نے ایک سخت مسودہ اسکا کیا اور پھر مین نے اسکو اپنے سردار کے پاس صحیح

کرنے کے لیے بھجدیا - تو میرے سردار نے اُن مقامات پر جہان بہت ہی سختی سے کام
لیا گیا تھا نرم کردیا اور جہان بہت ہی نرمی تھی اُسکو ذرا گرم عبارت مین بنادیا اور
پھر اپنے ایک خوشنویس کاتب کو دیا کہ اسکو شاہ شاہان ملاحظہ فرمائین گے تو بہت ہی
پاکیزگی سے عمدہ طور پر صاف کرکے قلمبند کر- یہان تک کہ ایک اہم کام کی جلد تیار
ہو گئی - اس پر قاعدے کے موافق زینت ہی گئی اور اسے خوب آراستہ پیراستہ کرکے ریشمی خریطے
مین لپیٹا اب گویا شاہ شاہان کی خدمت مین پیش کرنے کے قابل یہ عریضہ نما تاریخ ہوئی - جب
مرزا فیروز سمجھا کہ مین اپنا کام پورا کرچکا تو اُسنے اپنا ارادہ ایران واپس ہونے کا ظاہر کیا
اور مجھسے بیان کیا کہ مین تمھین صرف ساتھ ہی نہ لیجاؤنگا بلکہ طہران پہونچتے ہی دربار مین ایک
معزز عہدے پر ممتاز کراؤنگا - کیونکہ اسنے مجھ سے یہ کہا کہ ایسا قابل واقفکار شخص دربار کیطرف
سے فرانسیسی ایلچیون سے پیش آنے کے لیے قابل ہو کہ جسوقت وہ ایران مین پہونچین تو اُنکی
آؤ بھگت کرے -

یہان پہلے ہی ترکون سے سخت نفرت ہوچکی تھی اور اُنکے بُری طرح سے پیش آنے نے مجھے
اُنسے اور اُنکی تمام چیزون سے سخت متنفر کردیا تھا - اور جہان عسکر لب کا خیال آجاتا تھا بس
پھر تو میرے غصے اور غضب کی کچھ نہ پوچھو تن بدن مین آگ لگجاتی تھی افسر العلماے طہران کے
معاملے کو بھی بہت کچھ مدت منقضی ہوچکی تھی - مُلّا نادان کے بارے مین سُن چکا تھا کہ طہران مین
جاتے ہی اسکا سر اوکھلی مین کُچلا جاچکا - افسر العلما کی بیوی کی کروش کے ہاتھ سے رہائی ہوئی
تھی - تو ان سب باتون سے مین نے اپنا اطمینان کرلیا تھا کہ اب مجھے کچھ کسی کا بھی کھٹکا نہین
ہی اور اگر فرضًا باللہ تجھے پہچان بھی لیا تو بھی تجھپر کچھ آنچ نہین آسکتی اس لیے کہ تو ایسے
سردار جلیل القدر کی حفاظت مین ہی - "دشمن اگر قوی است نگہبان قوی ترست"!

جب بدقسمت مُلّا نادان گرفتار ہوا ہی تو افسر جلاد ان کے ہاتھ اسکا گمشدہ گھوڑا
اور سامان لگ ہی چکا تھا اور یہ ایک بدیہی امر ہی کہ عبدالکریم نے اپنی مالکنی کی قسمت

مین سے ضرور کچھ حصہ لیا ہو یعنی وہ بھی گردش کے نیچے مین مقید ہو تو پھر مجکو یہ بھی ڈر نہ تھا کہ وہ مجھ سے اپنے سوتن کا دعوی کریگا۔ تو اب مین طہران چلون یا نہین۔ پھر مین نے سوچا کہ چلنے مین ہرج ہی کیا ہے صرف ایک دفعہ اتنا ہو جاے کہ مین شاہ کا ملازم مشہور ہو جاؤن پھر کیا ہے۔ اگر مین نے ہزارون گناہ بھی کیے ہونگے تب بھی کچھ نہین اپنی ٹوپی سر پر بانکی رکھکر تمام سلطنت مین باآزادی پھرونگا۔

اِن سب باتون کو اپنی طبیعت مین خوب جانچ پر تال کرکے اور بخوبی سوچ سمجھکر مین نے مشن یعنی سفارت کے ساتھ چلنے کا سامان کرنا شروع کیا۔

لیکن سفر کرنے سے پہلے مین نے یہ ارادہ کیا کہ کاروانسرا مین جاکر ضرور اپنے ہموطنون سے مل آؤن وہ بھی دیکھین کہ دو مہینے کا بھی عرصہ نہین گذرا کہ ہمنے اُسے زدہ حال مین دیکھا تھا دیکھو یہ پھر ویسا ہی ہو گیا۔ اور اُنکے حسد نے بہت ہی کم اُسپر اثر کیا۔ اپنے اوپر تکالیف جھیل کر مین نے یہ ثابت کردیا تھا کہ لوگون کو معلوم ہو جاے کہ اسکا سفارت سے تعلق ہے اب اگلی وہ بات ہی جاتی رہی اور وہ جو مجھسے حقارت کرتے تھے وہ کوسون تھی۔ میری عزت ہی اور ہونے لگی اور جو کچھ کہ اُنسے شکایت تھی اُنکے اسطرح کے پیش آنے نے سب مٹا دی۔ کیونکہ وہ مجھسے اب ان الفاظ مین خطاب کرتے تھے۔ آپکی عنایت سے آپ کی مہربانی سے۔ آپ کے التفات سے یہ بات ہوئی۔ خدا کرے آپ کی عنایت نوازشات کبھی کم نہون۔ غرض اسیطرح سے تعظیم وتکریم حد سے زیادہ کی کہ مین بیان نہین کرسکتا۔ لطف یہ تھا کہ یہ کسی نے بھی نہین پہچانا کہ یہ وہی شخص ہے کہ دو مہینے کا عرصہ ہوا جسکی اتنی عزت ریزی ہو چکی ہے اور ایک نہ پہچاننے کی یہ بات بھی تھی کہ میرے ساتھ تو اُن وقایع کا وقوع ہوا تھا کہ جس سے مجھے قتل کرنے کا حکم ہو چکا تھا بھلا ایسا ایرانی مجرم پھر ایران سفارت کے ساتھ جانے کیون لگا۔ جب مین بوڑھے عثمان آغا سے رخصت ہونے لگا تو اُسکی حالت مین کچھ فرق آیا اور اسکی صورت سے کہ یہ ایکنائی کے

لڑکے سے کس قدر محبت رکھتا ہی اور اسکی طبیعت کا رجحان میری طرف کس قدر ہی اور کتنی ہمدروی برتتا ہی۔ رخصت ہوتے وقت اسنے مجھسے یہ فقرے کہے۔ جاؤ میرے بیٹے جاؤ۔ چاہے تم ترکمانون کے قیدی ہو۔ یا ایک مولوی۔ یا حقہ فروش۔ یا ترکی آغا۔ یا ایک ایرانی مرزا اور چاہے تم جو کچھ ہو۔ یہان تو ہمیشہ یہ دعا ہی کہ اللہ تمھین سرسبزی دے اور تمھارے ساتھ اُسکی حفاظت شامل حال رہے۔

مرزا فیروز حکام ترکی سے باقاعدہ ملکر عازم ایران ہوا۔ اسکا ترپی کو الوداع کیا اس قدر اُن لوگون کی کثرت تھی کہ جو ہمرکاب تھے کہ ایک فرسنگ تک برابر تانتا بندھا ہوا تھا ہمارا سفر مساعد تھا کیونکہ کوئی امر راہ مین قابل لکھنے کے نہین آکر واقع ہوا امن یہان تک کہ قسطنطنیہ سے روانہ ہوکر طہران تک پہونچ گئے۔ ہمنے ایران مین تو کچھ سفیر کا غلغلہ سُنا مگر مکمل طریقے پر نہین مگر تبریز مین جہان مرزا عباس گورنر تھے وہان ہمنے مختلف سوالات کیے اور یہ سوال اُس معاملے مین تھے کہ جنھون نے ملک اور اُسکے دربار کو متحیر اور گھنچکر بنا رکھا تھا۔ بڑی خاص وجہ یہ تھی کہ فرانسیسی اور انگریزی ایلچیون مین سخت رقابت ہوگئی تھی اور فرانسیسی ایلچی آچکا تھا شاہ نے اُسکا بہت کچھ استقبال کیا اور وہ سفیر جو ہنوز پہونچا ہی یہ کچھ ایسا بندوبست کرنا چاہتا ہی کہ انگریزی سفیر جو ابھی تک پہونچا نہین ہی شاہ کے دربار مین اسکا دخل نہ ہونے دون اپنے مقاصد کی انجام دہی کے لیے جو اُنھون نے تدابیر شاقہ کی تھین اُسکی مختلف روایات سُننے مین آئین اور تمام ایران اس شش و پنج مین غلطان و پیچان تھا کہ یہ لوگ اتنے دور و دراز سے اپنا زر خطیر صرف کرکے اور تکالیف اُٹھا کر آتے ہین اور ایمان والون سے آکر جھگڑتے ہین اور یہ امر یقینی تھا کہ یہ ہماری تحقیر کرتے ہین اور ہم پر تضحیک کرتے ہین اور ہمین مغلوب کرنا چاہتے ہین۔

فرانسیسی ایلچی اپنا دباؤ ڈالنا چاہتا ہی اور اُسنے صرف ذرا اپنا زور ڈالنے کے لیے

اپنے سلطان کی قوت کو ظاہر کیا۔ اسکی بزرگی اسکی قوت تمام یورپ پر دکھلائی۔ کہ تمام یورپ اس کا سکہ مانے ہوے ہے اور وہ اس بیان کرنے مین بھی بند نہین ہوا کہ ہم میدان جنگ مین بے شمار فوج لا سکتے ہین۔ اسکا اُسے یہ جواب ملا۔

اچھا یہ جا ہے سچ بھی ہو لیکن پھر ہم کیا کرین۔ تمام سلطنتین بیچ مین حائل ہین پھر بھلا فرانس اور فارس مین سلسلۂ اتحاد یہ کیونکر قائم ہو سکتا ہے۔

ایلچی۔ ہم انگلش سے ہند فتح کرنا چاہتے ہین تو ہم چاہتے ہین کہ ہمین آپ اپنی حدود مین سے کھلا ہوا راستہ دیدین کہ ہمارا لشکر گذر جائے۔

شاہ۔ ہمارا اس مین کیا حرج ہے اگر تم ہند فتح کرنا چاہتے ہو تو ہم تمھارے لشکر کو اپنی حدود مین سے راستہ دیدینگے اسمین ہمین کچھ پس و پیش نہ ہوگا۔

ایلچی۔ لیکن ہم جارجیا آپ کے لیے فتح کرینگے اور طفلس پر آپ کو قبضہ دیدینگے اور آپ کو زیادہ تر روسی چپقلش سے نجات دلوائینگے۔

شاہ۔ یہ دوسری بات ہوئی۔ جب ہم تمھاری دست اندازی کے نتائج گوشگذار کرینگے اور ہمین یہ معلوم ہوگا کہ کوہ قاف مین اب روسیون کا نام و نشان بھی نہین رہا تو ہم تمھارے ساتھ اُسوقت معاملہ کرینگے۔ تاوقتیکہ یہ معاملہ نہو جائے ہم آپ کو اپنی حدود مین سے راستہ نہ دے سکین گے۔ کیونکہ ہم اپنے پُرانے دوست انگلش سے بگاڑنا بھی نہین پسند کرتے۔

دوسری طرف لیجیے۔ انگریزون نے کہا۔ فرنچ کا ایران مین آنا صرف ہمارے پریشان کرنے اور ایذا رسانی پر مبنی ہے۔ ہم چاہتے ہین کہ آپ انھین یہان سے برطرف کر دین۔

شاہ۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہم تو یہ نہین کر سکتے۔ کیونکہ یہ قانون مہمان نوازی کے خلاف ہوگا۔ ہمارے محل کا دروازہ ہر ایک کے لیے کشادہ ہے۔

انگریز۔ تو آپ دونون مین سے ایک کو نہ جانے دین اور آپ ہم مین باہم فیصلہ کر دین۔ یا تو آپ ہمارے ہی دوست بننا پسند کرین اور نہین فرانس سے سلسلۂ اتحاد یہ قائم رکھیے اور یا ہم دونون کو اپنا دشمن جانی سمجھ لیجیے۔

شاہ۔ ہم تمھین اپنا دشمن کیون بنائین ہم تو تمام دنیا کو اپنا دوست بنانا چاہتے ہین۔

انگریز۔ ہم آپ کی مدد کرینگے آپ کو قوی بنائینگے اور آپ کو زرِ خطیر دینگے۔

شاہ۔ ہان تو پھر یہ بات ہی اور ہوئی۔ لو اب مجھے تعداد بتاؤ بس سب باتون کا بالکل فیصلہ ہی۔

بس تبریز مین ہمنے سلطنتی معاملات کی بابت یہ گفت وشنید سُنی چونکہ دربار مین ایلچی کی راہ بہت ہی اضطراب اور بے صبری سے دیکھی جارہی تھی اس لیے ہم زیادہ دیر شہزادے کے پاس بھی نہ ٹھہرے اور ایک منزلہ کا دو منزلہ کرتے ہوے روانہ ہوے۔

اُسی صبح کو جب ہم سلطانیہ پہونچے ہین اور طہران کی راہ پر گامزن تھے تو ہمنے سوارون کا ایک بہت بڑا پرا دیکھا جنکو ہم نے اتنا تو پہچانا کہ یہ ایرانی سوار تو نہین ہین۔ ان سوارون کے ساتھ اُنکا اسباب سفر بھی تھا جب ہم اُنکے قریب پہونچے تو ہمین وہ فرانسیسی معلوم ہوے۔ شاہ کا ایک افسر اُنکے ہمراہ تھا جس نے ہمین مطلع کیا کہ یہ فرانسیسی سفارت ہی اور اب یہ اپنے ملک کو واپس جاتی ہی معلوم ہوتا تھا کہ ان سے بہت ہی انسانیت اور اخلاق سے درخواست ہوئی تھی کہ آپ رخصت کر دیے گئے۔

لیکن ہان یہ بھی معلوم ہوا کہ انگریزی سفیر بھی عنقریب طہران پہونچنے والا ہی۔

یہ بھی فوراً ہی معلوم ہوگیا تھا کہ دربار مین کیونکر معاملہ ہوا اور دو درشت اور تلخ رقیبون مین شاہ نے اپنا مطلب خاصہ سیدھا کر لیا ہی۔ میرا ایلچی اس امر سے بہت ہی متعجب تھا کہ مجھسے پوچھنے سے پہلے یہ معاملات کیونکر انجام پذیر ہوگئے اور چونکا اس بات پر تھا کہ اُسے یورپ کی اقوام کی پوری پوری کیفیت معلوم ہوگئی تھی۔

لیکن واقعی یہ امر ہو ۔ سہ

اے زر تو خدائی و لیکن بخدا	ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

ہم بہت خوش ہوے کہ ہمین اس قوم کے طرق و عادات دیکھنے کا موقع ملا جسکی نسبت ہم نے پہلے سنا تھا ۔ اور جب ہمنے ایک ہی مقام مین اپنا دن ساتھ گذارا میرے ایلچی نے سفیر فرانس سے ملاقات کرنے مین ذرا بھی توقف نہین کیا ۔

یہ تو ہمین اُمید تھی کہ یہ کچھ اوچھی روحون اور بُرے بونگے مزاجون کے ہین جس سے ہی تو شاہ شاہان کو انکی صحبت پسند نہین آئی اور انکو رخصت کر دیا ۔ لیکن یہان اسکے علاوہ اور ہی برخلاف بات دیکھ کر ہمین تعجب آیا کہ ایرانیون نے آجتک ایسے لوگون کی کمینی نہین دیکھی تھی ۔ تمام دن وہ گاتے رہے اور ناچتے رہے ۔ یہ سب ملکر ایک ہی دفعہ زور سے بولتے تھے ۔ ایک اگر بولا دوسرا اُس سے کہین زور سے بولے گا ۔ اور گفتگو مین کچھ مدارج کا خیال بھی نہین معلوم ہوتا تھا سب ایک ہی عہدے کے دکھائی دیتے تھے ۔ ہمارے نفیس نفیس اور عمدہ عمدہ غالیچون پر وہ مع جوتیون کے ڈگین بھرتے ہوے چلے آتے تھے اور زیادہ تر اسنے اور بھی ہمارے تعجب پر ایک تہ چڑھا دی کہ اُنھون نے اسپر تھوک بھی دیا ۔

جب مین نے اپنی نسبت خیال کیا تو مجھے کچھ بطور واحد فرانسیسیون سے تعلق تھا ۔ تو مین نے چاہا کہ مین اپنی زبان اور اُنکی زبان کو ملاؤن اگر کچھ مشابہت ہو اور ملتی جلتی ہو تو اُنسے اُنکے معاملے پر جو مین نے قسطنطنیہ مین سُنا تھا کچھ باتین کرون مگر جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ زمین آسمان کا فرق ہے ایک لفظ بھی تو نہین ملتا مجھے خیال آیا کہ مین اُنکی زبان مین کچھ واقفیت پیدا کرون تو مین نے یہ تین لفظ اپنے خیال مین جماے ۔ سکرے ۔ پیرس ۔ ایمپرر ۔

ہمنے انمین اور اپنے مین بہت سی باتون مین مطابقت دی اور ہمنے یہ خیال کیا

کہ اگر یہ اپنے مذہب کے باعث سے بہشت مین نہ جائینگے تو بجاے رونے دہاڑنے اور ملال کرنے اور غم کرنے کے یہ اسی طرح سے خوشیان منائینگے۔ کہ جیسی سلطانیہ مین مناتے ہین۔ ہم دوسری صبح کو اونسے جُدا ہوے۔ وہ تو ہنس رہے تھے کلکاریان مار رہے تھے اور بہت ہی خوش تھے لیکن یہان شاہ شاہان کے دربار مین پہونچنے کا بیم و ہراس غالب تھا کہ دیکھیے وہان چلکر کیا نوبت ہوتی ہی۔

تیسوان باب

طہران مین انگریزی ایلچی کا پہونچنا اور شاہ کی طرف سے تقریبات کا ادا ہونا

میرا سردار مرزا فیروز جب طہران پہونچا ہی تو شاہ بہت ہی التفات سے پیش آئے اور شاہ بہت خوش تھے کہ میرے بیشمار سوالات کا جواب کیسا برجستہ ملا ہی۔ جو سوال کہ شاہ نے اِس سے کیا جواب تیار تھا۔ نہ تو جہالت نے اُسے سراسیمہ کیا اور نہ مشکل نے اُسے ساکت کیا۔ اگر شاہ کوئی امر دریافت کرین اور اُسکے جواب مین یہ کہہ دیا جاے کہ۔ نمیدانم۔ مین نہین جانتا تو یہ گناہ سخت سمجھا جاتا ہی۔ اُسنے ہر معاملے مین اِس مستعدی سے گفتگو کی اور اپنی ایسی واقفیت جتائی جس سے سامع کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ شافی جوابات ہین۔ یوروپ کے معاملے مین وہ گفتگو کی کہ اگر کوئی سُنے تو یہ معلوم ہو کہ یہ وہین پیدا ہوا ہی اور اُنھین مین اِسکی پرورش ہوئی ہی۔
گفتگو مین جب میرا تذکرہ آیا کہ یہی شخص کُل خبرین لایا تھا اور اِسنے ہی میری ماتحتی مین اپنا فرض بہت مستعدی سے ادا کیا اور اُنکی تاریخ بھی اسی نے لکھی ہی تو مین بہت خوش ہوا اور مجھے معلوم ہوا کہ ذرا میرے علم و فضل کی ایران مین خوب ہوا بندھیگی گو جو کچھ مجھے معلوم تھا مجھے اُسپر ہرگز وجمعی نہین تھی لیکن پھر بھی مین پے در پے سوالات کے اسقدر پھرتی اور بے تکلفی سے جواب دیتا تھا کہ ذرا بھی رکاوٹ نہین تھا۔ میرے دن

بہت ہی سخت وحشت مین گذرے کہ ایسا نہو میری خبر غلط ثابت ہو اور پھر میرے کان نہ کاٹے جائین۔ لیکن چونکہ ایران بھر مین کوئی شخص بھی ایسا نہین تھا کہ کچھ بھی یورپ کا حال جانتا ہو تو مجھے کامل اطمینان تھا مجھے اسوقت آلمائی کا قول یاد آیا وہ لکھتا ہے۔
گونگون کے شہر مین ایک آواز کی صدا چاہے گدھے ہی کی کیون نہو ہارمونی ہی کہلائی جائیگی۔

طہران مین ہمارے پہونچنے کے کچھ دن کے بعد انگریزی ایلچی طہران پہونچا اور بہت دھوم دھام سے شاندار اُسکا استقبال کیا گیا۔ شاہ نے تو استقبال کیا لیکن ایرانی سخت ناراض ہوے کہ ایک انگریز کی اتنی عزت کیون کی گئی۔ ایرانی رعیت تو رعیت سب سے زیادہ غضب تو یہ ہوا کہ مُلّانے تو بہت ہی غصے مین آئے اور کہا کہ ہمنے جو ایک انگریز کے ساتھ یہ رعایت برتی ہے اور اسپر جو عذاب خدا کی طرف سے ہمپر نازل ہوگا اسکے لیے ہمین تیار ہو جانا چاہیئے سڑک کے مختلف مقامات پر سفیر کے گھوڑے کے پیرون پر بیل ذبح کیے گئے تھے۔ راستہ کے بہت سے حصے مین اسکے آگے مصری قند ونبات بچھایا گیا تھا جب وہ طہران مین داخل ہوا ہے تو اسکو اس امر کی اجازت ہوگئی تھی کہ وہ اپنے بوق اور قرنا بجائے غرض اس قدر خاطر کی گئی کہ سوا ے شہزادون کے کسی کی نہین ہوتی تھی۔

پھر مہمان نوازی کی النسب توجہات ظاہر کی گئین۔ خان کے گھر مین انگریزی ایلچی کو مقیم کیا تھا جس قدر اسباب کی ضرورت ہوئی سب چشم زدن مین لاکر موجود کردیا گیا تھا۔ سامنے اس کوٹھی کے ایک خوبصورت باغ بھی لگا ہوا تھا وزیر خزانہ کا یہ فرض تھا کہ جس قدر غیر ممالک کے لوگ آئین اُنکو وہ اپنی گرہ سے کھلاے اور شان و شکوہ تمام درباری لوگ صرف عزت کے لیے اپنے پاس سے پیش کرتے تھے۔ شہزادے اور خاندان شاہی کے لوگون نے ایلچی کے لیے تحفے تحایف بھیجے اور اس حکم کی عام

اشاعت ہوگئی تھی کہ سفیر اور اُسکے ہمراہی شاہ شاہان کے مہمان ہین۔
اب ہر شخص خیال کرسکتا ہو کہ ایسے سلمان اُس شخص کی جسکو وہ انگریز کہتے ہون ایسی عزت اور خاطر داری کرین یہ گویا بڑی بھاری اُنکی تقدیر ہو لیکن برخلاف اِسکے جب تعظیم وتکریم کا ذکر مذکور آیا تو اہم مشکلات کا سامنا پڑتا ہوا معلوم ہوا۔ ایلچی ایک بہت بڑا نافرمان اور سرکش انسان تھا اوّل نشست کے مضمون پر جون چرا ہوئی۔ کیونکہ اُسنے یہ کہا کہ جسوقت شاہ کی خدمت مین حاضر ہونگا زمین پر ہرگز نہین بیٹھنے کا بلکہ کرسی پر میری نشست ہوگی اور وہ کرسی بھی تخت شاہی سے بہت ہی دور کے فاصلے پر نہوگی بلکہ قریب ہوگی دوسری بات یہ تھی اور اُسپر وہ بہت ہی زور دیتا تھا کہ مین دربار مین جوتیان پہنکر جاؤنگا۔ پیرون سے کبھی نہ اُتارونگا۔ اور برہنہ پا فرش پر نہ چلونگا اور نہ مین ایرانی سُرخ جرابین پہنونگا۔ تیسرے اس بات پر حجت ہوئی کہ صرف میری تعظیم یہ ہوگی کہ مین شاہ کو دیکھکر بس اپنی ٹوپی اُتارنے پر قناعت کرونگا۔ گو ہمنے اِسے یقین دلایا کہ برہنہ سر ہونا یہ بہت ہی بے ادبی اور بے امتیازی شاہ شاہان کے دربار مین خیال کی جاتی ہو اور پھر درباری پوشاک پر بہت ہی تیز اور زبردست جھگڑا اُٹھا۔ پہلے تو تجویز ہوا کہ درباری مناسب پوشاکین اسکو اور اسکے ہمراہیون کو بھیجی جائین تاکہ وہ اُسے پہنکر حاضر دربار ہوسکین لیکن یہ تجویز ایلچی نے استہزا سے ناپسند کی۔ اِسنے کہا کہ جو کپڑے کہ مین اپنے سلطان کے دربار مین پہنکر جاتا ہون وہی پوشاک شاہ کے دربار مین بھی زیب تن کرکے آؤنگا۔ اب کوئی ایسا ایرانی تو تھا ہی نہین کہ جو شاہ انگلینڈ کے دربار مین گیا ہو تو پھر بھلا کیونکر معلوم ہوسکتا تھا کہ جو کپڑے یہ درباری بتاتا ہو وہ یہی ہین اور یہ بھی ہمین معلوم ہوا کہ وہی ٹوپی جو شب کو وہ پہنتا ہو دربار مین سر پر رکھکر آئیگا۔ اب یہ کچھ ایسا جھگڑا اُٹھا کہ فرو نہین ہوا اور برابر بحث پر بحث ہوتی چلی گئی جب مجھے اس جھگڑے کی خبر ہوئی تو مجھے یاد ہوا کہ شاہ عباس کے وقت مین محل چہل ستونی مین

جب نقش و نگار اور تصویرین اُتاری گئی تھین تو کثرت سے یوروپین صفہان مین جمع ہوئے تھے اور وہ شہر مین قیام پذیر تھے اور دربار مین بھی یون ہی جاتے تھے اور یہ مجھے بخوبی یاد ہو کہ ایک دن شاہ عباس خود اس محل مین موجود تھے اور اُسی وقت ایک یورپین آیا اسکی وہی پوشاک تھی کہ جو وہ سدا پہنا کرتا تھا۔ مین نے یہ ذکر اپنے مالک سے کیا اُسنے وزیر اعظم سے کہا وزیر اعظم نے فوراً حکم جاری کر دیا کہ صفہان کے صناع فوراً اس واقعہ کی نقل کر کے روانہ کر دین۔

جون ہی وہان سے وہ شبیہ پہونچی یہ فوراً انگریزی ایلچی کے پاس روانہ کی گئی اور اُسکے ساتھ شاہ کا یہ اعلان بھی تھا کہ جو پوشاک کہ وہ اپنے سلطان کے آگے پہنکے جاتے ہین شاہ بھی اُنسے اُسی پوشاک مین ملاقات کریگا۔ اور اب اُمید کیجاتی ہو کہ تم اور تمھارے ساتھی اس امر کے لیے کمربستہ ہونگے۔

تصویر کو دیکھ کر ان لوگون نے بڑے قہقہے اُڑائے اور بہت ہی خوش ہوے۔ غرضکہ یہ امر طے پا گیا کہ جس پوشاک مین چاہین وہ دربار مین حاضر ہو سکتے ہین۔

شاہ کی حضوری بہت ہی بہتر اور عمدہ طرز پر ختم ہوئی کیونکہ جو سمان بندھا تھا اُسکی امید ایسے لوگون سے نہین کیجاتی تھی۔ اور ہم سب بہت ہی متعجب تھے کہ وہ لوگ جو دنیا کے طرق اور عادات سے محض نابلد ہین اُنھون نے اس اہم اور مشکل موقع پر اپنے کو ایسا سادھا کہ کوئی بات کیا مقدور ہی جو اُنسے خلاف سرزد ہوئی ہو۔

شاہ سونے کے تخت پر جلوہ فرا تھے اور اس قدر نمایان اور شاندار کپڑے پہنے ہوے تھے کہ اُنھون نے ایلچی کی آنکھون کو خیرہ کر دیا تھا۔ شاہ کے ارالکین کی طرف سے یہ صدا آئی جمشید کون تھا۔ داراب چیز ہی کیا تھا۔ اور نوشیروان کی کیا ہستی تھی جو اس شان و شوکت کا فخر کرتا۔ تخت کی بائین جانب شہزادے کھڑے ہوے تھے کہ جنکے پرشوکت اور قیمتی کپڑون سے خود جواہرات بھی ماند پڑ رہے تھے جو بالکل اپنے باپ کی طرح سے بھوکا ہو رہے تھے

تخت سے کچھ دوری کے فاصلے پر تین وزیر گردنین نیچی کیے ہوے دست بستہ کھڑے
ہوے تھے جن کی صورت پر عقل و دانش خوب جلوہ دے رہی تھی اور ہر ایک کی
صورت سے شان و شوکت سلطنت غیا غیب برس رہی تھی۔ انکے بیچ مین انگریزی سفیر اد
اسکے ساتھی تھے۔ انکی چھپی ہوئی ٹانگین۔ انکے اونچے اونچے کٹے ہوے کوٹ ان کی
بے داڑھی ٹھوڑیان۔ انکے بے موچھون والے ہونٹ۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے پرند گر رہا
کر رہے ہین۔ یہ واقعی ایک عجیب مخلوق تھے کہ جب بڑی بڑی قیمتی اور فوق البھڑک
پوشاکون مین معلوم ہوتے تھے۔ انکی صورتون سے یہ ہرگز نہ برستا تھا کہ شاہ کے تابان
درخشان دربار مین انھین کچھ انفعال ہو یا کچھ خیرگی ہو مگر انکی صورتون۔ انکے چہرون
انکی وضعون۔ انکے طریقون سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ انھین اتنی بڑی شان و شوکت
کا ذرا بھی خیال نہین اور وہ ہماری طرح سے بے داغ ہین۔

ایلچی نے جو ایسے موقع پر گفتگو کی استغفراللہ نہ تہذیب نہ امتیاز کچھ بھی نہین
سیدھی سیدھی اور سچی سچی باتین بتادین نہ کم نہ زیادہ صاف صاف۔ نہ شاہ کو
شاہ شاہان کہا۔ اور نہ قبلۂ عالم کہا۔

ہم مین اور انین اتنا فرق تھا کہ اگر مین اپنی اور انکی طرز معاشرت کی تفریق بیان
کرتا تو واقعی مجھ سے ابدالآباد تک ختم نہ ہوتی چند ہمارے داناؤن نے فلسفیانہ اصول سے
انکے اندھیرے آبی۔ بے آفتاب ملک کے موسمون کی بابت گفتگو کی۔ اور گفتگو بھی یون
کی۔ وھو ہذا۔

بھلا آدمی کیونکر زندہ رہ سکتا ہے جب اسکے محیط پانی ہو۔ اور نہ کبھی آفتاب کی
گرمی اسے پہونچتی ہو اور پھر وہ ان آدمیون کے موافق ہو کہ کوئی دن ناغہ نہین جاتا
کہ انکے چہرون پر آفتاب جہانتاب کی دمکتی ہوئی کرنین پڑتی ہون اور انکے محیط
کسی سمندر کا نام و نشان بھی نہو۔ لیکن علماے اسلام نے اس سوال کو بہت ہی

اطمینان بخش طریقے سے طے کردیا۔ اور وہ یہ تھا جو اُنھون نے بیان کیا کہ اگر یہ ایلچی اُسکے ساتھی اور اسکی کل قوم مسلمان ہو جاے اور بہت سرگرمی سے سچے اسلام کی تقلید کرین وہ ہماری طرح سے بنجائینگے انکی جسقدر خرابی ہی سب دُھل جائیگی اور پھر اُنھیں بھی بہشت مین جبل قدمی کرنے کا موقع ملے گا جیسا کہ ہر فرزند اسلام کو حاصل ہوگا۔

اکتیسوان باب

حاجی بابا کا وزیر اعظم سے ملاقات کرنا

یہ جس قدر معاملہ ہوا سب میری ترقی کا مساعد ہوا چونکہ لوگون کا یہ خیال تھا کہ اسے یورپ کا بہت کچھ علم حاصل ہی اور یہ بھی ایک بات ہوئی تھی کہ فرانسیسی ایلچی کے معاملات مین کچھ مجھے بھی حصہ ملا تھا تو اس سے بہت سے مواقع ایسے ملے جن سے وزیر اعظم اور ارکین سلطنت سے میری ملاقات ہوگئی اور سب مجھ سے واقف ہو گئے۔

مرزا فیروز کچھ بہت امیر شخص نہین تھا کیونکہ جو کچھ ساز و سامان جب وہ سفارت پر بھیجا گیا تھا اور جو کچھ اسے ملتا تھا وہ سب طہران پہونچنے پر بند ہوگیا تھا تو اب وہ اس حالت مین میرا بار بھی نہ اُٹھا سکا ہان اسے یہ بہت خوشی حاصل تھی کہ حاجی بابا کو وہ راستے معلوم ہوگئے ہین کہ یہ اپنی زندگی کو مقام مقصود پر بخوبی پہونچا سکتا ہی ہامیشہ یہ حکام کے آگے میری قابلیتون اور عمدہ خاصیتون کی تعریف کرتا تھا اور موقع بے موقع بغیر میری مدح سرائی کیسے نہ رہتا تھا۔ نہ مین اسکی نمایان کوششین اور عرق ریزی بیان کرنے مین توقف کرتا تھا اور خوب خوب فخریہ جملے اسکی نسبت کہتا تھا۔

وزیر اعظم بے شبہہ فارس مین اپنی تیز فہمی۔ زیرکی حاضر دماغی مین ید طولیٰ رکھتا تھا اور صرف اپنی عقلمندی کے صدقے مین اسنے شاہ کو اپنے قبضہ مین بہت کچھ کر رکھا تھا اور شاہ اسکو بہت مانتا تھا جب سے کہ شاہ تخت پر جلوہ فرما ہوا تھا اُسی وقت سے وزیر اعظم کی بہت ہی

توقیر کرتا تھا اور جلوت وخلوت مین اس سے زیادہ غرت برتتا تھا اور یہ جانتا تھا کہ
ملک کے لیے اسکا وزیر ہونا ضروری ہی۔
یہ میری پہلی کوشش تھی کہ کسی طرح سے اسکی حفاظت مین آؤن اور اسکا سایۂ
عاطفت ڈھونڈھون۔ اب مین نے یہ التزام کرلیا کہ اسکے صبح کے دربار مین بزمرۂ حجاب باادب
کھڑا ہوجاتا کچھ معاملات یورپ کا سلسلہ ایسا جاری ہوگیا تھا کہ کوئی دن نہین جاتا تھا
کہ وہ مجھسے یورپ کے معاملات مین کچھ سوالات نہ کرتا ہو۔ اِس سے آہستہ ہوا کہ مین انگریزی
ایلچی اور وزیر مین میانجی بنگیا اور جو کچھ ایلچی کہتا اسمین کچھ ایسا نمک مرچ لگاکر اور کچھ وزیر
کی تعریف کرکے کہدیتا کہ طرفین کا مین پیارا بنگیا۔
وزیر اعظم کے ذوق وشوق صرف کچھ تحفے تحائف لینے کے لیے بہت تھے۔ تو اب
میری یہ کوشش ہوئی کہ کسی طرح سے وہ کارروائی کیجائے کہ ایلچی کچھ تحفہ وزیر کو پیش کرے
تقریبات کی نذرین اور تحفے تحائف تو ایک لابدامر تھا اور وہ ضرور ہی دیا جاتا تو اب
مین نے اُسپر نگاہ رکھی کہ فائدہ اُٹھانے کا یہ موقع ہو لیکن میری بڑی کوشش
رازدارانہ یہ تھی کہ کوئی بات ایسی نکلے جس سے میرے مالک الون کا فائدہ ہو۔ اس
معاملے کے شروع ہی سے وزیر کی نگاہ نوازش میرے حال پر مبذول ہونے لگی تھی۔
دو ممالک کے بیچ مین ایک عہدنامہ ہونے کی صلاح ہوئی میرا مربی شاہ کی
طرف سے مختار کل بنایا گیا۔ گویہ ایسا کام تھا کہ مجھ جیسا ہیچ شخص ایسے معاملے مین کبھی
نہین دخیل کیا جاتا مگر مین نے بھی اس بارے مین جان لڑادی۔ اور اسکے گرد اسطرح سے
پھرا ہون جیسے کُتا ہڈی کی تلاش مین کہین عوت مین بولایا ہوا پھرتا ہی۔ اس کوشش کا
یہ نتیجہ ہوا کہ مجھے آخر کچھ فائدہ ہو ہی گیا۔
ایک دن صبح کو عہد وپیمان کرنے والون کی آخری نشست کے بعد مجکو وزیر اعظم
نے مقام خلوت مین بلایا جہان سواے اسکے اُن خادمون کے جنپر بھروسہ ہی اور وہ

ہر معاملے مین ٹبرے رازدار ہین کوئی نہین جاسکتا ہین نے وہان جاکر دیکھا کہ نرم
نرم تکیے لگائے ہوئے بستر پر وزیر اعظم تنہا بیٹھا ہوا ہی۔

وزیر اعظم۔ ایک بے تکلف اور مانوس آواز مین۔ حاجی آؤ آگے چلے آؤ اور
میرے پاس آکر بیٹھ جاؤ۔ چند خاص خاص باتین تم سے کہنی ہین۔

پہلے تو مجھے اس عزت سے بہت لغزش ہوئی لیکن جب اسکا حکم تھا تو دو زانو
بیٹھ گیا بغیر پس و پیش کرنے کے اُسنے مجھ سے یہ کہا کہ چند باتین بہت ہی اہم اور پیچیدہ آکر
واقع ہوگئی ہین۔ ایلچی نے ایسے مطالبے کیے ہین کہ جنکا بخشنا محض ناممکن ہی۔ اور وہ یہ کہتا ہی کہ
اگر یہ ہماری رضامندی کے موافق نہوا تو ہم طہران کو چھوڑ دینگے۔ پھر وزیر اعظم یہ کہنے لگا
کہ شاہ یہ دھمکی دیتا ہی کہ اگر سفیر یہان سے غیر مطمئن چلا گیا تو جو کچھ معاملہ آکر واقع
ہوگا اُسکے جوابدہ تم ہوگے۔ لیکن اسوقت مین اور میرے بھائی نے جو شاہ کیطرف سے مختار
مطلق مقرر ہوے ہین اس سے صاف کہدیا ہی کہ شاہ عالیجاہ اسے ہرگز گوارا اور قبول نہین کرنے کے
مین۔ (لگھگھیا کر اور عاجزانہ طریقے سے) کیا وہ رشوت لیکر راضی نہین ہوسکتے۔

وزیر۔ ہان کیون نہین اُسے رشوت دے سکتے ہین۔ اوّل تو یہ کہ رشوت کہان
سے آئے دوسرے یہ کہ یہ لوگ ایسے نادان ہین کہ یہ نہین جانتے کہ رشوت کسے کہتے ہین
اور رشوت کے کیا معنی ہین۔ اچھا سنو۔ ہم ایسے بیوقوف نہین ہین جس قدر کہ وہ لوگ
ہین۔ ایلچی تو ٹبرا متردد ہی اور فکر مین ہی کہ کس طرح سے اپنی بات طے کرکے لیجائے اور
یہان یہ خیال ہی کہ اگر ایک دفعہ یہ بات ہتھے پر چڑھ گئی تو اسے کبھی بکمل ہی نہونے دون
اب تم جاؤ اور اس سے گفتگو کرو۔ تم اُسکے دوست بھی ہو۔ تم یہ بھی کہ سکتے ہو کہ تم میرے
ہو تم اس سے کانا پھوسی مین وہ باتین کہ سکتے ہو جو مین نہین کر سکتا۔ اسپر بہت ہی
تپاک سے مین نے اُسکے ہاتھون پر بوسہ دیا اور اپنے دونون ہاتھ اُٹھا کر اُسکے
آگے کہا کہ اپنے سر اور آنکھون کی قسم مین اُسکے پاس جاتا ہون اور انشاءاللہ وہان

سے سفید چہرہ کیے بغیر واپس نہ آؤنگا۔

اسنے پھر مجھے رخصت کردیا مین خوشی خوشی طرح طرح کی امیدون سے پھرا ایلچی کے مکان کی طرف چلا۔

مین یہ نہین بیان کرنے کا کہ مین نے جاکر کیا کیا باتین کہین اور کس طرح سے وزیر کے منشا کے موافق ایلچی کو راضی کیا اور مین نے وہ ہی لفظون مین اسکا ایسا اطمینان کردیا کہ ایک تھیلا اشرفیون کا ایلچی نے مجھے دیا اور ساتھ ہی اسکے اسنے یہ وعدہ بھی کیا کہ انگلینڈ سے ایک ہیرے کی انگوٹھی بھیجی جائیگی جس سے اور بھی دو سلطنتون ایران اور انگلینڈ کے وکلا مین اتحادی سلسلہ قائم ہو جائیگا۔

جب مین وزیر کے پاس آیا اور مین نے وہ تھیلا اشرفیون کا اسکے آگے رکھدیا تو وہ سخت متحیر ہوا کبھی میری طرف دیکھتا تھا اور کبھی تھیلے کی طرف دیکھتا تھا اور پھر اسنے میری پھرتی اور جوش کی بہت ہی تعریف کی اور کہا۔

حاجی اب تم میری ملک ہو ہم ایران مین ذی وقعت شخص ہین اب تم زیادہ بے ٹوپی کے نہ رہوگے۔ عرض کرو جو تمھارا جی چاہے اور اسکو مین پورا کرونگا مین نے اُس سے بہت سے اقرار با ایمانداری یا نت داری اور بے انتہا جوش کے کیے مین نے اسکا صلہ اس سے کچھ نہ مانگا ہان صرف یہ عرض کی کہ اگر حضور نوازش کرین اور حکم دین تو حاضر خدمت ہونے کا فخر حاصل کیا کرون میری صورت ایسی عاجزانہ بنی ہوئی تھی اور مین ایسی بے غرضی سے باتین کرتا تھا کہ اگر اسنے تمام عمر کسی کا ایران مین تیقین کیا ہوگا تو وہ مین شخص تھا۔ اور مین جس قدر کہ اسپر فخر کرون تھوڑا ہے۔

لیکن وہ ان باتون کی مجھ سے بھی زیادہ بہتر قیمت جانتا تھا۔ اسنے کہا۔ کہ اٹکل پچو باتین نہ کرو۔ تمھاری طرح سے مین نے بھی بہت کچھ دُنیا کا دیکھا ہے اور تمھاری طرح سے مین بھی دُنیا مین بہت پھرا ہون مین اُس خدمت کی پوری پوری

قدر جانتا ہون جو تم سے ظاہر ہوئی جو راستہ کہ اسوقت تمھارے آگے ہی اسمین تم قدم بڑھاؤ مین تمھین حکم دیتا ہون کہ تم انگریزون مین کام کرو۔ انکے پاس سونے کی بہت سی بہتات ہی اور انھین ہماری ضرورت ہی اور کیا ضرورت بیان کیجاے۔ ایران کے آدمی بالکل پست حالت مین ہین ہان اسوقت اُنکی دلچسپیان یون بڑھ سکتی ہین کہ انھین کچھ نفع حاصل ہو۔ انگریزون کا خیال پبلک لائف کی طرف بہت ہی رجوع ہی اور ان مین عام کے فائدہ ہو نجانے کا زیادہ خیال ہی لیکن ہم لوگ ایسے محض جاہل ہین۔ جو کام وہ کرتے ہین اُسمین ضرور اُنکے ملک کا فائدہ مضمر ہوتا ہی اور وہ ہرگز ایک قدم بھی بغیر اپنے فائدہ ملکی کے آگے نہین بڑھاتے یہ یہ لفظ ہمارے لیے بے معنی ہین۔ اگر مین مرگیا یا شاہ ندارد ہوگئے تو جو کچھ ہمنے ملک کی بہتری کے لیے کیا ہی وہ سب ویران جائیگا اور جب شاہ کے بعد کوئی تخت پر بیٹھے گا اور وہ اپنا سکہ جمائیگا تو ضرور ہی کہ رعیت تباہ ہوگی اور پھر جو کچھ کہ ہماری ترقی کری کرائی ہوگی وہ سب خیرباد ہو جائیگی معیّن حقوق اور آسائشین شاہان فارس کا حصہ ہوگئی ہین۔ خیر اللہ کے نام کے صدقے مین وہ انکے وارث رہین۔

شاہون کے وزرا کو بھی کچھ حصے بجز اسکے مل گئے ہین تو پھر وہ اسسے انکار کیون کرنے لگے اور ملک کے فائدے پر خیال کرو تو یہ بات ہی اور ہی یہان تو کوئی شخص تمام سلطنت مین بھی ایسا نہین ہی جو یہ بھی جانے کہ ملک کا فائدہ کسے کہتے ہین جب یہ نہین جانتے تو پھر کام کیا کرینگے۔

وزیر کی اس گفتگو سے میرا دماغ روشن ہوا اور جو اندھیاری چادر کہ میری عقل پر پڑی ہوئی تھی جس سے میری واقفیت پر اندھیرا ہو گیا تھا جاتا رہا تھا۔ مینے نئی نئی چشم داشتین ظاہر کین اور بطرز احسن فائدے پر تقریر کی "تم انگریزون مین کام کرو" یہ میرے کانون مین گونج رہا تھا۔ اب میری قابلیتون نے فوراً اپنی ایجاد یہ راہین کھولین۔

بتیسوان باب

حاجی بابا کا ان معاملات کی سربراہی کرنا اور پھر دوبارہ وزیر اعظم سے ملنا

مین نے اس امر مین بہت ہی تکلیف اُٹھائی کہ کسی طرح سے تمام شہر مین یہ ثابت ہو جاے کہ یہ وزیر کا بہت بڑا رازدار ایجنٹ ہی اور ایلچیون کے معاملے مین وہ ساعی رہتا ہی کہ بغیر اسکے کوئی چیز انجام نہین پا سکتی۔

اس کارروائی کے یہ پھل بہت جلد عیان ہو گئے تھے اور میری خدمات نے وہ کام کیا تھا کہ جس سے میری دوطرفہ ترقی اور نفع ٹپکتا تھا۔

ہمارے مہمان انگلش کی عادات مین ایک یہ بات بھی داخل تھی اور یہ انکی حد سے زیادہ خواہش تھی کہ جس طرف ہمارا میل خاطر ہو اُسکے برخلاف کرین ہمارے لیے جو کچھ کہ وہ سوچتے تھے ہم سے خود اپنے لیے نہ خیال کیا جا سکتا تھا۔ اور جو کچھ کہ وہ ہم سے اُلفت و محبت ظاہر کرتے تھے ہم سوا اسکے اور انھین کچھ جانتے ہی نہین تھے کہ وہ انگریز ہین۔ اور وہ مخلوق ہین جو بہشت مین نہ جائینگے۔ مگر مجھے ان باتون سے کچھ علاقہ نہین تھا۔ مجھے تو یہ دھن لگی رہتی تھی اور مین اسطرف اپنے خیالات کو بہت کچھ رجوع کرتا تھا کہ انسے کام کیونکر کیا جاے مجھے میری اس محنت کا عوض بخوبی ملگیا اور اسکے صلے مین خوب روپیہ ہاتھ لگا۔

میرے ناظرین کو بخوبی یاد ہوگا کہ مین نے بیان کیا ہی کہ میری ملاقات ایک یورپین ڈاکٹر سے ہو گئی تھی جو نووارد تھا اور مرض سیتلا کے ازالے کیلیے بہت ہی سفید دوا دیتا تھا۔ تو اب وہ بات جاتی رہی تھی اور نہ چیچک والے کا وہ علاج ہوتا تھا جیسے کہ ڈاکٹر نے بتایا تھا بلکہ وہی طریقہ برتا جانے لگا جیسے ہمارے باپ دادا چیچک والے کے ساتھ برتتے تھے۔ اور پھر جتنے بچے ہمیشہ مرتے تھے وہی

مرنے لگے۔ ایک ڈاکٹر اس نئے ایلچی کے ساتھ بھی آیا ہوا تھا اور یہ بھی علاج کرتا تھا بہ نسبت اُنکے اپنے علاج کے فائدہ ہی ہوتا تھا۔

اسکا یہ دلی مدعا تھا کہ گائے کے دودھ کا طریقہ پھر از سر نو جاری کیا جائے اور جن ماؤن کو کہ اسنے ترغیب دیکر اپنی رائے پر فریفتہ کیا تھا وہ اُسکے پاس بچے لیکر آتی تھین مگر متعجبانہ صورت مین۔

میری تدابیر مین سے اوّل تدبیر اپنی شُہرت دینے کی یہ تھی کہ مین نے غل مچایا کہ یہ بھی عجیب نقشہ ہی کہ ایمان والی عورتین انگریز کے مکان مین اپنے بچے لیکر جمع ہوں مین نے وزیر اعظم سے بھی جاکر کہدیا کہ یہ ایک شرم کی بات ہی آپ یہ کیجیے کہ صرف ایک افسر پولیس دروازے پر بٹھا دیجیے کہ جو کوئی عورت آئے اُسکو وہ منع کرے۔ اس ترکیب سے ڈاکٹر ٹرون ٹون رہگئے اور کچھ اُنکا نسخہ بھی نہ چلا بہت ہی مایوس ہوا۔

مین۔ آپ غمگین کیون ہین۔ تم کچھ اپنی محنت اور تکلیف کا صلہ نہین لیتے لوگ تمھین مجبور نہین کرتے۔

ڈاکٹر۔ اوہو۔ تم جانتے ہو کہ تم کیا کہ رہے ہو۔ یہ برکت تو دُنیا مین پھیلنی زیبا ہی اگر تمھاری گورنمنٹ اسے یہان بند کریگی تو جس قدر خون ہونگے اور ننھے بچون کی تڑپ تڑپ کر جانین نکلین گی اُسکا عذاب گورنمنٹ ایران پر ہوگا۔

مین ہمین اس سے کیا مطلب۔ وہ مرجائین۔ غرض۔ اُنکے جینے سے ہمارا کیا فائدہ ہی۔

ڈاکٹر۔ اگر تم کچھ فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو تو جو کچھ تم مانگو مین ادا کرنے کو موجود ہون کیونکہ مجھے یہ ڈر ہی کہ اگر یہ علاج بند ہو جائیگا تو میرے نشتر لگانے کا مادّہ خشک ہو جائیگا اب یہان ہم دونون مین باہم عہد و پیمان ہوا۔ اور بہت ہی مشکل سے انجام پذیر ہوا۔ کیونکہ اسوقت یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ وزیر اعظم کی ناخوشی کا بھی تو خطرہ ہی خیر جب یہ طی ہو گیا اور معین فوائد کی جنبے کہ مین خوش ہو سکون مجھے اُمید دلائی گئی تو

وہ پابندی ڈاکٹر کے مکان سے اٹھالی گئی بس پھر کیا تھا صدہا عورتیں
مکان مین بھری چلی آئین - اسکا دروازہ ہجوم سے پُر ہو گیا تھا - اور اسکے مکان میں
جگہ ایسی نہین تھی جہان عورتین نہ بھری ہوئی ہون -

دوسرا اسکو جنون یہ اٹھا کہ مُردے کی نعش کو چیرون - غرض اسپر بھی وہ کامیاب
ہوا - جو کوئی مرا پہلے اُسکے پاس لایا گیا جب اسنے چیر پھاڑ کر دیکھ لیا پھر وہ قبرستان گیا
مجھے اسپر بھی بہت تعجب ہوا اور مین نے دل مین یہ خیال کیا کہ یہ عجیب طرح کے آدمی
ہین انھین ذرا بھی اس نامناسب ناپاکی سے نفرت نہین آتی -

مین - (ڈاکٹر سے) جب تم نے ایک مردہ مسلمان کو چیرا پھاڑا تو یہ بتاؤ اس سے
مخلوق خدا کا کیا فائدہ ہوگا -

ڈاکٹر - یہ بتانا تو بہت ہی مشکل ہو کہ اس سے کیا فائدہ ہوگا لیکن ہان اگر نہ
چیرون تو اپنا سیکھا سکھایا ہنر بھول جاؤن -

پھر اسنے نعش پر بھی ایک بڑی کثیر رقم دینے کا وعدہ کیا اور یہ بھی ساتھ ہی
اسکے کہا کہ کچھ یہ مقرر نہین ہو کہ مسلمان ہی نعش ہو بلکہ چاہے یہودی کی ہو چاہے
عیسائی ہو چاہے جسکی ہو -

یہ بات مین نے اپنے دماغ مین رکھی - گو بیشک مجھے انھین لوگون کے معاملات
مین ایسے ایسے مواقع پڑ گئے تھے کہ مین بہت جلدی مالا مال ہو جاتا نہین بلکہ مین نے
رفتہ رفتہ دولت حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھایا -

ایلچی کی خود خواہش یہ تھی کہ کسی طرح سے ہماری سلطنت کی ترقی ہو مین نے
وہ تقریر جو مجھ مین اور وزیر اعظم مین ہوئی تھی اس سے بیان کر دی - اسنے یہ کہا
کہ ہم متعین پیداواری محصول زمین تمھین دے سکتے ہین - جواب تک ایشیا کے
بہت کسے حصون مین نہین جانتے لیکن ہان یورپ اس سے خوب بامراد ہوا ہو جو

...ا ضرور ایران کو بھی حصہ پہونچ جائیگا اسنے یہ درخواست کی کہ وزیر اعظم میری
...ا جو نیز مین مدد کرے اور یہ عہد کیا کہ اسکے بعد ایک نمونہ اس ملحوظی بخشش کا بھیجا جائیگا۔
وزیر اعظم کی یہ عادت تھی کہ جہان انھون نے ہوا مین کچھ نذرانے اور تحفے کی قسم شی کو
اڑتا ہوا دیکھا انھون نے اپنی لنبی ناک اسطرف دراز کی۔ اسنے فوراً ہی اس عطیہ مین مجھسے بحث کی
کہ جبکا سفیر نے عہد کیا تھا اور کہا کہ یہ کس قدر ہو سکتا ہی اسکے دل مین عطیہ کا نام سنکر بصبری
لمحہ بلمحہ ترقی کرتی جاتی تھی۔ میرے ذریعہ سے وزیر اعظم نے یہ انگریزی ایلچی سے کہلوایا کہ آپ
مجھے نہایت ہی عمدہ قسم کی بانات پیش کیجیے مجھے اسکی بہت ہی ضرورت ہی اور مین بہت چاہتا
ہون۔ کیونکہ وزیر نے اپنے دل مین خیال کر لیا تھا کہ یہ ایلچی کے لیے گویا ایک بہت ہی سہل معاملہ
ہوگا اگر وہ چپکے سے مجھے بانات دیدیگا۔ اسی بنا پر ایک دن علی الصباح اٹھکر اسنے مجھے بلایا اور یہ کہا
کہ خدا کی عنایت سے جو کچھ ہمین ضرورت ہی وہ سب بکثرت یہان موجود ہی۔ یہان روٹی
اور گوشت اور نمک اور چانول اناج اور میوے سب موجود ہین۔ اوران لوگون نے کبھی
خواب مین بھی یہ چیزین نہ دیکھی ہونگی غرض ہمارے ہان ہماری ضرورتون سے زیادہ اتنی
چیزین ہین جنکا اوراک ناممکن ہی۔ تو پھر ہم ایلچی کی ان چیزون مین ممنون کیون ہون جنکی
ہمین ضرورت و حاجت نہین ہی۔ ایک خوش خیال اسوقت میرے دل مین آیا جس سے
مجھے یہ امید ہی کہ جو کچھ وہ چاہتا ہی وہ کام بھی بنجائیگا اور اسے تکلیف بھی نہوگی۔ عاکے
فائدے کے بجاے مین اس سے کچھ کپڑا لینا چاہتا ہون یہ معاملہ ایسا آسان ہی کہ تم
جو الحمد للہ بہت بڑے لائق اور قابل ہو اسکو پورا کر لاؤگے جاؤ یہ ایلچی سے کہو اور
بغیر توقف ایک لمحہ اسکے پاس سے جا کر کپڑا لے آؤ
مین ایلچی کے پاس گیا اور اسسے وزیر کا یہ پیغام دیا یہ سنتے ہی سفیر اور انکے
ساتھی اس قدر ٹھٹھے مار کر باواز بلند ہنسے اور وہ شور و غل مچایا کہ تو بہ
ایک انگریز بولا۔ کپڑے اور آلو مین کیا ربط ہی۔

دوسرا بولا۔ ہم چاہتے ہین کہ تمھارے ملک والون کو سستی اور خوراک دین۔

تیسرا بولا۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہی کہ تمھارا وزیر عطیہ کا سارا نفع قوم کی ہڈیون سے نکال کر اپنی کمر مین باندھنا چاہتا ہی۔

ایلچی جو کہ ان مین بہت بڑا عقلمند اور متین شخص معلوم ہوتا تھا اسنے نہایت ہی انسانیت سے حکم دیا کہ بانات لاؤ وہ مجھے فوراً دیدی گئی اسنے کہا یہ تم بہت ہی ادب میری طرف سے اپنے آقا کو جاکر دو تاکہ بنائے دوستی طرفین مضبوط ہو۔ اسنے یہ بھی یقین دلایا کہ مین ہرگز قوم کے فائدے سے پہلوتہی نہ کرونگا اور جہان تک میرے امکان مین ہوگا انھین مستفید کرونگا۔ اور انھین تاہم آلو بغیر کھلائے نہین رہ سکتا جو بہت ہی عزت اور توقیر کا نشان ہی۔

مین یہ کام بناکر اپنے آقا وزیر اعظم کے پاس آیا جو صورت دیکھتے ہی کھل گیا اب میری لیاقت اور قابلیت کا اُسکے دل مین وہ سکہ جما کہ مجھپر وہ دلی فریفتہ ہوگیا اور اس قدر عنایات و نوازشات اُسنے میرے حال پر مبذول فرمائین کہ مین نے اپنے سب رقیبون کو مات دی اور اب مین اسکا پیارا اور بہت بڑا رازدار بنگیا۔

۳۳ تینتیسوان باب

بدقسمتی کا حاجی بابا سے رخصت ہونا۔ حاجی بابا کا ایک امیر کبیر بنکر اپنے اس وطن اصفہان مین جانا جہان سے بُرے حالون نکلا تھا

انگریزون سے اسوقت جو کچھ معاملات ہو رہے تھے وہ سب ختم تھے۔ اور یہ ارادہ کیا گیا تھا کہ دو ممالک مین بنائے دوستی پوری پوری مضبوط ہو۔ ایک سفیر بھی شاہ ایران کی طرف سے شاہ انگلینڈ کو بھیجا جائے۔

... تجارب کے بعد وزیر اعظم کا خیال میری طرف رجوع ہوا کہ یہی شخص سفارت مین ...
... کے قابل ہی جب انگلش اور ایرانی عہدنامہ پر دستخط ہو گئے تو دوسرے دن
وزیر اعظم نے مجھے بُلوایا اور اپنے نج کے کمرے مین لیجاکر مفصلۂ ذیل فقرے کہے۔

لو اب تم میری طرف گوش کرو۔ چند خاص خاص باتین ظاہر کرنے کی ہین چونکہ مین
تمھین اپنا بہت ہی بڑا دوست سمجھتا ہون اور ماسوا تمھارے میرا کوئی بھی رازدار نہین ہی
اس لیے جو کچھ مین کہتا ہون اسکو خوب دل لگا کر سُنو مین نے وہین مؤدبانہ معروض شروع کی کہ مین تو
ہمہ تن وقف ہون خادم ہون غلام ہون لیکن اُسنے مجھے اس کہنے سے باز رکھا اور یہ کہنے لگا۔

اچھا یا بُرا انگریزی ایلچی کے ساتھ ہمارا کام تو ہو گیا شاہ کی خواہش ہی کہ اپنا ایک ایلچی
انگلینڈ بھی بھیجے۔ اب ایرانیون کو تم بخوبی میری طرح سے جانتے ہو کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت
سے کتنے متنفر ہین اور کس قدر بھاگتے ہین اب مجھے ایک بہت بڑی مشکل لاحق ہوئی ہی کہ ایک
ایسا شخص چاہتا ہون کہ جو اس خدمت پر اپنے کو قربان کر دے۔ میری نگاہ مین صرف ایک ہی
شخص ہی جسکو مین سب پر ترجیح دے کر بھیجنا چاہتا ہون۔ اور یہ مین نے سُنا ہی کہ وہ ایران
اب چلا جائیگا اور خصوصًا مرکز عالمیان کی خدمت سے تو مین چاہتا ہون کہ اس عہدے
پر مقرر کرنے کے لیے تم اپنی بیش بہا کوششون سے کام لو اور لائق شخص کو اسپر متعین کرا دو
یہ سنتے ہی مین سمجھ گیا کہ وہ شخص جو یہ کہتا ہی اسکا مطلب مجھسے ہی ہی لیکن یہ مجھے نہ معلوم
ہوا کہ شاہ کی خدمت سے مجھے علیحدہ کرنا کیون چاہتا ہی مین اس عزت افزائی سے ایسا خوش
ہوا جسکا کوئی ٹھکانا نہین بڑھکر اسکا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا اور یہ کہا۔ آپ کا کمترین غلام
ہمیشہ بہت آپ کے کُل خدام مین ایماندار اور جان نثار ثابت ہوا ہی جب تک کہ حضرت
عزرائیل سے مصافحہ نہین ہوتا آپ مجھے ہمیشہ مستعد اور حاضر پائینگے۔ جو کچھ ارشاد ہو فرمائیے

وزیر۔ بہت ہی اطمینان سے۔ تمنے بہت ہی خوب کہا اچھا تو لو سنو۔ وہ آدمی جو میرا
چھانٹا ہی۔ مرزا فیروز ہی۔ یہ سُنکر میرا خیال وہ باطل نکلا اور مین نے اسکے جواب مین بلکے کہا ...

سفارت ہیزلہ مین نے پہلے ہی ثابت کر دیا ہو کہ شاہ کے دل مین اسکی جگہ بہت ہو۔ گفتگو کی آئین
ے دن بھی اور وہ فصاحت و بلاغت سے تقریر کرتا تھا اور شاہ کی مدح سرائی مین جو وہ کچھ کہہ جاتا تھا
کہے۔ دربار بھر مین اسقدر کسی سے خوش ہی نہین تھے۔ یہ کسے معلوم ہو کہ وہ کتنے پانی مین ہو۔ یہ ایک
چونکہ بدیہی امر ہو کہ باطناً تو میرا جانی دشمن ہو مگر ظاہرا وہ میرا اپنے کو مفتون اور قربان شدہ خادم
نہین سمجھتا ہو گو مین آج تک کسی کے فن فریب سے ذرا بھی خوف زدہ نہ ہوا تھا لیکن یہ نمونہ
جو میری آنکھون کے آگے تھا اُسنے مجھے ہرگز بے خوف نہونے دیا۔

شاہ کا وکیل بنا کر اُسے کفار کے ہان بھیجنا جس سے میری تمام بے آرامیان اور
اخلش جاتی رہیگی مین نے فوراً منظور کر لیا۔ ایک دفعہ وہ چلا جاے پس پھر تو مین کچھ ایسا
انتظام کرونگا کہ جب وہ ناکام سفارت سے واپس آئیگا اور خدا کی عنایت سے ضرور ہی
عز نئے گا تو پھر ہرگز شاہ کی بارگاہ مین کچھ باریابی نہ ہوگی۔

جو کچھ اُسنے کہا مین نے بلا تامل اُسے پسند کر لیا اور مین یہ خیال کرنے لگا کہ مین کیونکر اِس
میبارہ بھروسہ کو اپنے فائدہ کی طرف پھیرون جب پھر وزیر نے مجھ سے یہ کہا اپنی تدبیر کے
ہر ایک حصے کا مین بھی تمھین شریک بناتا ہون اور وہ یہ کہ تم مرزا فیروز کے چیف سکرٹیری ہو کر
سر چلے جاؤ تم جو میرے رازدار اور دوست ہو جو کچھ میری خواہشین ہین تم بخوبی جانتے ہو
اور یوروپینیون کا تمکو بہت بڑا علم ہو۔ تو تم ہی اس قابل ہو کہ اس عہدے پر ممتاز کیے جاؤ
مجھے یقین ہو کہ تم میری اس تجویز کو قبول کر کے ان خدمات کی انجام دہی مین سعی بلیغ
کروگے۔ مین یہ درخواست سُنکر پہلے تو بہت خوش ہوا لیکن جب مین نے یہ سوچا کہ میرزا کا
ماتحت بننا پڑیگا تو کچھ خیالات نے رنگ بدلا اور انمین تغیر و تبدل آ کر واقع ہوا۔ مین نے
سوچا کہ اگر اس جگہ کو قبول نہین کرتے ہو تو بڑے عہدے سے رہجاؤگے جسکے لیے یون یون
ارمان ہلاک ہوئی ہو۔ مین قومی تنفر کا بہت ہی مضبوطی سے حصہ دار تھا۔ اوّل تو اپنا ملک
شا چھوڑنا یہ بہت بڑا قہر معلوم ہوا اور پھر اس سے اور بھی ڈر لگا کہ سمندر کا سفر کرنا پڑیگا۔

...رہے ہر بلا سے"۔

اور مین نے یہ بھی خیال کیا کہ جس ملک کو کہ تو بھیجا جاتا ہی اس سے محض نابلد ہی۔ وہ ملک ہی جو مدامی گھٹا ٹوپ اندھیرے مین آباد ہی اور وہ آفتاب ممالک سے یعنی ان ممالک سے جہان آفتاب تابان ہتا ہی بہت ہی پرے ہی۔ مین نے وزیر کی درخواست سے اپنا دل پھیر لیا اور اس طرح سے ڈرا کہ جیسے کوئی خلیج فنا سے خوف کھاتا ہی۔

مین نے اسکا جو کچھ وزیر کو جواب دیا وہ نہایت ہی کُجھا ہوا تھا جو علی الدوام ایرانیون کے ہونٹون پر ہوتا ہی تو مین نے بھی یون ہی اپنا مطلب ادا کیا۔

اپنی آنکھون کی قسم مین آپ کا نوکر ہون۔ اسوقت میرا کان آپ کے ہاتھ مین ہی۔ جو کچھ آپ کا حکم ہو میرا فرض ہی کہ مین اُسکو بجا لاؤن۔ یہ کہکر مین صورت بُت بنگیا۔

وزیر نے جو بات میرے دل مین تھی تاڑ لی۔ اور کہا۔ اگر تم میری درخواست کو ناپسند کرتے ہو تو تم اپنی طبیعت کے مالک ہو دوسری بات اور بھی بہت ہی آسان تمھارے قبول کرنے کے قابل ہو سکتی ہی۔ مجھے تمھارے فائدے کا اپنے فائدے کی طرح خیال ہی۔ اچھا اول تو تم اصفہان شاہ کے ڈپٹی ہو کر چلے جاؤ اور وہان سے وہ وہ چیزین فراہم کرکے لاؤ کہ جو بطور تحفہ کے شاہ ایران کی طرف سے شاہ انگلینڈ کو بھیجی جائینگی بس پھر کیا ہو تمھین اپنے کو دولتمند کرنے کا خاصہ موقع ملیگا۔

مین نے وزیر کو کچھ اور کہنے ہی نہ دیا۔ یکایک میرے دماغ مین اپنے وطن مالوفہ کا خیال آیا مین اسقدر وہان جانے پر خوش ہوا کہ بیان نہین کرسکتا مین نے بڑی سرگرمی سے یہ کہا۔

حضور کی جان حضور کے نمک و شاہ کی داڑھی کی قسم کہ مین وہان جانے کو تیار ہون۔ اب کسی لفظ کے کہنے کی ضرورت نہین ہی۔ جہان آپ حکم کرینگے مین وہین جاؤنگا۔ چاہیے فرانسیسیون کے دُھوکا دینے کے لیے حضور تحت السرا مین بھیجدین۔

وزیر۔ بس تو خیر۔ اچھا پہلے تو تم مرزا فیروز کے پاس چلے جاؤ اور اُسکی جا کر ذرا تعریف کرو کہ ایران مین تم ہی ایک شخص ہو اور کوئی تمھارا ثانی نہین ہی شاہ نے اس اعلیٰ سفارت میں

تمھین بھیجنا پسند فرمایا ہی اور اسے باور کراؤ کہ تمھین نفع کثیر حاصل ہو
کی توجہ اور میری حفاظت سب اس مین منسلک ہین اور جب وہ وہان سے واپس
جانتا ہی کس قدر اعلیٰ عہدے پر اسکی ترقی ہوگی۔ اور یہ بھی اُس سے کہنا کہ فلان فلان
تمھارے رقیبون نے جنکا تم نام بتا سکو اس جگہ کے لیے بہت ہی کوشش کی تھی لیکن
چونکہ تم سب مین لائق ہو اس لیے یہ عہدہ تم ہی کو ملا۔ جاؤ خدا حافظ۔

مین اسکے پاس سے اُٹھا لیکن اس امر کی تمیز کرنی بہت ہی مشکل تھی کہ آیا مین زمین
پر چل رہا ہون یا آسمان پر پرواز کر رہا ہون۔ اپنے دل مین کہا۔ کیا اب مین دنیا کی تمام
خوشیان حاصل کرونگا۔ کیا میرے گذشتہ نشانات اب ختم ہو جائینگے۔ کیا مین پھر اپنے شہر مین
پوشاک خلعت پہنے ہوے ہتھیار حکومت ہاتھ مین لیے ہوے۔ اور ایک شاندار گھوڑے پر
سوار داخل ہونگا۔ جو لوگ کہ پہلے حاجی بابا کو صرف ایک حجام کا چھوکرا کہتے تھے اب اُنھین
شاہ کا ڈپٹی سمجھکر تعظیم کرنی ہوگی۔ وہ سر جو ایک دفعہ میرے اُسترے کے آگے جھکاتے تھے
اب اُنھین میرے آگے تعظیم کرنے دو کیونکہ مین وہ شخص ہون جو دم بھر مین اُنکے کان کاٹ سکتا
ہون۔ اے لوگو تمنے جو میری وراثت سے مجھے محروم کیا تھا اب تم کانپو کیونکہ مجھ مین وہ قدرت ہی
کہ تمھارا سارا کھایا پیا اگلوا لون۔ مجھے اس امر سے واقفیت ہی کہ جب مین شاہراہون مین
اپنے عہدے اور رتبے کے گھمنڈ مین اکڑ کر چلا تھا تو لوگون کو سخت تعجب تھا اور وہ میری طرف
نظر حیرت سے دیکھتے تھے۔ اور سوا اسکے مین خیال ہی کیا کر سکتا تھا کہ جب مین اصفہان مین ایک
زرق برق گھوڑے پر سوار سونے کی زنجیر گلے مین ڈالے تمام گہنا پاتا پہنے ہوے اردلی مین سوار و پیادے
کے پہونچونگا تو گورنر اصفہان کسقدر میری عزت کریگا اور اپنی آنکھین میرے قدمونکے نیچے بچھائیگا۔

مگر یہان سے تو مین مرزا فیروز کے پاس گیا جو سفارت کے معاملے مین گفتگو کرنے کے
لیے تیار تھا۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ وزیر اعظم نے مرزا کے لیے جو جو تجاویز کی تھین وہی ایلچی
نے بھی مرزا کے لیے پہلے ہی سے سوچ رکھی تھین۔ گو قریب قریب مین نے اپنے کو وزیر کی خدمات

...ن تاہم مین اُسکا دلی دوست تھا اور وہ بھی مجھے اپنا لائق دلی محب سمجھتا
جب اسنے یہ سُنا کہ مین بھی اسکی ہمراہی مین جاؤنگا تو وہ بہت ... شا
اور آئندہ تدابیر پر گفتگو کرنی شروع کی اور خوب خوب ٹھٹھے اُڑائے جب ہم باہم ...
تھے تو اسنے مجھسے کہا کہ کیا مین پھر کوشش کرون کہ تمھاری شکر لب تمھین ملجائے ...
وہ واقعہ جو مین مطلق بھول گیا تھا پھر یکایک میرے خیال مین آیا۔

دوسرے دن شاہ نے عام دربار مین یہ علان کردیا کہ مین اپنا وکیل بناکر ...
کو انگلینڈ بھیجونگا۔ وزیر نے مجھے فوراً حکم دیا کہ تم اصفہان چلے جاؤ اور جلد تحفے تحائف
سفیر کے جانے سے پہلے واپس پھرو۔

مین اُن بے شمار تیاریون کا ذکر کرکے اپنے ناظرین باتمکین کو تکلیف نہ دونگا جو
میرے اصفہان جانے پر ظہور پذیر ہوئی تھین۔ کیونکہ ناظرین سُنتے سُنتے تھک جائینگے اور مجھے اپنی نمائش
اور خود فروشی سے خجل ہونا پڑیگا صرف اتنا ہی کہنا کافی ہی کہ مین نے اصفہان مین اس طمطراق سے
سفر کیا جو ایک اعلیٰ اور زبردست شخص کو زیبا ہی اور مین اصفہان مین اس فخر کنان طریقے سے داخل
ہوا کہ اسکا اندازہ صرف ایک ایرانی کرسکتا ہی۔ مین نے اپنے کو اس بلندی پر پایا جو ...
سعادت اور مبارکی کے لیے مکمل ہی معلوم ہوگیا تھا کہ بدقسمتیان مجھسے رخصت ہوگئی ...
ہر شی زبان حال سے مجھے یہ تبلاتی تھی کہ زندگی کی کتاب مین نیا باب کھلنے کو ہی۔ حاجی
حجام اپنے وطن مالوفہ مین مرزا حاجی باباشاہ کا ڈپٹی ہنکر داخل ہوا۔ کیا اور بھی کچھ کہنے کی ضرورت
حاجی بابا پھر بڑی عزت اور حرمت سے اصفہان سے واپس پھرا۔ پھر سفیر ایران ہنکر یورپ گیا
اسکے بعد قسطنطنیہ مین شاہ کا معتمد مقرر ہوگیا تھا۔ اور پھر اپنی تمام زندگی حکومت و عیش مین صرف کی

تمام شد

خاتمۃ الطبع۔ الحمد للہ یہ بے نظیر قصہ ماہ دسمبر ۲۴ ... مین چھپکر شایع ہوا۔ فقط